توحید اور شرک کی مختلف قسموں کی وضاحت کرنے والی
ایک جامع اور مستند کتاب

محمد خان منہاس ، خلیل الرحمٰن چشتی

سلسلۂ تعلیماتِ قرآن و سنت : 1

- توحیدِ ذات
- توحیدِ الوہیت
- توحیدِ رَبُوبیت
- توحیدِ صِفات
- توحیدِ عِلم
- توحیدِ اِختیار
- تَشریعی توحید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com
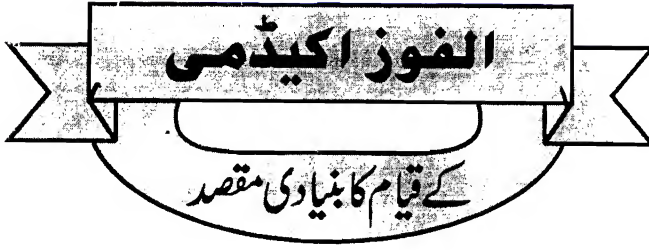
کتاب وسنت کی خالص ، ٹھوس ، مستند اور اساسی تعلیمات ، جدید طریقہ ہائے تدریس کے ذریعے ، تعلیم یافتہ افراد تک پہنچانا ہے۔

الفوز اکیڈمی ، ایک غیر سیاسی اسلامی تربیت گاہ ہے۔ یہاں قرآن کی زبان ، اور قرآنی علوم کے علاوہ ، اُصولِ حدیث، اُصولِ فقہ اور متفرق موضوعات پر فہم دین کے لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

اکیڈمی ، مختلف کورسز کے ذریعے ، جدید تعلیم یافتہ طبقے کی فکری ، اور عملی تربیت کرتی ہے تاکہ وہ فرقہ پرستی سے بالاتر ہوکر ، دینِ حنیف کی تبلیغ کریں اور دعوتِ دین کو ، اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ اکیڈمی اسلامی تعلیماتِ اُخوت سے ، لسانی ، نسلی، صوبائی اور دیگر گروہی تعصّبات کا خاتمہ کرکے ، باہمی اسلامی رواداری اور یکجہتی کی فضا قائم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

Al-Fawz Academy

Between Golra & Police Foundation

Street 15, E-11/4, Golra, Islamabad

Tel 051-210-6783 Tel 051-211-2650

Fax 051-210-6366 Fax 051-211-2651

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

توحید اور شرک

توحید اور شرک کی مختلف قسموں کی وضاحت کرنے والی

ایک جامع اور مستند کتاب

محمد خان منہاس

خلیل الرحمٰن چشتی

الفوز اکیڈمی

Street# 15, Police Foundation, E-11/4, Islamabad

Tel: 051-210-6783 Tel: 051-211-2650

Fax: 051-211-2651

Email:chishti@apollo.net.pk

نام کتاب : **توحید اور شرک**

ISBN : 969-8511-35-0

مرتب : محمد خان منہاس ، خلیل الرحمن چشتی

ناشر : الفوز اکیڈمی ، اسلام آباد

کمپیوٹر کیلی گرافی : وقاص خان

پہلا ایڈیشن	دوسرا ایڈیشن	تیسرا ایڈیشن	چوتھا ایڈیشن	پانچواں ایڈیشن
اگست 1999ء	مارچ 2000ء	جولائی 2001ء	فروری 2003ء	فروری 2007ء

صفحات : 208

قیمت : 100 روپے

طابع : منزل پرنٹر ، اسلام آباد

ملنے کا پتہ

1۔ **الفوز اکیڈمی**، E-11/4، اسلام آباد فون نمبر: 225-19-33 , 051-211-26-50

2۔ ادارۂ منشوراتِ اسلامی، بالمقابل منصورہ ، ملتان روڈ ، لاہور۔

فون نمبر: 84 05-784 - 042

3- النور ، لینڈ مارک پلازہ ، LGF ، شاپ نمبر 40 ، جیل روڈ ، لاہور۔

فون نمبر: 56 96-587 - 042

4- ادارۂ معارف اسلامی، D-35، Block 5 ، فیڈرل B ایریا ، کراچی۔

فون نمبر: 201-679 , 40 98 -021-634

فہرستِ مضامین

فرمانِ الٰہی

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا ۔ (النساء : 36)

"اور اللہ کی عبادت کرو ! اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ! "

ابتدائیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ ، وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّ نَذِیْراً .

اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ ، وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا ، وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ" ، وَ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" ، وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ .

محمد خان منہاس صاحب ، صدر الفوزاکیڈمی، اسلام آباد ایک حقیقی داعی ہیں۔ اسلام کی دعوت کو عوام الناس میں پھیلانے کا عظیم داعیہ رکھتے ہیں۔ یہ ایک بے قرار اور بے چین روح ہے جو اُمَّتِ مُسْلِمَہ کو دوبارہ خلافتِ راشدہ کے بامِ اوج پر دیکھنا چاہتی ہے اور اس صدی میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کا نظارہ کرنا چاہتی ہے۔

پیشے کے اعتبار سے یہ الیکٹریکل انجینئر ہیں اور امریکہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دنیا کی ایک بہت بڑی فرم میں کام کر رہے ہیں۔ لیکن گذشتہ پندرہ سالوں سے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو علومِ اسلامی سے واقفیت حاصل کرنے اور اسلام کی اصلی اور اساسی تعلیمات کو عوام الناس بالخصوص تعلیم یافتہ افراد تک پہنچانے کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

ان کا گھر 'نہ صرف ایک بیتُ الدعوہ اور دارُ الارشاد ہے ، بلکہ دارُ التربیہ بھی ہے۔ یہاں سے نہ جانے کتنے افرد گذشتہ کئی سالوں سے مختلف علماء کے دروس سے مستفید ہو چکے ہیں۔ رمضان 1418ھ کے آخری عشرے میں ، بعد از تراویح انہوں نے اپنے گھر ، ایک دس روزہ تربیت گاہ کا اہتمام کیا۔ اس تربیت گاہ کے پہلے لیکچر کے لیے ، دس موضوعات کا انتخاب کیا گیا۔ جو مندرجہ ذیل تھے۔

1- توحید اور شرک
2- رسالت
3- آخرت
4- نماز
5- اسلام کی اخلاقی تعلیمات
6- جہاد فی سبیل اللہ
7- اِنفاق فی سبیل اللہ
8- معروف و منکر
9- حقیقتِ صبر
10- حقیقتِ تقویٰ

چنانچہ اس کے لیے شفّافیاں (Transparencies) تیار کی گئیں۔ یہ پروگرام بہت مقبول رہا۔ بعد ازاں اسی دس روزہ تربیت گاہ کے موضوعات پر مبنی ایک 'فہمِ دین کورس' ترتیب دیا گیا۔ READ Foundation کے زیر اہتمام ، محمد خان منہاس صاحب ، یہ کورس تقریباً پندرہ مرتبہ مختلف اساتذہ کو پڑھا چکے ہیں۔ یہ اساتذہ ، ایک ہفتہ کے لیے ہمہ وقتی طور پر شریک ہوتے ہیں اور منہاس صاحب ان سے لیکچر (سوا گھنٹہ) کے بعد کاپیوں پر کلاس ورک کرواتے ہیں۔ کلاس ورک (ڈیڑھ گھنٹہ) لیکچر ہی پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ٹیچر کو منتخب آیات کا ترجمہ کاپی پر لکھنا ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان کو

انفرادی تیاری کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ دیا جاتا ہے ، پھر اگلے سوا گھنٹے میں ان کو اسی موضوع پر تقریر کرنی ہوتی ہے۔ اس طریقہء تدریس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سنتے ہوئے لیکچر کے مضامین دوبارہ پڑھے، لکھے اور بیان کیے جاتے ہیں۔ اس طرح ایک لیکچر پر کل ساڑھے پانچ گھنٹے وقت صرف کیا جاتا ہے۔ یہ طریقۂ تعلیم، قدیم اسلوب سے زیادہ مؤثر ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ ہر ٹیچر کو قرآنِ مجید فراہم کیا جاتا ہے۔ وہ قرآنی سورتوں سے اور سورتوں کے ناموں سے آشنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ ٹیچر کو قرآنِ مجید سے استفادہ کرنے اور قرآنِ مجید کی طرف مائل کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ چنانچہ تجربہ شاہد ہے کہ غیر محسوس طریقے سے ان اساتذہ کے اندر انقلاب برپا ہوگیا۔ قرآن کی تاثیر مسلّم ہے۔ اساتذہ کے عقائد اور اعمال واقوال میں واضح تبدیلی محسوس کی گئی۔

ابتداء میں شفافیوں کی فوٹو کاپیاں طلبہ کو فراہم کی جاتیں۔ اب محسوس کیا گیا کہ انہیں کتابی شکل میں شائع ہونا چاہیے تاکہ کورس کے شرکاء کے علاوہ دیگر افراد بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔ چنانچہ ہر لیکچر پر مشتمل ایک کتابچہ تیار کیا گیا ہے۔ ہر کتابچے میں قرآنی آیات کے علاوہ مستند احادیثِ نبویؐ ہیں اور آخر میں کلاس ورک/ہوم ورک ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ کتابچے بھی کورس کی طرح مقبول ہوں گے اور تعلیم یافتہ طبقے میں اس کی زبردست پذیرائی ہوگی۔ چونکہ ان میں صرف آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ہیں۔ اس لیے ہر مکتبۂ فکر کے اَفراد بلاتحفظ ان شاء اللہ اس کا مطالعہ کریں گے۔ یہ کوشش قومی یکجہتی کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کرے گی۔ اس امّت کو مجتمع کرنے کا واحد طریقہ یہی ہے کہ اسے قرآن وسنت سے جوڑ دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ محمد خان صاحب منہاس کی ان مساعی کو قبول فرمائے اور ان کے لیے توشۂ آخرت بنا دے۔ مولانا حکیم اللہ صاحب (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی) اور ڈاکٹر محمد سلیم صاحب کے علاوہ کچھ دوسرے ساتھیوں نے تصیح اور نظرِ ثانی کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر

عطافرمائے۔

الفوزاکیڈمی کے لیے زمین خرید لی گئی ہے۔ایک دوماہ میں ان شاءاللہ تعمیر شروع ہو جائے گی۔یہ اکیڈمی ، ایک تربیت گاہ کی حیثیت سے کام کرے گی۔ یہاں تعلیم یافتہ افراد کچھ دنوں کے لیے آ کر قیام کرسکیں گے اور اپنی فکری اور عملی تربیت کا سامان کرسکیں گے۔یہ منصوبے ہیں۔لیکن وہی ہوگا جواللہ کومنظور ہوگا۔

وَمَا تَشَآؤُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰه

7 جمادی الاول 1420ھ
مطابق 20 اگست 1999ء

طالب دعائے خیر
خلیل الرحمٰن چشتی

****

کچھ دوسرے ایڈیشن کے بارے میں

الحمد للّٰہِ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

توحیداور شرک ، الفوزاکیڈمی کا پہلا کتابچہ تھا۔ جو تین ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا تھا۔ لوگوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ یہ محض اللہ کا فضل و کرم تھا۔ اب ہم نے محسوس کیا کہ اس کی ترتیبِ نو ہونی چاہئے۔ ترتیبِ نو کے ساتھ ساتھ بہت ساری غیر ضروری باتیں حذف کردی گئی ہیں۔ اور چند ایک چیزوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ رسالہ تعلیم یافتہ افراد کے لئے اس نئی شکل میں زیادہ مفید ہو گیا ہے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تجاویز اور مشوروں سے ہمیں نوازتے رہیں۔ اہلِ علم سے گزارش ہے کہ وہ ہماری غلطیوں سے آگاہ کرتے رہیں۔ انشاء اللہ فوراً اصلاح کردی جائے گی۔

29 رمضان المبارک 1420ھ کو محترم میجر (ر) غلام محی الدین اعوان صاحب مدظلہ کے ہاتھوں الفوزاکیڈمی کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔ امید ہے کہ اگلے رمضان تک کم سے کم ایک حصے کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ یہ ساری کوششیں اللہ ہی کے لئے ہیں ، یہ اس کا کام ہے اور وہی اس کی تکمیل کے اسباب فراہم کرے گا۔

یکم محرم الحرام 1421ھ

7 اپریل 2000ء

اسلام آباد

محمد خان منہاس

● الحمد للہ عمارت مکمل ہو چکی ہے اور اب اس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔

✲✲✲✲✲✲✲

کچھ پانچویں ایڈیشن کے بارے میں

الحمد للہِ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

محمد خان منہاس صاحب کی یہ کتاب الحمد للہ بہت مقبول ہوئی۔اس نئے ایڈیشن میں طلبہ کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے میں نے کہیں کہیں حذف اور زیادہ تر اِضافے سے کام لیا ہے۔

1- توحید اور شرک کی مختلف قسموں کو مختلف عنوانات کے تحت الگ الگ کر کے بیان کر دیا گیا ہے۔

2- ہر باب کے آخر میں ، موضوع کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے ، تاکہ طلبہ میں قرآنی آیات سے استنباط اور پھر اُس کے استحضار کی صلاحیتیں پیدا ہو سکیں۔

3- ہر باب کے آخر میں ، سوالات دیے گئے ہیں ، تاکہ طلبہ موضوع کو اچھی طرح ہضم کرنے کے بعد دوسروں کو سمجھانے کے قابل ہو سکیں۔

4- اسکولوں اور مدارس کے ذمے دار اس کتاب کو اپنے نصاب میں شامل کر سکتے ہیں۔اساتذہ سے درخواست ہے کہ ہر سبق کا پہلے خلاصہ پڑھائیں ، پھر اصل سبق ، آخر میں خلاصے کا اِعادہ۔

5- پہلے کتابچہ صرف سو (100) چھوٹے صفحات پر مشتمل تھا۔اب سائز بھی بڑی کر دی گئی ہے اور صفحات دو گنے سے زیادہ ہو گئے ہیں۔چنانچہ یہ کتابچہ اب ایک کتاب میں تبدیل ہو چکا ہے۔

اہلِ علم سے درخواست ہے کہ وہ ہمیں اپنی آراء سے مطلع کریں ، اَغلاط کی نشاندہی کریں ، اِن شاء اللہ فوراً اصلاح کر لی جائے گی۔

28 محرم الحرام 1428ھ
مطابق 19 فروری 2007ء

طالب دعائے خیر
خلیل الرحمٰن چشتی

****

● پہلا باب

توحید کے مضمون کی اہمیت

توحید کے مضمون کی اہمیت

اللہ کی وحدانیت پر ایمان کو ، توحید (Monotheism) کہتے ہیں۔

توحید پر موت ، دخولِ جنت کی ضمانت ہے:

صحیح مسلم میں حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل ہوا ہے۔

مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ انَّه' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ .

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، باب 10 ، حدیث 26)

''جو شخص، اس حال میں مرا کہ وہ (یقین کے ساتھ) جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰـــہ نہیں ہے ، تو وہ جنت میں داخل ہوگا''

یہ توحید کے اجر کے بارے میں حدیث تھی۔ اب شرک کے بارے میں قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمایئے۔

شرک وہ واحد گناہ ہے ، جس کی مغفرت نہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ

''بلاشبہ اللہ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ البتہ اس گناہ کے علاوہ وہ جسے چاہے معاف کر دیتا ہے

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا .

(النساء : 48)

اور جس شخص نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا ، اس نے یقیناً بہتان باندھا اور ایک بہت

بڑا گناہ کیا"۔

- **مُشرک پر جنت حرام کردی گئی ہے:**

دوسری جگہ فرمایا گیا:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

"جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ، اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی

وَ مَاْوٰهُ النَّارُ . (المائدہ : 72)

اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"۔

مندرجہ بالا حدیث اور آیات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کی کامیابی کا اصل دارو مدار "توحید" پر ہے۔ آخرت کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔ جو شخص دوزخ کے عذاب سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا ، اس نے صحیح معنوں میں کامیابی حاصل کر لی۔

- **توحید ہی سے اصل کامیابی حاصل ہوتی ہے:**

چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ . (آلِ عمران :185)

"کامیاب دراصل وہ ہے، جو آتشِ دوزخ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے"

عقیدۂ توحید ہی پر اسلام کے نظامِ عبادت ، نظامِ معاشرت ، نظامِ معیشت ، نظامِ حکومت وسیاست ، نظامِ حدود وتعزیر وغیرہ وغیرہ کا دارومدار ہے۔ صحیح عمل کی بہار ، صحیح عقیدے کی زرخیز

زمین ہی پر رنگ لا سکتی ہے۔عقیدۂ توحید کے بغیر ، اسلام میں اعمالِ صالحہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔اسلام میں وہی عمل مقبول ہے ، جو خدائے واحد کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا جائے اور وہی ہجرت معتبر ہے ، جو اللہ کے لئے کی جائے۔

توحید کیا ہے؟ توحید کی کتنی قسمیں ہیں؟ شرک کیا ہے؟

یہ وہ بنیادی سوالات ہیں ، جن کا جواب حاصل کرنا ہر سمجھدار انسان کی ضرورت ہے۔

● توحید سے دنیاوی کامیابی بھی حاصل ہوسکتی ہے:

توحید کے نتیجے میں اُخروی کامیابی تو یقینی ہے ہی ، دنیاوی کامیابی بھی نصیب ہوسکتی ہے۔

نبیٔ اکرم ﷺ نے جب مکہ مکرمہ میں عوام کے سامنے توحید کی دعوت پیش کی تو فرمایا:

اُرِيْدُ مِنْ قُرَيْشٍ كَلِمَةً تُدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ اَیْ تُطِيْعُهُمْ وَ تَخْضَعُ لَهُمْ ۔

''میں قریش کو ایک ایسے کلمے (کلمۂ توحید) کا پیرو بنانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اسے مان لیں تو تمام عرب ان کے تابع فرمان بن جائیں اور ان کے آگے جھک جائیں''

تیئیس (23) سال کے مختصر عرصے میں دنیا نے دیکھا کہ توحید کے اس کلمے کی برکت سے جزیرۃ العرب کی مشرک قوم ، دوزخ کی آگ سے بچ کر جنت کی مستحق قرار پائی اور قریش کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔یہ کلمۂ توحید کا اعجاز ہے۔

****

توحید کی تین عقلی دلیلیں

قرآن مجید نے انسانوں سے شرک کا انکار اور توحید کا اقرار کرانے کے لیے آفاقی ، انفسی ، تاریخی اور نقلی دلیلوں کے علاوہ عقلی دلیلیں بھی فراہم کی ہیں ، تاکہ ایک متلاشیِ حق انسان حقیقتِ توحید کو پا جائے۔ان میں سے ہم یہاں تین (3) عقلی دلیلوں کا ذکر کریں گے۔

1- اگر کائنات میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو زمین اور آسمان کا نظام بگڑ جاتا۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (الانبیاء : 22)

”اگر زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو زمین اور آسمان دونوں کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔پس اللہ تعالیٰ جو تختِ سلطنت کا مالک ہے ، ان منسوبہ باتوں سے پاک ہے“۔

2- اگر کائنات میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ہر خدا اپنی اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو لے کر الگ ہو جاتا اور ہر خدا دوسرے خدا پر چڑھ دوڑتا۔

لَذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (المؤمنون : 91)

”(اگر اللہ کے علاوہ دوسرے اِلٰہ ہوتے تو) ہر اِلٰہ اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کو لے کر الگ ہو

جاتا اور ہر ایک اِلٰہ دوسرے اِلٰہ پر چڑھ دوڑتا"۔

3- اگر کائنات میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو وہ تمام خدا ، عرش والے کی حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے تدبیریں تلاش کرتے

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ

"کہہ دو ! اگر اللہ کے ساتھ دوسرے اِلٰہ ہوتے ، جیسا کہ ان (مشرک) لوگوں کا بیان ہے

اِذًا لَّا بْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا ۔ (بنی اسرائیل : 42)

تو (ایسی صورت میں) وہ عرش والے کی حکومت پر قبضہ کرنے کی ضرور تدبیریں تلاش کرتے"۔

- **حاصلِ کلام:**

1- کائنات کا مربوط عادلانہ ، فساد سے پاک اور منظم سلسلہ گواہی دے رہا ہے کہ ایک واحد بااختیار ہستی ہی یہ سارا نظام چلا رہی ہے۔

2- خالق ایک ہی ہے ، جو منتظم بھی ہے ، ورنہ کائنات میں بغاوتیں رونما ہو جاتیں۔

3- عرش پر فرماں روائی کرنے والی ہستی بھی صرف ایک ہے ، ورنہ تختِ سلطنت کے حصول کے لیے باہمی چپقلش شروع ہو جاتی۔

4- اللہ واحد ہی خالق بھی ہے ، بااختیار بھی ہے اور حکمران بھی ہے۔

****

شرک کی برائی اور ہولناکی

توحید کی اہمیت کے بعد ، شرک کی برائی اور ہولناکی سے متعلق چند آیاتِ قرآنی ملاحظہ فرمایئے:

● شرک سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی ہے:

اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ. (لقمان : 13)

''یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ توحید ، عدلِ عظیم ہے۔

● شرک کو حرام کر دیا گیا:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ

اَلَّا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا. (الانعام : 151)

''کہیے ! آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے رب نے تم پر کیا حرام کیا ہے؟

(وہ یہ) کہ اللہ کے ساتھ ذرا بھی شرک نہ کرو ! ''۔

● شرک وہ واحد گناہ ہے ، جو معاف نہیں کیا جاتا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ

لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا

عَظِیْمًا . (النساء : 48)

''بلاشبہ اللہ شرک کو کبھی معاف نہ کرے گا اور اس کے علاوہ وہ جسے چاہے معاف کر دیتا ہے

اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا ، اس نے بہتان باندھا اور بہت بڑا گناہ کیا''۔

● مُشرِک ، بلندی سے ، پستی میں گر جاتا ہے:

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ. (الحج : 31)

''جس شخص نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو وہ ایسے ہے ، جیسے آسمان سے گرے ، پھر اسے پرندے اچک لیں ، یا ہوا اُسے کسی دور دراز مقام میں پھینک دے''

● مُشرِک نجس ہوتا ہے:

مشرک نجس اور ناپاک ہوتا ہے ، اُس کا مسجد حرام اور مکے کے حدودِ حرم میں داخلہ بھی حرام کر دیا گیا۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَس'' فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ .
(التوبہ : 28)

''بلاشبہ مشرک نجس ہیں ،لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں ! ''

● مُشرِک کے نیک اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں:

(a) وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ . (الانعام : 88)

''اگر وہ شرک کرتے تو ان کے وہ تمام (نیک) اعمال ضائع ہو جاتے ، جو وہ کرتے رہے تھے''۔

(b) لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ . (الزمر : 65)

''اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے (نیک) اعمال بھی برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے''۔

- **مُشرِک بدحال و بے یارومددگار ہوگا:**

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا . (بنی اسرائیل : 22)

''اللہ کے ساتھ کوئی اِلٰہ نہ بنانا ! ورنہ تم بدحال اور بے یارومددگار بیٹھے رہ جاؤ گے''۔

- **مُشرِک کوشدیدعذاب دیاجائے گا:**

اَلَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ

فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ (قٓ : 26)

''اس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور اللہ بھی بنارکھا تھا ، لہٰذا اِسے شدید عذاب میں پھینک دو ! ''

- **مُشرِک جہنمی ہوگا:**

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا . (بنی اسرائیل : 39)

''اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰـــہ نہ بنانا ، ورنہ ملامت زدہ اور دھتکارے ہوئے جہنم میں ڈالے جاؤ گے''

- **مُشرِک پر جنت حرام کردی گئی ہے:**

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰهُ النَّارُ . (المائدہ : 72)

''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے ، اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے''

خلاصہ

1- اللہ کی وحدانیت پر ایمان کو توحید کہتے ہیں ، یعنی اللہ کو اپنی ذات اور صفات میں واحد اور اَحد قرار دینے کا نام توحید ہے۔
2- جو شخص صحیح عقیدۂ توحید پر مرے گا ، وہ لازماً جنت میں جائے گا۔ (صحیح مسلم)
3- توحید سراسر ایک معقول عقلی رویہ ہے ، جب کہ شرک سراسر ایک غیر فطری بات ہے۔
4- شرک سب سے بڑا ظلم اور ناانصافی ہے۔ (لقمان:13)
5- شرک کو حرام کر دیا گیا ہے۔ (الانعام:151)
6- شرک وہ واحد گناہ ہے ، جو معاف نہیں کیا جاتا۔ (النساء:48)
7- مُشرک ، بلندی سے ، پستی میں گر جاتا ہے۔ (الحج:31)
8- مُشرِک نجس ہوتا ہے ، مسجدِ حرام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (التوبۃ:28)
9- مُشرِک کے نیک اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ (الانعام:88)
10- مُشرِک بدحال و بے یارومددگار ہوگا۔ (بنی اسرائیل:22)
11- مُشرِک کو شدید عذاب دیا جائے گا۔ (ق:26)
12- مُشرِک جہنمی ہوگا۔ (بنی اسرائیل:39 ، المائدہ:72)
13- مُشرِک پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔ (المائدہ:72)
14- قرآنِ مجید میں ، عقیدۂ توحید کی عقلی اور نقلی دلیلیں دونوں موجود ہیں۔

سوالات

1- توحید کی اہمیت پر ایک مختصر لیکن جامع نوٹ لکھیے۔
2- شرک کی برائی پر ایک مختصر لیکن جامع نوٹ لکھیے۔

• دوسرا باب

انبیاء کی دعوتِ توحید

انبیاء کی دعوتِ توحید

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جتنے بھی نبیؑ اور پیغمبرؑ بھیجے ، سب نے اپنی اپنی قوم کو سب سے پہلے ''توحید کی دعوت'' دی۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اُسی کی عبادت اور اطاعت لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور ہستی کی عبادت اور اللہ کے احکامات میں کسی اور کی اِطاعت ''شرک'' کہلاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور اِطاعت کا مستحق ہے۔

● حضرت نوح علیہ السلام کی دعوتِ توحید:

حضرتِ نوحؑ زمین پر سب سے پہلے اللہ کے رسول ہیں ، اِن سے پہلے نبی ہوا کرتے تھے۔ اِن کا علاقہ عراق تھا۔ ان کا زمانہ 3,500 ق م بتایا جاتا ہے۔

حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے سب سے پہلا مطالبہ یہی کیا کہ تمہارا خدا ایک ہے۔ لہٰذا اُسی کی عبادت کرو!۔

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُه‘ .　　(الاعراف : 59)

''اے برادرانِ قوم! اللہ کی بندگی کرو ! اس کے سوا تمہارا کوئی الله نہیں ہے''۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْآ اِلَّا اللّٰهَ .　　(ھود : 26)

''کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو !''

● حضرت ہودؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ نوحؑ کے بعد ، حضرتِ ہودؑ نے توحید کی دعوت عام کی۔ حضرتِ ہودؑ کی قوم کا نام عاد تھا۔ یہ جزیرہ نما عرب کے جنوبی حصے میں آباد تھے۔ اس علاقے کو وادئ احقاف کہا جاتا ہے۔

ان کا زمانہ 3,000 ق م کے لگ بھگ ہے۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ .

(الاعراف : 65)(ھود : 50)

''اے برادران قوم! اللہ کی بندگی کرو ! اس کے سوا تمھارا کوئی اِلٰہ نہیں''۔

• حضرت صالحؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ ہودؑ کے بعد ، حضرتِ صالحؑ نے توحید کی دعوت عام کی۔حضرتِ صالحؑ کی قوم کا نام ثمود تھا۔یہ مدینۂ منورہ کے شمالی حصے میں آباد تھے۔اس علاقے کو مدائنِ صالح کہا جاتا ہے۔ ان کا زمانہ 2,500 ق م کے لگ بھگ ہے۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ .

(الاعراف : 73) (ھود : 61)

''اے برادران قوم ! اللہ کی بندگی کرو ! اس کے سوا تمہارا کوئی اِلٰہ نہیں''۔

• حضرت ابراہیمؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ ابراہیمؑ عراق میں پیدا ہوئے۔ان کا زمانہ 2,100ق م ہے۔وہاں توحید کی دعوت دی۔ان کے والد بت پرست تھے اور مندر کے پروہت تھے۔والد کو توحید کی دعوت دی۔ان کی قوم بت پرست بھی تھی اور آفتاب و مہتاب پرست بھی اور ستارہ پرست بھی۔قوم کو بھی حضرت ابراہیمؑ نے توحید کی دعوت دی۔نمرود وقت کا طاغوتی حکمران تھا۔آپ نے نمرود کو بھی توحید کی دعوت دی۔نمرود نے انہیں آگ میں جھونک دیا۔اللہ نے آپ کو بچالیا۔حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کے ساتھ عراق سے فلسطین کی طرف ہجرت کی۔اپنے بڑے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو مکے میں آباد کیا اور توحید کی دعوت پر مامور کیا۔اپنے چھوٹے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو فلسطین میں توحید کی دعوت پر مامور کیا۔اپنے بھتیجے حضرتِ لوطؑ کو اردن میں توحید کی دعوت پر مامور کیا۔قرآن کہتا ہے:

وَاِبْـرٰهِيمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّـكُـمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ اِنَّـمَـا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَـانًـا وَّتَـخْلُقُوْنَ اِفْكًا اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ○ . (العنکبوت : 16,17)

''اور ابراہیمؑ کو بھیجا۔ جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا: ''اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو! یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم جانو۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پوج رہے ہو ، وہ محض بت ہیں اور تم ایک جھوٹ گھڑ رہے ہو۔ درحقیقت اللہ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو ، وہ تمہیں کوئی رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے ، اللہ سے رزق مانگو ! اور اسی کی بندگی کرو ! اور اس کا شکر ادا کرو ! اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔''

قَدْ كَانَتْ لَـكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَـالُـوْا لِـقَـوْمِـهِـمْ اِنَّـا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ الـلّٰـهِ كَـفَـرْنَـا بِـكُـمْ وَبَـدَا بَيْـنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ . (الممتحنة : 4)

''تم لوگوں کے لیے ابراہیمؑ اور اُس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا: ''ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے ، جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں ، ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا ، جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔''

• حضرت لوطؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ لوطؑ کا زمانہ بھی 2,100 ق م کے لگ بھگ ہے۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے۔ انہوں نے اُردن میں توحید کی دعوت وتبلیغ کا کام کیا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۔ (الشوریٰ : 163)

"لہٰذا تم اللہ سے ڈرو ! اور میری اطاعت کرو !"

• حضرت اسمٰعیلؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ اسمٰعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ 86 سال کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ کو اللہ نے یہ بیٹا عطا فرمایا۔ حضرت ہاجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ ان کا زمانہ 2,000 ق م کے لگ بھگ ہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ کی تعمیر کی ، جو توحید کی سب سے بڑی علامت ہے۔ مکۂ مکرمہ کے اطراف واکناف میں توحید کی دعوت کو عام کیا۔

حضرتِ یعقوبؑ کے بارہ (12) بیٹوں نے بھی حضرت یعقوبؑ کی موت کے وقت اقرار کیا تھا کہ وہ ایک خدا کی بندگی کریں گے اور اسلام کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ قرآن کہتا ہے:

"پھر کیا تم اُس وقت موجود تھے ، جب یعقوبؑ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اُس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا۔ " بیٹو ! میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟"

قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۔ (البقرة : 133)

اُن سب نے جواب دیا " ہم اُسی ایک خدا کی بندگی کریں گے ، جسے آپ (یعنی حضرت یعقوبؑ) نے اور آپ کے بزرگوں (یعنی آپ کے دادا) ابراہیمؑ نے ، (اور آپ کے چچا) اسمٰعیلؑ نے اور (آپ کے والد) اسحٰقؑ نے خدا مانا ہے، اور ہم اُسی کے مسلم (فرماں بردار) ہیں۔"

• حضرت اسحٰقؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ اسحاقؑ حضرت ابراہیمؑ کے چھوٹے بیٹے تھے۔اور حضرتِ اسمٰعیلؑ سے چودہ (14) برس چھوٹے تھے۔سو (100) سال کی عمر میں حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کے بطن سے یہ بیٹا عطا فرمایا۔ ان کا زمانہ بھی 2,000 ق م کے لگ بھگ ہے۔فلسطین کی سرزمین پر توحید کی دعوت کو عام کیا۔ان کی دعوتِ توحید کا تذکرہ پچھلی آیت میں ہو چکا ہے۔

• حضرت یعقوبؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ یعقوبؑ کا دوسرا نام ''اسرائیلؑ'' ہے۔یہ حضرتِ اسحاقؑ کے بیٹے اور حضرتِ ابراہیمؑ کے پوتے ہیں۔ان کے بارہ بیٹے تھے ، جو 'بنی اسرائیل' کہلاتے ہیں۔ان کا زمانہ 1,900 ق م کے لگ بھگ ہے۔بارہ بیٹوں میں حضرتِ یوسفؑ بھی شامل ہیں۔حضرتِ یعقوبؑ نے مرنے سے پہلے اپنی تمام اولاد کو توحید اور اسلام کی نصیحت کی۔ تمام بارہ (12) بیٹوں نے یک زبان ہو کر توحید اور اسلام کا عہد کیا۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ . (البقرة : 133)

''پھر کیا تم اُس وقت موجود تھے ، جب یعقوبؑ اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے؟ انہوں نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا۔''بچو! میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟'' اُن سب نے جواب دیا ''ہم اُسی ایک خدا کی بندگی کریں گے ، جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ نے خدا مانا ہے،اور ہم اُسی کے 'مسلم' (اطاعت گذار) ہیں۔''

حضرت یوسفؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ یوسفؑ کا زمانہ 1,900 ق م کے لگ بھگ ہے۔ حضرتِ یعقوبؑ کے بیٹے ہیں۔ انہیں ان کے بھائیوں نے ایک خشک کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ مصر لے جا کر فروخت کیے گئے۔ عزیزِ مصر کی ملازمت کی۔ پاکدامنی کی پاداش میں انہیں جیل جانا پڑا۔ جیل میں بھی توحید کی اشاعت کرتے رہے۔ پھر یہ معجزانہ طور پر مصر کے حکمران بن گئے۔ مصر میں توحید کی دعوت کو عام کیا۔ اقتدار میں آنے کے بعد اپنے گیارہ بھائیوں اور اپنی والدہ اور اپنے والد حضرتِ یعقوبؑ کو اور دیگر بنی اسرائیل کو فلسطین سے مصر لا کر آباد کیا۔ جیل میں اپنے دو ساتھیوں سے حضرت یوسفؑ اپنے اور اپنے خاندان کے عقیدۂ توحید کی وضاحت کرتے ہیں، پھر انہیں توحید کی دعوت دیتے ہیں اور اُن کے عقیدۂ شرک کا ابطال کرتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ

''میں نے تو اپنے بزرگوں ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ

ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرائیں۔''

ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ

درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○

(کہ اس نے اپنے سوا کسی کا بندہ ہمیں نہیں بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ'' مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ''

اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں؟

اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○ یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

اُس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو ، وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤاجداد نے رکھ لیے ہیں ،

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ

فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریقِ زندگی ہے ،

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ . (یوسف : 38 تا 40)

مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

● حضرت شعیبؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ شعیبؑ نے بھی توحید کی دعوت عام کی۔یہ اصحابُ الایکه (اہلِ تبوک) اور اصحاب مدین کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ان کا زمانہ 1,400 ق م کے لگ بھگ ہے۔انہوں نے بھی توحید کی دعوت دی۔

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ . (هود : 84)

"اے برادرانِ قوم ! اللہ کی بندگی کرو ! اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ نہیں"۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

"اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی ، شعیبؑ کو بھیجا۔

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ

اُنھوں نے دعوت دی : اے میرے ہم قومو ! اللہ ہی کی بندگی کرو !اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح حجت آ چکی ہے۔

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

تو ناپ تول پوری کرو ! لوگوں کی چیزوں میں کوئی کمی نہ کرو !

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

اور زمین میں ، اس کی اصلاح کے بعد ، فساد نہ برپا کرو !

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔ (الاعراف : 85)

یہی تمہارے حق میں بہتر ہے ، اگر تم ایمان لانے والے ہو۔"

حضرت موسیٰؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ موسیٰؑ مصر میں پیدا ہوئے۔ بنی اسرائیل کے نبی ہیں۔ بنی اسرائیل اور فوجی ڈکٹیٹر فرعون اور اُس کے ساتھیوں کو توحید کی دعوت دی۔ ان کا زمانہ 1,300 ق م ہے۔

اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ (طٰہٰ : 98)

"لوگو! تمہارا اِلٰه تو بس ایک ہی اللہ ہے ، جس کے سوا کوئی اور اِلٰه نہیں ہے۔"

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا

"موسیٰؑ نے کہا: کیا میں تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی اور معبود ڈھونڈوں؟

وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف : 140)

جب کہ وہی ہے ، جس نے تم کو اہل عالم پر فضیلت بخشی؟"

• حضرت سلیمانؑ کی دعوتِ توحید:

حضرت سلیمانؑ کا زمانہ 950ق م ہے۔یہ حضرتِ داؤدؑ کے بیٹے ہیں۔اللہ نے انہیں نبی بھی بنایا تھا اور حکمرانی بھی عطا کی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ، نہ صرف انسانوں بلکہ پرندوں اور جنات کے لشکر بھی جمع کر دیے تھے۔حضرت سلیمانؑ نے اپنی حکومت اور اپنے اقتدار کو توحید اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے استعمال کیا۔ان کوششوں کے نتیجے میں یمن کی سلطنت سبا کی ملکہ مسلمان ہوگئی، جو اس سے پہلے سورج کی پوجا کیا کرتی تھی۔اسلام قبول کرنے کے بعد اُس نے کہا:

وَاَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَيۡمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ . (النمل : 44)

''چنانچہ اب میں نے حضرت سلیمانؑ کے ساتھ کائنات کے پروردگار اللہ کی اطاعت قبول کر لی۔''

• حضرت یحیٰؑ کی دعوتِ توحید:

حضرت یحیٰؑ ، حضرت زکریاؑ کے بیٹے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے ننھیالی رشتے دار ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحیٰؑ نے تقریباً ایک ہی زمانہ پایا۔دونوں بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔جامع ترمذی میں حضرت حارث اشعریؓ سے ایک روایت نقل ہوئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرتِ یحیٰؑ کو پانچ (5) چیزوں کا حکم دیا تھا کہ وہ اِن پر خود بھی عمل کریں اور بنی اسرائیل سے کہیں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں۔اِن میں سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ اللہ کی بندگی کی جائے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔پھر آپ نے نماز ، روزے ، زکوٰۃ اور ذکر کا حکم دیا۔

(جامع ترمذی ، حدیث : 2,863)

• حضرت عیسیٰؑ کی دعوتِ توحید:

حضرتِ عیسیٰؑ فلسطین میں پیدا ہوئے۔33 سال کی عمر تھی کہ 33A.D. میں اُٹھا لیے گئے۔ حضرتِ عیسیٰؑ نے بھی توحید کی دعوت دی ، لیکن یہودیوں نے ان کی دعوت کو مسترد کر دیا۔ صرف چند حواری ایمان لے آئے۔آپ کے بعد ایک مخالف یہودی پال (Paul) نے ان کے نام سے غلط عقائد منسوب کر کے عیسائی مذہب کی بنیاد رکھی۔اور انہیں خدا کا بیٹا قرار دیا۔

حضرتِ عیسیٰؑ نے تو بنی اسرائیل سے کہا تھا:

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ

''اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، لہٰذا تم اُسی کی بندگی اختیار کرو !

هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۔ (آل عمران : 51)

یہ (توحید کا راستہ ہی) سیدھا راستہ ہے۔''

- حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو نہ صرف توحید سے آگاہ کیا ، بلکہ شرک کی ہولناکی سے بھی خبردار کیا کہ شرک کرنے والے کے لیے جنت حرام کردی گئی ہے اور اُس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور ایسے آدمی کے لیے کوئی شفیع اور مددگار نہیں ہوگا۔

وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۔ (المائدہ : 72)

''مسیحؑ نے کہا تھا: اے بنی اسرائیل ! اللہ کی بندگی کرو ! جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ۔جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا ، اُس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اُس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

حضرت محمد ﷺ کی دعوتِ توحید:

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ مکے میں 610AD پیدا ہوئے اور چالیس (40) سال کی عمر میں ، تمام رہتی دنیا تک کے لیے رسول اور رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیے گئے۔ آپؐ نے مشرکینِ مکہ کو توحید کی دعوت دی۔ تیرہ (13) سال بعد ، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ 632A.D. میں انتقال فرمایا۔ قرآن کہتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۔ (الرعد :36)

آپ صاف کہہ دیجیے : ''مجھے تو صرف اللہ کی بندگی کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے کہ

کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤں ! ''

• تمام انبیاءؑ کی دعوتِ توحید:

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض نبیوں (یعنی حضرتِ نوحؑ ، حضرتِ ابراہیمؑ ، اسحاقؑ ، یعقوبؑ ، داوٗدؑ ، سلیمانؑ ، ایوبؑ ، یوسفؑ ، موسیٰؑ ، ہارونؑ ، زکریاؑ ، یحییٰؑ ، عیسیٰؑ ، الیاسؑ ، اسمٰعیلؑ ، یسعؑ ، یونسؑ اور حضرت لوطؑ) کا نام لینے کے بعد فرمایا:

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ . (الانعام : 88)

''اگر یہ پیغمبر اور نبی بھی شرک کرتے ہوتے تو ان کے سارے اعمال غارت کر دیے جاتے۔''

• اس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کس قدر اہم چیز ہے اور شرک کس قدر بڑی برائی ہے۔ اور پہلے پیغمبر حضرتِ نوحؑ سے لے کر ، آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک ، سب ہی نے ''توحید کی دعوت'' دی اور لوگوں کو شرک سے بچانے کے لیے جان توڑ کوششیں کیں۔

حاصلِ کلام

1- تمام انبیاء اور تمام رسولوں نے اپنی دعوت کا آغاز ، توحید سے کیا۔

2- ان کی دعوت کا پہلا اور مرکزی مطالبہ ، انسانوں سے توحید کا اقرار اور شرک کا انکار تھا۔

سوالات

1- انبیاءؑ کی دعوت کا پہلا اور مرکزی نکتہ ، توحید کیوں ہے؟ وجوہات بیان کریں۔

2- انبیاءؑ کی دعوتِ توحید کا خلاصہ بیان کریں۔

****
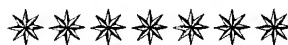
● **تیسرا باب**

توحیدِ ذات

توحیدِ ذات

● ایک اہم اُصولی بات:

توحیدِ ذات کو سمجھنے سے پہلے ایک اہم اُصولی بات سمجھ لیجیے۔انسان خود اپنے طور پر اللہ کی ذات کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا۔ یہ وہ معاملہ ہے ، جس میں ظن وتخمین و قیاس انسان کی کوئی رہنمائی نہیں کرسکتے ، بلکہ اندیشہ یہی لگا رہتا ہے کہ انسان کہیں بھٹک نہ جائے۔

اللہ کی ذات کیسی ہے؟ اس سوال کا جواب خود اللہ تعالیٰ کے ذمّے ہے۔خود اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی (اللیل : 12)

"یقیناً راستہ بتانا ہمارے ذمّے ہے۔"

اللہ تعالیٰ خود ہی اپنی کتاب میں اپنی ذات اور اپنی صفات کی وضاحت کرے ، یا پھر وہ اپنے کسی نمائندے، نبی یا رسول کے ذریعے (حدیث وسنت میں) انسانوں کو بتائے کہ وہ کون ہے اور وہ کیسا ہے؟

اللہ کی ذات کو سمجھنے کے لیے ہم بھی اللہ کے کلام یعنی قرآنِ مجید کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے سورۃ الاخلاص کا جائزہ لیتے ہیں۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ "کہو ! وہ اللہ ہے ، یکتا

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝

نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (سورۃ الاخلاص)

اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔"

اِس سورت سے توحیدِ ذات کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

سورۃ الاخلاص ایک جامع سورت ہے۔ہم یہاں صرف توحیدِ ذات کے حوالے سے اِس کے چند اہم نکات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔تفصیل کے طالب تفاسیر سے رجوع کریں۔

1- اللہ تعالیٰ ﴿ اَحَـــد ﴾ ہے۔یعنی وہ نرالا ہے ، یکتا (Unique) ہے ، یگانہ ہے، اُس جیسی کوئی ہستی نہیں ہے۔وہ ایسا خالق (Creator) ہے ، جس کی نظیر اور مثال، اُس کی کسی مخلوق (Creation) میں نہیں ہوسکتی۔

2- اللہ تعالیٰ ﴿ الصَّـمَـد ﴾ ہے۔نہ اُس کے اندر سے کوئی چیز نکلی ہے اور نہ اُس کے اندر کوئی چیز داخل ہوئی ہے۔وہ ایسا سردار اور ایسی بلند ہستی ہے ، جس کے آگے ساری مخلوق محتاج ہے۔وہ خود کسی کا محتاج نہیں۔

3- اللہ تعالیٰ ﴿لَمْ یَلِدْ ﴾ ہے ، اُس نے کسی کو نہیں جنا۔یعنی وہ کسی کا باپ نہیں ہے ، اُس کے اندر سے کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔اُس کا کوئی بیٹا یا بیٹی نہیں ہے۔اولاد ماں باپ کا حصہ ہوتی ہے۔ اللہ کا کوئی جزو یا حصہ (Part) نہیں ہے۔

4- اللہ تعالیٰ ﴿وَلَمْ یُوْلَدْ ﴾ ہے۔وہ خود کسی کے اندر سے برآمد نہیں ہوا۔اُس کا کوئی باپ نہیں ہے ۔اُس کی کوئی ماں نہیں ہے۔اُس نے کوئی چیز میراث میں نہیں پائی۔

یعنی اُس کے نسب کا سلسلہ ، نہ تو نیچے ہے اور نہ اُوپر۔یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ میں کوئی چیز داخل ہوتی ہے اور نہ اللہ کے اندر سے کوئی چیز خارج ہوتی ہے۔نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے۔پھر بتایا گیا ہے کہ

5- اُس کا کوئی ﴿کُفُو﴾ بھی نہیں ہے ، یعنی اُس جیسا کوئی نہیں۔اُس کا نظیر کوئی نہیں۔اُس کا ہمسر اور اُس کے برابر بھی کوئی نہیں۔اُس کے ہم پلہ اور ہم رتبہ کوئی نہیں۔ پہلے بتایا گیا تھا کہ اُس کا نسب اُوپر کی طرف بھی کوئی نہیں اور اُس کا نسب نیچے کی طرف بھی کوئی نہیں ہے۔اب بتایا جارہا ہے کہ اُس کا نسب اُس کے متوازی بھی کوئی نہیں ہے۔یعنی اُس کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے اور کوئی بیوی بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ الاَوّل بھی ہے اور الآخِر بھی

قرآن سے توحیدِ ذات کے سلسلے میں چار (4) باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔ (الحدید : 3)

''اللہ کی ذات الاوّل بھی ہے اور الآخر بھی الظاھر بھی ہے اور الباطن بھی۔''

- الاَوّل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے پہلے کوئی نہیں۔ وہی پہلا ہے۔

الآخِر کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے بعد بھی کوئی نہیں ہے۔ کسی مخلوق کے لیے بھی ذاتی بقا نہیں ہے۔ ذاتی بقا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ قرآن صاف کہتا ہے:

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے ، سوائے اللہ کی ذات کے'' (سورۃ القصص:88)

'' اس زمین پر جو کوئی بھی موجود ہے ، وہ فنا ہونے والا ہے۔ اور صرف تمہارے ربّ کی ذوالجلال اور ذوالاکرام ذات ہی باقی رہے گی'' (سورۃ الرحمٰن:27)

جنت میں مسلمانوں اور دوزخ میں کافروں کے لیے بھی آخرت کی ابدی زندگی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے۔ وہ خود ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں رہ سکتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نتیجے میں اُنہیں ابدی زندگی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ الظَّاھِر بھی ہے اور الباطِن بھی

- الظَّاھِر کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ہستی اللہ تعالیٰ کے اوپر نہیں۔

وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ''۔

(مسلم ، حدیث : 6,889)

''اے اللہ تو ہی ظاہر ہے ، تیرے اُوپر کوئی چیز نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ الظّاھِر ہے کا مطلب یہ بھی ہے کہ انسان اپنی معرفتِ بدیہیّہ سے اللہ کو پا سکتا ہے۔ اُس کی آیات سے اُس کو سمجھنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ اُس کی تخلیقات پر غور کر کے اُس کی عظمت اور قدرت کا اندازہ کرسکتا ہے۔ ہر موجود شئے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بہترین دلیلِ فطرتِ انسانی بن سکتی ہے۔

- الباطن کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ہستی اللہ تعالیٰ سے زیادہ مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔

وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَکَ شَيْءٌ".

(مسلم ، حديث : 6,889)

"اے اللہ تو ہی باطن ہے ، تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔"

- الظاہر اور الباطن کے فرق کو درج ذیل تقابلی جائزے سے سمجھا جاسکتا ہے۔

الظّاھِر	الباطن
1- اللہ تعالیٰ اپنی آیات سے ظاہر ہے۔	1- اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے باطن ہے۔
2- اللہ تعالیٰ سب پر محیط ہے۔ سب پر فائق ہے "اللہ تعالیٰ سب پر فوقیت رکھتا ہے۔" (صحیح مسلم،حدیث 6,889)	2- اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ مخفی ہے ، سب سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ "اللہ تعالیٰ سے زیادہ چھپی ہوئی کوئی چیز نہیں۔" (صحیح مسلم،حدیث 6,889)
3- اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہری نعمتیں بھی حاصل ہوتی ہیں۔ (لقمان:20)	3- اللہ تعالیٰ باطنی نعمتیں بھی عطا فرماتا ہے۔ (لقمان:20)
4- اللہ تعالیٰ کی آیات ظاہر و باہر ہیں اور آفاق و انفس میں روشن و تاباں ہیں۔	4- اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک، حِسِ بصارت سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ.(الانعام : 103)

کوئی شے اللہ تعالیٰ کی مانند نہیں ہے

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ . (الشوریٰ : 11)

''کائنات کی کوئی چیز اُس کے مشابہ نہیں ۔''

اللہ تعالیٰ ہی زمین وآسمان کا خالق وفاطر ہے ، اسی نے انسانوں اور مویشیوں سے جوڑے پیدا کئے ہیں ، ان جوڑوں کی مدد ہی سے وہ نوعِ انسانی کو وسعت دیتا رہتا ہے۔وہ بیک وقت ساری کائنات کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ (الشوریٰ:11)

- اب سورۃ البقرۃ کی ایک آیت ملاحظہ فرمایئے ، جو توحیدِ ذات کی مزید وضاحت کرتی ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَا اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ

''ان کا قول ہے کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا ہے ، ان باتوں سے اللہ پاک ہے۔

بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ زمینوں اور آسمانوں کی تمام موجودات اس کی مِلک ہیں۔

كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ . (البقرۃ : 116)

سب کے سب اس کے مطیع فرمان ہیں''۔

اِس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1- اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔بوڑھا آدمی اپنے بیٹے کا محتاج ہو جاتا ہے۔اللہ کسی کا محتاج نہیں۔

2- اللہ تعالیٰ سُبحَان ہے ، بے عیب ہے ، اُسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔

3- اللہ تعالیٰ زمین آسمان کی تمام موجودات کا مالک ہے ، اِن تمام پر اُس کی حکومت ہے ، طاقت اور قوت رکھتا ہے ، بے بس اور مجبور نہیں ، کسی اور کی مدد کا محتاج نہیں ہے۔

4- زمین وآسمان کی تمام موجودات اور مخلوقات (بشمول رسول، نبی فرشتے، اولیاء اور دیگر عام انسان) اللہ تعالیٰ ہی کے مطیع فرمان ہیں۔

توحیدِ ذات کے لیے ایک عقلی دلیل

اللہ تعالیٰ نے توحیدِ ذات کے اِثبات کے لیے قرآن مجید میں عقلی دلیلیں بھی فراہم کی ہیں ، تاکہ ایک مشرک اپنی عقل سے کام لے کر ، شرک سے توبہ کرلے اور توحیدِ ذات اختیار کرلے۔

سورۃ الانعام میں فرمایا گیا:

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ

"اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ

جب کہ کوئی اس کی شریکِ زندگی (صَاحِبَة") ہی نہیں ہے۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ . (الانعام : 101)

اور جبکہ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے"۔

اِس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1- اِس آیت میں یہ عقلی سوال اُٹھایا گیا ہے کہ جب اللہ کی کوئی بیوی (صَاحِبَة") ہی نہیں ہے تو اُس کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟

2- اللہ کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔یعنی نہ تو حضرتِ عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں ، اور نہ حضرتِ عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔

3- اللہ تعالیٰ خالق (Creator) ہے ، اُس کے علاوہ جو کچھ ہے ، وہ مخلوق (Creation) ہے ، چاہے وہ اِنسان ہوں ، پیغمبر ہوں ، فرشتے ہوں ، اولیاء ہوں ، جِنّات ہوں یا کوئی اور دیگر مخلوق ، یا کائنات۔اللہ کے علاوہ جو کچھ ہے ، وہ ﴿مِنْ دونِ اللّٰه﴾ ہے۔

مشرکینِ مکہ اور شرک فی الذات

بعض مشرکینِ مکہ یعنی قریش کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ اُس کی نرینہ اولاد نہیں ہے ، بلکہ بیٹیاں ہیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ یہ اُن کا عجیب وغریب خودساختہ عقیدہ تھا۔ طُرفہ تماشا یہ کہ وہ خود اپنی ذات کو بیٹیوں سے منسوب کرنا باعثِ شرم وعار سمجھتے تھے ، لیکن خالقِ کائنات اللہ تعالیٰ کی ذات سے بیٹیاں منسوب کرتے تھے۔ قرآنِ مجید نے اِن کے اِس عقیدے پر سخت گرفت کی۔ فرمایا گیا:

اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى o

''کیا تم لوگوں کے لیے بیٹے ہیں؟ اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لیے بیٹیاں؟

تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى o

یہ تو پھر بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

دراصل (اِن بیٹیوں کے عقیدے کی کوئی اصل نہیں) بلکہ یہ بس چند نام ہیں ، جو تم لوگوں نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں ،

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ

اللہ تعالیٰ نے اِن (فرضی ناموں) کے لیے کوئی سلطان (سند ، دلیل) نازل نہیں کی۔

اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ o .

(النجم : 21 تا 23)

''حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشاتِ نفس کے مرید بنے ہوئے ہیں۔''

اِس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ظن وقیاس (Speculation, Assumption) سے خدا کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ، بلکہ اس کے لیے دلیل (سُلطان ، علم) کی ضرورت ہوتی ہے اور اِس سُلطان (Evidence) کا بھی آسمانی وحی پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔

● فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں ہیں:

فرشتوں کی جنس (Sex) کو نسوانی (Feminal) قرار دینا ، محض ایک مفروضہ ہے۔
قرآن نے ایک نہایت ہی چُبھتے ہوئے اسلوب میں مشرکینِ مکہ سے سوال کیا۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ ؟ (الزخرف : 19)

"ان لوگوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمٰن کے خاص بندے ہیں ، عورتیں قرار دے دیا۔ کیا اُن لوگوں نے فرشتوں کے جسم کی ساخت دیکھی ہے ؟" (کیا انہوں نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر یہ عقیدہ قائم کیا ہے کہ فرشتوں کا تعلق نسوانی جنس سے ہے)

● فرشتے اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق ہیں ، یہ کبھی اللہ کی حکم عدولی نہیں کرتے۔ (التحریم:6)

جنات بھی مخلوق ہیں ، اللہ کی ذات کا حصہ نہیں

● بعض مشرکین کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے بھی ہیں اور بیٹیاں بھی ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ ایک مخلوق جِنّات کو اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے۔ اِس کے لیے اِن کے پاس کوئی عقلی اور نقلی دلیل نہیں تھی۔ یہ ایک سنی سنائی بات تھی ، جو یہ بچپن سے سنتے آئے تھے اور نا سمجھی سے اِسی بات کو وہ دہراتے رہتے تھے۔ چنانچہ قرآن کہتا ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ

"ان لوگوں نے جِنّات کو اللہ کا شریک ٹھہرالیا ، حالانکہ جِنّات کو اللہ نے پیدا کیا ہے

وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اوران لوگوں نے ، بغیر کسی علم کے ، اللہ کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں۔

(بغیر علم کے ، یعنی بغیر دلیل کے ، بغیر سلطان کے)

سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ . (الانعام : 100)

حالانکہ وہ ذات پاک اور برتر ہے ، ان نسبتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں"۔

- اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم اور دلیل کے بغیر اللہ تعالیٰ کے بارے میں قیاس آرائی انسان کو گمراہ کرسکتی ہے اور انسان اُس بے عیب ہستی ﴿ سُبْحٰنَ ﴾ کے بارے میں اُس کی ذات سے غلط باتیں اور غلط صفات منسوب کرسکتا ہے۔ قرآن دوسری جگہ کہتا ہے:

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا . (الصافات : 158)

"اور انہوں نے اللہ اور جنّات کے درمیان بھی ، نسب کا (خیالی) رشتہ جوڑ رکھا ہے۔"

- جنات بھی اللہ کی ایک ایسی مخلوق ہے ، جو آگ سے پیدا کی گئی ہے۔(الرحمٰن:15)
- ابلیس بھی ایک جنّ ہے۔(الکھف:50) جو اللہ کا بڑا نافرمان ہے۔
- بعض جِنّات مسلمان ہیں اور بعض جنات کافر ، بعض نیک ہیں اور بعض فاسق وفاجر ، بعض ظالم وقاسط ہیں۔(الجن:14)

عیسائیت اور شرک فی الذات

سورۃ المائدہ کی مندرجہ ذیل تین (3) آیات میں ، عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے تصورِ شرک فی الذات کی نفی کی گئی۔ابتداء میں عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے علاوہ حضرت مریمؑ کو بھی خدائی میں شریک ٹھہرالیا۔

حضرتِ عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ حضرتِ مریمؑ بھی اللہ کا حصہ نہیں:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ، حضرتِ عیسیٰؑ سے پوچھے گا:"کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو بھی اللہ کے ساتھ ساتھ ، دو(2) دیگر خداؤں کی حیثیت سے تسلیم کرلو؟ حضرتِ

عیسیٰؑ جواب دیں گے۔"اے اللہ ! تیری ذات بے عیب ہے۔ میرے لیے زیبا نہ تھا کہ میں کوئی ایسی بات کہتا ، جو خلافِ حق ہوتی ، اگر میں نے کہا ہوتا تو تجھے ضرور علم ہو جاتا۔"

ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰـهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَکَ . (المائدہ : 116)

"(اے عیسیٰ)! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ ، مجھے اور میری ماں (مریمؑ) کو بھی ، دو اور خداؤں کے طور پر تسلیم کرلو ؟ وہ (حضرت عیسیٰؑ) جواب میں عرض کریں گے : "سُبحَانَکَ" اے اللہ! تیری ذات تو ان عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔"

بعد کے ادوار میں عیسائیوں نے تثلیث کے اِس باطل عقیدے کو ، ایک دُوسرے باطل عقیدے سے تبدیل کرلیا۔ اُن کا استدلال تھا کہ مریمؑ ایک عورت ہے ، وہ خدائی کا حصہ کیسے ہوسکتی ہے؟ چنانچہ انہوں نے تثلیث (Trinity) میں سے حضرتِ مریمؑ کے نام کو نکال کر ، مقدس روح (The Holy Ghost) کا اِضافہ کردیا۔

بعض عیسائی حُلُول ذات کے قائل ہیں:

قرآنِ مجید نے اُن عیسائیوں کے عقیدے کی بھی تردید کی ہے ، جو یہ کہتے تھے نَعُوذ بِاللّٰه کہ اللہ تعالیٰ تو دراصل مریمؑ کے بیٹا مسیح ہی ہے۔ قرآن نے اس عقیدے کو کفر ٹھہرایا ہے۔

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ . (المائدہ : 72)

"یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے ، جنھوں نے کہا کہ اللہ تو مسیح ابن مریم ہی ہے"۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ، حضرت مریمؑ کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کے اندر حُلُول (Incarnate) نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نَعُوذ بِاللّٰه کسی انسانی شکل میں یا پھر کسی مخلوق کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اور حضرت مسیح ابن مریمؑ ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہیں۔ یہ بعض عیسائیوں کے شرک فی الذات کے عقیدے کی تردید ہے۔

اکثر عیسائی تثلیث (Trinity) کے قائل ہیں:

قرآنِ مجید نے اُن عیسائیوں کے عقیدے کی بھی تردید کی ہے ، جو یہ کہتے تھے کہ خدائی اور کائنات کی فرمانروائی تین (3) ذاتوں کے مجموعے پر مشتمل ہے۔

باپ ، بیٹا اور مقدس روح۔

(a) باپ (The Father)   (b) بیٹا (The Son)۔

بیٹے کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ روح حضرتِ عیسیٰؑ کے گوشت پوست کے جسم میں ظاہر ہوئی۔ یہ عقیدہ (Incarnation) کہلاتا ہے۔

(The embodiment of God the Son
in human flesh as Jesus Christ)

(c) مقدس روح (The Holy Spirit):

مقدس روح کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یہ خدائی تثلیث کا وہ حصہ ہے ، جو روحانی طور پر کارفرما ہوتا ہے۔(God as Spiritually acting)۔

الغرض ان کا عقیدہ ہے کہ خدائی کے تین اجزاء ہیں اور اللہ تعالیٰ اِس کا ایک حصہ ہے اور وہ بھی پہلا نہیں ، بلکہ تیسرا حصہ ہے۔ قرآن نے اس عقیدے کو بھی کفر کہا ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ . (المائدہ : 73)

”یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے ، جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے“۔

یہودیت اور شرک فی الذات

آج بھی بعض یہودی شرک فی الذات کے قائل ہیں:

موجودہ زمانے کے اکثر یہودیوں کا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ، لیکن اسرائیل میں آج بھی ان کا ایک فرقہ ایسا موجود ہے ، جو نعوذ باللہ حضرت عزیرؑ (Ezra) کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتا ہے۔ جب یہودیوں پر دوسری قوموں نے مظالم ڈھائے تو ان میں سے کچھ لوگ عراق کی طرف ہجرت کر

گئے۔بائبل کے مطابق حضرت عزیرؑ (458ق م) میں یہودیوں کو لے کر فلسطین کی سرزمین پر پہنچے اور وہاں تورات کا قانون نافذ کیا۔چنانچہ بعض یہودیوں نے ان کی خدمات کے اعتراف میں ، غلواور مبالغہ آمیزی سے کام لے کر ، انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا تک قرار دے دیا۔قرآن کہتا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ . (التوبہ : 30)

''یہودی کہتے ہیں کہ عزیرؑ اللہ کا بیٹا ہے۔اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیحؑ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت باتیں ہیں ، جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں''۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کا جزو نہیں ہے

سورۃ الزخرف کی آیت نمبر 15 میں اللہ تعالیٰ نے بعض مشرکینِ مکہ کے عقائد کی تردید کرتے ہوئے اُن پر تنقید کی ہے کہ اُنہوں نے اللہ کے بعض بندوں کو ، اللہ کا جزو (Part) قرار دے دیا۔یہ عقیدہ بھی انسان کی ناشکری پر کھلی دلیل ہے۔قرآن کہتا ہے:

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا

''(اس کے باوجود)لوگوں نے ، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض کو ، اللہ کا جزو بنا ڈالا

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ . (الزخرف : 15)

حقیقت یہ ہے کہ انسان کھلا احسان فراموش ہے''۔

اِس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ کا کوئی جزو نہیں ہے۔بیٹا ہو یا بیٹی انسان کی ذات کا حصہ ہوتا ہے۔اولاد کی تخلیق انسان کے نطفے ، خون اور دودھ سے ہوتی ہے۔
2- اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں (عِباد) کو اللہ تعالیٰ کا جزو (Part) قرار دینا حرام ہے۔یہ ایک غلط اور باطل عقیدہ ہے۔
3- نہ تو اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کا حصہ ہے ، اور نہ کوئی مخلوق اللہ تعالیٰ کا حصہ۔

کُل (Total) اور جزو (Part) کا عقیدہ ایک فرضی ، خیالی اور باطل عقیدہ ہے۔

4- اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حُلول (Incarnation) کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ بعض باطل فرقے اور باطل مذاہب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض انسانوں میں حلول کرتا ہے اور مخلوق کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔اسے Pantheism کہتے ہیں۔

(Incarnation of Allah in his Creation)

یعنی نعوذ باللہ کُل (Total) کا ظہور ، جُزو (Part) میں ہوتا ہے۔

(a) عبداللہ بن سبا (ابن السوداء) نے ، جو اصلاً ایک یمنی یہودی تھا ، حضرت عمرؓ (م 24ھ) اور حضرت عثمانؓ (م 35ھ) کے زمانے میں خفیہ طور پر یہ عقیدہ پھیلایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کی ذات میں حُلُول کیا ہے۔

(b) ایران کے شہر واسط کا ایک باشندہ حسین بن منصور حلاّج نے ، (جو مجوسی النسل تھا اور شاعر بھی تھا اور جو ابتداء میں اچھا مسلمان بھی تھا) اپنے آخری ایام میں صوفیا کے اثر سے حُلول کا دعویٰ کیا اور عباسی خلیفہ مقتدر کے زمانے میں ، یعنی 309ھ میں قتل کیا گیا۔

(c) فاطمی خلافت کا مدعی الحاکِم بِاَمرِ اللّٰہ منصور بن عبدالعزیز (411ھ) نے اُلوہیت (خدائی) کا دعویٰ کیا۔وہ کہتا تھا کہ خدا میرے اندر حُلول کر گیا ہے۔

اسمٰعیلی آغا خانی شیعہ الحاکم کو اپنا سولواں (16) امام مانتے ہیں۔کہا جاتا ہے کہ اس الحاکم کو گمراہ کرنے والا ایک ایرانی شخص حمزہ دُروز تھا ، جس کی طرف لبنان کا گمراہ فرقہ دُروزیہ منسوب ہے۔

(d) بعض عیسائی بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ اپنے بیٹے حضرتِ عیسیٰؑ کی شکل میں دنیا میں نمودار ہوا۔کوئی پیغمبر بھی ، اللہ کی ذات کا حصہ اور جزو نہیں ہو سکتا۔

5- اس آیت سے اکثر عیسائیوں کے عقیدۂ تثلیث (Trinity) کا بھی اِبطال ہوتا ہے۔اس عقیدے کے تحت وہ سمجھتے ہیں کہ تین خداؤں کا ایک مثلث ہے ، جس کا ایک حصہ حضرتِ عیسیٰ ہیں اور اس کا تیسرا حصہ نعوذ باللہ ، اللہ تعالیٰ ہے۔

6- اس آیت سے بعض یہودیوں کے اس عقیدے کا بھی ابطال ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ عزیرؑ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

7- اس آیت سے اُن مشرکینِ مکہ کے عقائد کا بھی ابطال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نہ صرف اولاد ہے ، بلکہ وہ غیر نرینہ ہے اور دراصل فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ۔ یہ عقیدہ بھی غلط ہے ۔ فرشتے بھی اللہ کی ذات کا حصہ اور جزو نہیں ہوسکتے ۔

8- ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور ساری کائنات بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کا حصہ اور جزو نہیں ہوسکتی ۔ نہ تو اللہ تعالیٰ کو کل قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ دجلہ ۔ کسی مخلوق کو نہ تو جزو قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ قطرہ ۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا غالب کے عقائد بھی سراسر باطل تھے ، جب انہوں نے کہا:

قطرے میں دجلہ نہ دیکھے اور جزو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا

اور جب انہوں نے کہا:

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں

- یہ دراصل رواقی فلسفیوں (Stoics) کے عقائد ہیں ۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کے اندر پوری کائنات ہے اور کائنات کی ہر چیز میں خدا ہے ۔ خدا میں ضم ہو جانے کا عقیدہ میسٹر ایکہارٹ (Meister Echart ۔م 1327ء) نے پیش کیا ۔

بعد میں سپنوزا (Spinoza ۔م 1677ء) اور جوزف شیلنگ (Joseph Schelling ۔م 1854ء) نے بھی یہی خیالات پیش کیے ۔

مسلمانوں کی ذمہ داری:

اکیسویں صدی کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ چھ ارب انسانوں کی اس دنیا میں تین ارب سے زیادہ عیسائی ایسے ہیں ، جو تثلیث کے قائل ہیں اور شرک فی الذات کے باطل عقیدے میں مبتلا ہیں ۔ ایک ارب سے زائد انسانوں کی آبادی ایسی ہے ، جو پتھر ، جانور اور دیگر مخلوقات کی عبادت کرتی ہے ۔

ایسے میں اُمتِ مسلمہ کی ذمہ داری دو چند ہو جاتی ہے ۔ وہ عقیدۂ توحید کے وارث ہیں ۔ یہ ایک پیغمبرانہ متن ہے ۔ اُنہیں چاہیے کہ انسانیت کو شرک سے بچائیں اور توحید سے روشناس کرائیں اور زیادہ سے زیادہ انسانوں کے جنت میں داخلے کے لیے وسیلہ بن جائیں ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود سب سے پہلے قرآن وسنت کی روشنی میں عقیدۂ توحید کو صحیح طور پر سمجھیں ، اُس پر عمل پیرا ہوں اور پھر اس صحیح عقیدے کو عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ دوسرے انسانوں تک پہنچائیں ۔

خلاصہ توحیدِ ذات

1- اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ، تنہا اور منفرد ہے۔ سب سے جدا۔ سب سے نرالا۔ (سورہ الاخلاص)
اللہ تعالیٰ مخلوقات جیسا نہیں۔ وہ خالق ہے۔ ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ﴾ (الشوریٰ : 11)

2- اللہ تعالیٰ اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ اللہ تعالیٰ ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ (الحدید :3)

3- نہ کسی نے اسے جنا ہے اور نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ اُس کا کوئی حسب نسب نہیں ہے۔ (سورہ الاخلاص)

4- نہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا اور نہ کوئی بیٹی۔ (سورہ الاخلاص)

5- نہ تو اللہ کے ایک رسول حضرت عیسیٰؑ اُس کے بیٹے ہیں اور نہ حضرتِ عزیرؑ اُس کے بیٹے ہیں۔
(التوبہ:30)

6- حضرتِ عیسیٰؑ کی والدہ مریمؑ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی خدائی میں شریک نہیں ہیں۔ (المائدہ:116)
اور نہ حضرت عیسیٰؑ ، نعوذُ بِاللہ خودخدا ہیں ۔ (المائدہ:73)

7- فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، لیکن فرشتوں کا اللہ تعالیٰ سے کوئی نسبی تعلق نہیں ہے۔
(الزخرف:19)

8- جنّات بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، لیکن جنات کا بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی نسبی تعلق نہیں ہے۔
(الصافات:158)

9- اللہ تعالیٰ کی ذات کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اُس کی ذات کے ٹکڑے نہیں کیے جاسکتے۔

10- اللہ تعالیٰ ، کسی اور کی ذات کا حصہ بھی نہیں ہے۔ (الزخرف:15)

سوالات

1- توحید فی الذات کی تعریف بیان کریں اور توحیدِ ذات کی عقلی دلیل قرآنِ مجید سے بیان کریں۔

2- قرآن مجید میں مذکور ''شرک فی الذات'' میں مبتلا گروہوں پر مختصر نوٹ لکھیں۔

3- توحیدِ ذات کا خلاصہ ، قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کریں۔

● چوتھا باب

توحیدِ اسماء وصفات

توحیدِ صفات

برصغیر ہندو پاک کے ہمارے معاشرے میں ، شرک في الذّات بالعموم نہیں پایا جاتا ، البتہ شرک في الصِّفات بہت عام ہے۔ شرک کی اسی قسم کے بارے میں ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے۔مشرکینِ مکہ اللہ کو مانتے تھے ، لیکن اس کی صفات میں شرک کیا کرتے تھے۔

ایسے ہی افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ

(یوسف : 106)

''ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں ، مگر اس طرح کہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں''۔

اللہ کی صفات اور مخلوق کی صفات کا فرق

اس سے پہلے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا ذکر کریں ، اللہ کی صفات اور مخلوق کی صفات کے فرق کی وضاحت کو ضروری خیال کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی صفات کامل ہوتی ہیں اور مخلوق کی صفات ناقص۔مثلاً قرآن میں ارشاد ہوا:

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ . (بنی اسرائیل :1)

''یقیناً وہی اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے''۔

لیکن اسی قرآن میں ارشاد ہوا:

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعاً بَصِيرًا. (الإنسان : 2)

''ہم نے انسان کو سننے اور دیکھنے والا بنایا''

ان دو آیتوں پر غور کیجئے۔ یہاں یہ اِشکال پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ بھی سمیع و بصیر ہے اور انسان بھی سمیع و بصیر ہے۔ ایسے میں توحیدِ صفات کا مطلب کیا ہے؟

یہ وہ نازک مقام ہے ، جہاں بہت سے لوگ گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ مخلوق میں سے بعض ہستیاں ایسی ہو سکتی ہیں ، جو خدائی صفات رکھتی ہیں۔ دراصل اللہ کی سماعت اور بصارت 'لامحدود' ہے۔

اللہ ہر وقت ، ہر جگہ ، ہر چیز ، ہر مخلوق کو بیک وقت دیکھتا اور سنتا ہے ، اللہ تعالیٰ اپنے علم سے (Omnipresent) بھی ہے اور اپنے اختیار سے (Omnipotent) بھی ۔ جب کہ انسان اور دیگر مخلوقات کی سماعتیں اور بصارتیں 'نہایت محدود' ہوتی ہیں۔ ہم آگے دیکھ سکتے ہیں ، پیچھے نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نیند کی حالت میں خارجی چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے اور نہیں سن سکتے۔ بیک وقت کئی چیزوں کو ہم نہیں دیکھ سکتے اور بیک وقت کئی چیزوں کو ہم نہیں سن سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کو ، بغیر کسی خامی اور کمزوری کے ، کامل صفات سے متصف کرنے کا نام ، توحیدِ صفات ہے۔ اِس طرح کی صفات کسی اور ہستی سے منسوب نہیں کی جا سکتیں۔ اگر کوئی شخص ایسا کرے تو وہ شرک فی الصفات کا مرتکب ہو جائے گا۔

اللہ کی صفات کو ، سو فیصد مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا اور مِــن و عــن مخلوق کی طرح سمجھنا حرام ہے۔

صفتِ حیات یعنی زندگی ہی کو لیجئے۔ قرآن کہتا ہے۔

● اللہ ، زندۂ جاوید ہستی ہے:

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ (المؤمن : 65)

''وہی تو زندہ ہے ، اس کے سوا کوئی معبود نہیں''

مخلوق کی زندگی ، عارضی اور ناپائیدار ہے ، جبکہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ مخلوق کی بقا کا دارومدار اللہ کی مرضی پر منحصر ہے ، جبکہ اللہ تعالیٰ کا وجود کسی اور ہستی کا دست نگر نہیں۔

اس بات کی مزید وضاحت سورۃ القصص کی آیت نمبر 88 ہوتی ہے جہاں فرمایا گیا:

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے ، سوائے اللہ کی ذات کے''

یہ ہے مخلوق اور خالق کی صفات کا فرق۔

● اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) حسین وجمیل نام ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ اِسْماً ، مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا مَنْ حَفِظَهَا دَخَلَ الْجَنَّـةَ ، وَهُوَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ

(صحیح البخاری ، کتاب الدعوات ، حدیث : 6,410 ، عن ابی ہریرہؓ)

''اللہ تعالیٰ کے ننانوے (99) نام ہیں ، ایک کم سو۔ جس نے اِن ناموں کو محفوظ کرلیا ، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو وتر ہے ، وتر سے محبت کرتا ہے۔''

****

• پانچواں باب

توحیدِ تَنْزِیہ

(Dissociation of Allah from Imperfection and anthropomorphism)

تنزیہی صفات

حمد اور تسبیح کا فرق

حمد میں ایجابی تعریف (Affirmative) اور تسبیح میں سلبی تعریف (Negative) بیان کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن وسنت میں "حَمْد" کے ساتھ "تسبیح" کرنے کا حکم دیا ہے۔

(فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ)

● حَمْد :

"حَمْد" دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات کو، تمام اچھی صفات سے متصف کرنے کا نام ہے۔ وہ کامل علم رکھتا ہے۔ کامل قدرت رکھتا ہے۔ ہروقت، ہرکسی کو دیکھتا اور سنتا ہے۔ ہر چیز کو کرنے پر قادر ہے، لیکن صرف حمد کرنے سے اللہ تعالیٰ کی تعریف مکمل نہیں ہوتی، جب تک اس کی تسبیح نہ کی جائے۔

● تسبیح :

حمد کے برعکس، تسبیح دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات سے غلط منسوب کردہ، تمام منفی صفات کی براءت کا اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ تو سوتا ہے، نہ اونگھتا ہے۔ نہ کبھی بھولتا ہے۔ نہ کسی پر ظلم کرتا ہے۔ نہ اس سے کبھی کسی غلطی کا صدور ہوتا ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، نہ اس کے کوئی ماں باپ ہیں۔ اور نہ کوئی اس کی بیوی۔ نہ وہ مجبور ہے نہ بے بس۔ نہ کسی کے آگے جوابدہ ہے اور نہ کسی کی سفارش کو لازماً تسلیم کرنے کا پابند ہے۔ نہ وہ اسباب کا محتاج ہے اور نہ وقت کا۔ نہ اسے کوئی تھکن

لاحق ہوتی ہے اور نہ اضمحلال۔ زمین اور آسمان کے نظام کو چلانا ، اس کے لیے ہرگز گراں نہیں ہے۔ زوال ، شکست ، نقص، خامی ، عیب ، تھکن ، عاجزی ، درماندگی ، مجبوری ، بھوک، پیاس ، طلب اور اس طرح کے تمام عیوب سے اس کی ذات مُنَزَّہ ہے۔ وہ نہ کسی مخلوق جیسا ہے ، نہ اس کو کسی مخلوق سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ گمراہ لوگوں نے ہمیشہ یہ خیال اور گمان کیا کہ اللہ کے اندر کوئی نہ کوئی خامی پائی جاتی ہے۔ یا پھر انہوں نے اللہ کی ذات کو ، انسانی صفات سے مُتَّصِف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ان کی تردید کرتے ہوئے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ کے الفاظ استعمال فرمائے۔

- مندرجہ ذیل نقشے سے حمد اور تسبیح کے فرق کو سمجھیے۔

حمد	تسبیح
اللہ بصیر ہے ، یعنی دیکھتا ہے	اللہ اندھا نہیں ہے
اللہ سمیع ہے ، یعنی سنتا ہے	اللہ بہرا نہیں ہے
وہ کھلاتا ہے۔ هُوَ يُطْعِمُ . (الانعام : 14)	اُس کو کھلایا نہیں جاتا وَلَا يُطْعَمُ .(الانعام : 14)
وہ پناہ دیتا ہے وَهُوَ يُجِيْرُ . (المؤمنون : 88)	اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ . (المؤمنون : 88)
اللہ تعالیٰ اپنے فیصلوں کو نافذ کرتا ہے۔ وَاللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ . (ابراھیم : 27)	اللہ اپنے فیصلوں پر کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہے۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ . (الانبیاء : 23)

- معلوم ہونا چاہیے کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہی صفات حروفِ نفی یعنی لَا ، مَا ، لَمْ ، لَنْ وغیرہ سے شروع ہوتی ہیں۔ جیسے: ﴿لَا يَـؤُدُهٗ﴾ ، ﴿وَمَا اللّٰهُ بِـغَـافِلٍ﴾ ، ﴿لَمْ يَلِدْ﴾ اور ﴿لَـنْ يَـغْـفِرَ اللّٰهُ لَـهُمْ﴾۔

- تسبیح اور سبحان اللہ کا مطلب ، مخلوق کا یہ اعتراف ہے کہ خامیاں اور کمزوریاں ہم میں پائی جاتی ہیں ، اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اِن تمام عیوب سے پاک ہے۔

تنزیہی صفات پر مشتمل چند آیات ملاحظہ فرمایئے۔

- ## اللہ کو موت نہیں آتی:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ . (القصص : 88)

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے ، سوائے اس کی ذات کے ، فرمانروائی اسی کی ہے''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہلاک ہونے والی ہستیوں کی فرماں روائی اور حکم رانی ناقص ہوتی ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ o وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ . (الرحمٰن : 26-27)

''اِس زمین پر جو کوئی ہے ، اُسے مرنا ہے اور تمہارے ربّ ذوالجلال والاکرام ہی کو ہمیشہ باقی رہنا ہے''

- ## اللہ کو کبھی نیند نہیں آتی اور نہ کبھی غفلت طاری ہوتی ہے:

لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ . (البقرۃ : 255)

''نہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے''

ان صفات سے لازماً یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ نینداوراونگھ کی وجہ سے ، جہل اور لاعلمی کے جو اثرات مخلوق پر مرتب ہوتے ہیں ، ان سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔

- ## اللہ کو تھکن لاحق نہیں ہوتی:

وَلَا يَؤُدُهٗ حِفْظُهُمَا . (البقرہ : 255)

''اور زمین اور آسمان کی نگہبانی ، اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے''

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوْبٍ . (ق : 38)

''ہم نے زمین اور آسمانوں کو اوران کے درمیان کی ساری چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تکان لاحق نہیں ہوئی''۔

● اللہ کبھی بھولتا نہیں:

وَما كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا . (مریم : 64)

''اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے''۔

بھول چوک کے نتیجے میں ، غلطیوں کا ارتکاب ایک لازمی امر ہے۔
مخلوق سے اس کا سرزد ہونا ممکن ہے ، لیکن اللہ تعالیٰ سے بھول چوک نہیں ہوسکتی۔

● اللہ تعالیٰ عادل ہے ، اس سے ظلم کا صدور نہیں ہوتا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ . (النساء: 40)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا''

اللہ میں کوئی کمی ، خامی ، نقص اور کمزوری نہیں پائی جاتی۔وہ بے عیب ہے ، ''قُدُّوْس'' ہے اور ''سُبُّوْح'' ہے ، وہ عادل ہے ، اُس میں ظلم کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔

● اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق اُس کی بے عیبی کا اعتراف کررہی ہے:

کائنات کا ذرہ ذرہ اور اُس کی ہر ہر مخلوق ، نہ صرف اللہ کی حمد وثناء اور اُس کی تعریف بیان کر رہی ہے ، بلکہ حمد کے ساتھ یہ اعتراف بھی کررہی ہے کہ اللہ کی ذات ہر قسم کے نقص اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔قرآن کہتا ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ. (بنی اسرائیل : 44)

''کوئی چیز ایسی نہیں ، جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کر رہی ہو'' (یعنی کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جو اللہ کی بے عیبی نہ بیان کر رہی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ، اس کی حمد نہ کر رہی ہو)۔

یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ. (الجمعة : 1)

''اللہ کی تسبیح کر رہی ہے ، ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے''۔

خلاصہ توحیدِ تَنزِیُہ

1- اللہ تعالیٰ کی صرف حمد کافی نہیں ، تسبیح یعنی بے عیبی کا اعتراف بھی ضروری ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کی ذات ، عیب ، نقص ، خامی ، زوال ، نیند ، اونگھ ، طعام ، تھکن ، بھول ، غفلت ، ظلم ، موت ، بیماری ، عاجزی ، مجبوری ، بھوک و پیاس وغیرہ سے پاک ہے۔

سوالات

1- حمد اور تسبیح کے فرق کی وضاحت کیجیے اور پھر قرآنی مثالوں سے اس فرق کو مزید واضح کیجیے۔

2- اللہ تعالیٰ کی تنزیہی صفات پر مشتمل پانچ (5) آیات حفظ کیجیے اور ان کا ترجمہ لکھیے۔

3- قرآن میں حمد کے ساتھ ، تسبیح کرنے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

4- فرض نمازوں کے بعد ، 33 بار سُبحان اللہ کہنے اور نماز کے اندر ، رکوع و سجود میں سبحان ربی الاعلیٰ ، سبحان ربی العظیم اور سُبُّوح'' قُدُّوس ربّ الملائکة والروح کہتے وقت ہمارے دل و دماغ میں کیا کیفیت ہونی چاہیے؟

• چھٹا باب

قرآن میں صفاتِ الٰہی کا استعمال

قرآنِ مجید میں صفاتِ الٰہی کا استعمال

صفاتِ الٰہی کے بارے میں چند اُصولی باتیں

الاَسماء الحُسنیٰ اور صفاتِ الٰہی کے بارے میں چودہ (14) اُصولی باتیں سمجھ لیجیے۔

1- صفات ہی کے ذریعے اللہ کی معرفت ہو سکتی ہے ، کیونکہ ہم نہ تو اِس دنیا میں اللہ کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ حضرتِ موسیٰؑ کی طرح اللہ سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

2- تمام الاَسماءُ الحُسنیٰ ، یعنی اللہ تعالیٰ کے حسین نام ، دراصل حسین و جمیل صفات پر مشتمل ہیں۔

3- صفاتِ الٰہی کی کامل معرفت ہی سے "توحیدِ اسماء وصفات" مکمل ہوتی ہے اور شرک سے کامل نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کی حسین و جمیل صفات پر مبنی الاَسماءُ الحُسنیٰ توقیفی (غیر اجتہادی) ہیں۔ توقیفی کا مطلب یہ ہے کہ اِس پر وقف کیا جائے گا۔ اِن کا شمار اجتہادی امور میں سے نہیں ہے۔ یہ توقیفی نام یا تو قرآنِ مجید میں وارد ہوئے ہیں یا پھر صحیح احادیث میں۔ قرآن وسنت میں وارد ناموں کے علاوہ دیگر اسماء سے اللہ کو یاد کرنا اور پکارنا جائز نہیں ہے۔ اللہ کی صفات کو خود اللہ ہی بیان کر سکتا ہے، یا پھر اُس کا سرکاری نمائندہ یعنی کوئی نبی یا رسول ہی بتا سکتا ہے۔ غیر نبی اور غیر رسول کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے ذہن سے تخلیق کردہ صفات کی روشنی میں اُسے کوئی خود ساختہ صفاتی نام سے پکارے۔

5- قرآن وسنت سے باہر کے اسماء ، یعنی قرآن وسنت میں غیر موجود اللہ تعالیٰ کے اسماء کو اختیار کرنے والوں سے ترکِ تعلق کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ الاعراف میں ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا
وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآئِهٖ ۔ (الاعراف : 180)

"اور اللہ کے لیے تو صرف (حسین ناموں پر مشتمل) اچھی ہی صفتیں ہیں۔ لہٰذا ان (حسین) ناموں سے ہی اس کو پکارو ! اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو ! جو اُس کے اچھے ناموں پر مشتمل

(صفات) کے باب میں اِلحاد (کج روی) اختیار کر رہے ہیں۔"

6- ہر نام (اسم) کا ایک مُسَمّٰی ہوتا ہے، لیکن کچھ فرضی نام ایسے ہوتے ہیں، جن کے مُسَمّٰی کا وجود نہیں ہوتا۔ جیسے پارس اور ہما۔

پارس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ایک ایسا پتھر ہے، جس کے چھونے سے ہر چیز سونا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہما کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ایک ایسا پرندہ ہے، جس کے سر پر بیٹھ جانے سے اقتدار کی نعمت اور دولت مقدر ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سب فرضی افسانے ہیں۔ حقیقت کی دنیا میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ اس طرح وہ فرضی خدا ہیں اور اُن کے فرضی نام ہیں جن کا کوئی وجود نہیں۔ انہی فرضی خداؤں جیسے لات، عُزّٰی اور منات کی مزعومہ دیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورت النجم میں فرماتا ہے:

اَفَرَءَ یْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی o وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی o

"اب ذرا بتاؤ! تم نے کبھی اِس لات، اور اس عزیٰ، اور تیسری ایک دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟

اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی o تِلْکَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی o

"کیا بیٹے تمہارے لیے ہیں اور بیٹیاں اللہ کے لیے؟ یہ تو پھر بڑی دھاندلی کی تقسیم ہوئی"

اِنْ هِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ . (النجم: 19 تا 22)

"اور اصل یہ کچھ نہیں ہیں، مگر بس چند نام، جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے اِن کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔"

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَی الْاَنْفُسُ o. (النجم: 23)

حقیقت یہ ہے کہ لوگ (اللہ کے اسماء اور صفات کے بارے میں) محض وہم و گمان کی پیروی کر رہے ہیں اور خواہشاتِ نفس کے مُرید بنے ہوئے ہیں۔"

7- الاَسماءُ الحُسنیٰ کی تین قسمیں :

الاَسماءُ الحُسنیٰ کی تین (3) قسمیں ہیں۔

(a) اللہ کے وہ صفاتی نام ، جو راست قرآن میں استعمال ہوئے ہیں۔

جیسے: الرحمٰن ، الرحیم ، المَلِک ، القُدُّوس ، السَّلام ، المؤمن وغیرہ۔

(b) اللہ کے وہ صفاتی نام ، جو بطورِ اسم قرآن میں راست استعمال نہیں ہوئے ، لیکن قرآنی آیت کے مفہوم سے متعین کیے جاسکتے ہیں۔ جیسے: اللہ کے لیے الرَّافع کا نام قرآن میں بطورِ اسم استعمال نہیں ہوا ، لیکن بطورِ فعل ﴿ رَفَعَ ﴾ استعمال ہوا ہے۔کہا گیا:

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ (الرحمٰن : 7)

''اور اُس نے آسمان کو بلند کیا (رفعت عطا کی) اور توازن قائم کر دیا۔''

(c) اللہ کے وہ صفاتی نام ، جو قرآنِ مجید میں نہیں ، بلکہ صحیح احادیث میں نقل ہوئے ہیں۔

جیسے: الجَمیلُ کا لفظ صحیح مسلم میں آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُّحِبُّ الْجَمَالَ . (صحیح مسلم ، کتاب الایمان ، رقم 265)

''یقیناً اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے۔''

8- قرآن مجید میں اللہ کی صفات الل ٹپ (Randomly) نہیں آتیں ، بلکہ موقع و محل کی مناسبت سے استعمال ہوئی ہیں۔

جیسے : سورۃ الملک کی دوسری آیت میں عزیز اور غفور کی دو صفتیں۔

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ . (الملک : 2)

''وہی اللہ جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا ، تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے؟ اور وہ ﴿الْعَزِيْزُ﴾ یعنی زبردست بھی ہے اور

﴿ الْغَفُوْرُ ﴾یعنی درگزر فرمانے والا بھی۔''

اِس آیت میں زندگی اور موت کے نظام کی تخلیق کا مقصد آزمائش ﴿ لِيَبْلُوَكُمْ ﴾ بیان کیا گیا ہے۔ یہ دنیا ایک دارِامتحان ہے۔ اِس امتحان اور اِس آزمائش میں جو کامیاب ہوگا ، اُس کے لیے موت کے بعد اللہ تعالیٰ ﴿ الْغَفُوْرُ ﴾ ہوگا اور اُس کی چھوٹی موٹی غلطیوں کو معاف کردے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ اس کے برخلاف جو اِس امتحان میں ناکام ہوگا ، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ﴿الْعَزِيْزُ ﴾ ہوگا اور وہ اُسے دوزخ میں داخل کرنے کی پوری قوت اور طاقت رکھتا ہے۔ قرآن کے طالبِ علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس طرح کے ہر مقام پر غور وفکر سے کام لے اور اللہ کے صفاتی ناموں کے محلِ وقوع کی حکمتوں پر غور کرے۔

9- فہمِ قرآن کا دارو مدار ، دیگر باتوں کے علاوہ ہر مخصوص مقام پر ، مخصوص صفاتِ الٰہی کے استعمال کے فہم پر موقوف ہے۔

10- بعض مخصوص سورتوں میں مخصوص صفاتِ الٰہی کا استعمال نہایت معنیٰ خیز ہے۔ اس سے سورت کے مرکزی مضمون یعنی عمود اور نظمِ جلی (Macro-Structure) کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ جیسے :

a- سورۃ الرحمٰن میں ذوالجلال والاکرام کی صفت کا دو مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

b- سورۃ الشعراء میں العزیز اور الرحیم کی صفات کئی مرتبہ استعمال ہوئی ہیں۔ اس سورت کا مرکزی مضمون عزیزیت اور رحیمیت کو تسلیم کرنے کا مطالبہ ہے۔ چنانچہ یہ دو صفات آیات نمبر 9، 68، 104، 122، 140، 159، 175، 191، 217 میں استعمال ہوئی ہیں۔ تاریخ کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کچھ قوموں کے حق میں اللہ تعالیٰ کی عزیزیت ظاہر ہوئی اور وہ تباہ کردیے گئے اور نیک لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحیمیت ثابت ہوگئی۔

c- سورۃ النمل میں اِلٰہ کا لفظ آیت نمبر 26 میں اور ﴿ أَ إِلٰهٌ مَعَ اللّٰهِ ؟﴾ کا جملہ آیت نمبر 60، 61، 62، 63، 64 میں کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ النمل کا مرکزی مضمون اُلوہیت کا مطالبہ ہے۔ اِس اُلوہیت میں ، عبودیت اور حاکمیت دونوں شامل ہیں۔

11- قرآنِ مجید کے مخصوص مقام پر مخصوص صفت کے استعمال کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں

قرآنِ مجید کے مخصوص مقام پر ، مخصوص صفت کے استعمال کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں۔

جیسے : تشویق (Anxiousness) ، ترغیب (Encouragement) ، ترہیب (Inspiration with fright) ، زجروتوبیخ (Threat) ، دھمکی ، تنبیہ (Warning) ، تخصیص (Stimulation) وغیرہ۔

سورۃ البقرۃ میں آیت نمبر 261 سے اِنفاق کا مضمون شروع ہوتا ہے۔آیت نمبر 261 کے آخر میں ﴿ وَاسِعٌ" عَلِيمٌ" ﴾ کی صفات استعمال کی گئی ہیں۔آیت نمبر 263 کے آخر میں ﴿غَنِیٌّ" حَلِيمٌ" ﴾ کی صفات استعمال کی گئی ہیں۔آیت نمبر 267 کے آخر میں ﴿غَنِیٌّ" حَمِيدٌ" ﴾ کی صفات استعمال کی گئی ہیں۔آیت نمبر 271 کے آخر میں ﴿خَبِيرٌ" ﴾ کی صفت استعمال کی گئی ہے۔آیت نمبر 273 کے آخر میں کہا گیا ﴿ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ" ﴾ یہ الفاظ انفاق کی ترغیب کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔

12- بعض اوقات ایک ہی صفت 'دومختلف مقاصد' کے لیے استعمال کی جاتی ہے

بعض اوقات ایک ہی صفت اور ایک ہی صفت پر مبنی جملہ 'دومختلف مقاصد' کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔قرآن کے قاری کو اِس پر نظر رکھنا ضروری ہے۔

جیسے سورۃ آل عمران میں ﴿ واللّٰهُ بَصِيرٌ" بِالْعِبَادِ ﴾ دومرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ آیت نمبر 15 میں بھی اور آیت نمبر 20 میں بھی۔آیت نمبر 15 میں ﴿ بَصِيرٌ" ﴾ کی صفت متقی لوگوں کے لیے استعمال کی گئی ہے ، جو جنت کے حقدار ہوں گے ، جنہیں پاکیزہ بیویاں عطا کی جائیں گی۔اور جو اللہ کی رضامندی سے فیض یاب ہوں گے۔یہاں ﴿ واللّٰهُ بَصِيرٌ" بِالْعِبَادِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ متقی اور پرہیز گار مسلمانو! تمہیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔تمہارے ایمانی اعمال اور تمام اِسلامی سرگرمیوں پر اللہ نظر رکھے ہوئے ہے۔وہ ہر ہر عمل کی بہترین جزا دے گا۔

یہاں ﴿بَصِيرٌ" ﴾ کی صفت 'تشویق اور ترغیب' کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

اس کے برخلاف آیت نمبر 20 میں یہی جملہ ﴿ واللّٰهُ بَصِيرٌ" بِالْعِبَادِ ﴾ اہل کتاب اور اُمِّيّين کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔اور اپنے اندر زجروتوبیخ کا انداز رکھتا ہے۔اہل کتاب اور اُمِّيّين دونوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ورنہ نبی اکرم ﷺ پر تو صرف پیغام پہنچا دینے کی ذمہ داری ہے۔یہاں کافروں کو خبردار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ﴿ بَصِيرٌ" ﴾

ہے ، اُن کے بُرے اعمال اور بُری سرگرمیوں پر پوری نظر رکھتا ہے۔یہاں ﴿ بَصِیْر " ﴾ کی صفت 'تنبیہ اور زجر و توبیخ' کے لیے استعمال کی گئی ہے۔

13- مکی سورتوں میں الاَسماءُ الحُسنیٰ کا استعمال:

مکی سورتوں میں الاَسماءُ الحُسنیٰ کا استعمال ، مشرکینِ مکہ کے لیے عموماً زجر و توبیخ کے لیے ہوتا ہے اور نئے مسلمانوں کے لیے بطورِ تسکین و تسلی۔

14- مدنی سورتوں میں الاَسماءُ الحُسنیٰ کا استعمال:

مدنی سورتوں میں الاَسماءُ الحُسنیٰ کا استعمال ، منافقین ، یہود ، نصاریٰ وغیرہ کے لیے عموماً زجر و توبیخ کے لیے ہوتا ہے اور مسلمانوں کے لیے بطورِ تسکین و تسلی۔

بعض اوقات منافقین کو صفاتِ الٰہی کی تعلیم کے ذریعے نفاق سے بچنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔

جیسے: سورۃ الحشر کی آیت نمبر 11 سے منافقین کا ذکر شروع ہوتا ہے۔منافقین کا اصل مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا کامل اِدراک نہیں رکھتے۔وہ کافروں سے ساز باز کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اِن کی سرگرمیوں سے نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ بے خبر ہے۔منافقین اور منافقت کے علاج کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔صفاتِ الٰہی کا علم ، اِدراک اور اِحساس اور پھر اِس پر یقینِ کامل۔چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ سورۃ الحشر کے اختتام پر پے در پے اللہ تعالیٰ کی کئی صفات پر مشتمل اسماء کا ذکر ہوا ہے۔

سوالات

1- الاسماء الحسنیٰ اور الصفات الحسنیٰ میں کیا فرق ہے؟

2- قرآنِ مجید میں اللہ کے حسین نام کس طرح وارد ہوئے ہیں؟

3- قرآنِ مجید میں الاسماء الحسنیٰ کے استعمال کے مختلف مقاصد، مثالوں کے ذریعے سمجھائیے۔

4- سورۃ الممتحنہ اور سورۃ الاحزاب کی ایک ایک آیت منتخب کیجیے اور آیت میں موجود اسمِ الٰہی سے ، آیت کے مضمون کو جوڑیے۔

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی ، قرآن میں

مندرجہ ذیل اسماء الحسنٰی کے اعداد پر غور کیجئے کہ کس کثرت کے ساتھ یہ الفاظ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔

الاسماء الحسنٰی	تعداد	الاسماء الحسنٰی	تعداد
ربّ	933	العلیم	161
العزیز	99	الرحیم	115
اَلحکیم	98	البصیر	55
الغفّار / الغفور	96	السمیع	45
الرحمٰن	57	المالک	28
الخبیر	45	الحمید	16
خالق	8	الحلیم	15
القهار	8	القویّ	10
اَرْحَمُ الراحمین	6	ذوانتقام	4
خیر الرازقین	4	خلّاق العلیم	2
الوهّاب	3	القدُّوس	1
السَّلام	1	المُؤمن	1
الرزّاق	1	الجبّار	1
اَلْمُتَکَبِّر	1	المُهَیمِن	1

● ساتواں باب

توحیدِ صفتِ علم

توحیدِ صفتِ علم

تعریف: توحیدِ صفتِ علم سے مراد ، اللہ تعالیٰ کی ذات کو ، کامل اور مکمل علم ، ظاہری اور غیبی سے مُتَّصِف کرنا ہے۔ایسا مکمل اور کامل علم ، جو کسی مخلوق کے پاس نہیں۔ انبیاء بھی علم رکھتے ہیں ، فرشتے بھی علم رکھتے ہیں ، جِنّات بھی ، انسان بھی ، کچھ زیادہ اور کچھ کم ۔لیکن مخلوقات کا سارا علم محدود اور ناقص ہوتا ہے ، خالق اللہ تعالیٰ کا علم ہی لامحدود اور مکمل ہے۔اس عقیدے کو 'توحید في العلم' کہتے ہیں۔اگر کسی مخلوق کے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ وہ اللہ ہی کی طرح مکمل علم رکھتا ہے، یا دلوں کے راز بھی جان لیتا ہے تو یہ عقیدہ 'شرک في العِلم' ہوگا۔

صفتِ علم کے بیان کے لیے قرآن میں عَالِم ، عَلّام ، عَلیم" ، السَّمِیعُ ، البَصیر ، الخبیر ، القریب ، اللطیف وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کے لیے علم کے مادّے سے اُس کے تین (3) نام استعمال ہوئے ہیں۔

1- عَالم " : عَالِم ، فَاعِل" کے وزن پر اسمِ فاعل ہے۔جاننے والے کو عالم کہتے ہیں۔

جیسے: عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ . (الحشر : 22)

''ظاہری اور چھپی ہوئی چیزوں کا جاننے والا۔''

2- عَلِیم " : عَلِیم" ، فَعِیل " کے وزن پر اسمِ صفت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسمِ مبالغہ بھی ہے۔اسمِ فاعل کے مقابلے میں صفت مستقل اور پائیدار ہوتی ہے۔

اسمِ صفت میں دوام ، استقرار اور استمرار پایا جاتا ہے۔

جیسے: اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ" . (البقرة : 231)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مکمل علم رکھتا ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْم" بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔ (النحل : 28)

''یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کا مکمل علم رکھتا ہے۔''

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْم" بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ (ال عمران : 119)

''یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کے رازوں اور نیتوں کا بھی مکمل علم رکھتا ہے۔''

3- عَلَّام'' : عَلَّام ، فَعَّال'' کے وزن پر اسمِ مبالغہ ہے۔اس کے مفہوم میں مصدری معنیٰ کی بلندی پائی جاتی ہے۔

اسمِ مبالغہ ایسی ذات کے لیے استعمال ہوتا ہے، جس سے کام کی کثرت اور زیادتی ثابت ہوتی ہو۔

جیسے: وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔ (التوبہ : 78)

''اور یقیناً اللہ تعالیٰ چھپی ہوئی تمام چیزوں کا مکمل علم رکھتا ہے۔''

1- اللہ تعالیٰ ہی علمِ کامل رکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ ہی ہر شے کا کامل اور اکمل علم رکھتا ہے۔قرآن کی دو آیات ملاحظہ فرمائیے:

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔ (الانعام : 80)

''میرا رب ہر شئے کو ، علم کے اعتبار سے گھیرے ہوئے ہے۔''

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔ (الانعام : 59)

''درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں ہے ، جس کا اُسے علم نہ ہو۔ زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں ، جس سے وہ باخبر نہ ہو۔ خشک وتر سب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے'' (ظاہر ہے ایسا علم ، صرف اللہ ہی کا ہو سکتا ہے)

2- سینوں کے رازوں کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:

اللہ تعالیٰ ایسا غیبی علم رکھتا ہے ، جو سینوں کے رازوں کا بھی احاطہ کر لیتا ہے۔قرآن کہتا ہے:

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔ (التغابن : 4)

''اللہ تعالیٰ جانتا ہے ، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جانتا ہے ، جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور وہ سینوں کی باتوں سے بھی واقف ہے''۔

- کسی اور ہستی کے بارے میں ، یہ عقیدہ کہ وہ چھپی ہوئی چیزوں کو جانتی ہے۔اور سینوں کے غیبی رازوں سے واقف ہو جاتی ہے ، شرک فی العلم ہے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ (آل عمران:29)

''اے نبیؐ ! لوگوں کو خبر دار کر دو کہ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے ، اُسے خواہ تم چھپاؤ ! یا ظاہر کرو ! اللہ بہر حال اسے جانتا ہے ، زمین اور آسمانوں کی کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں''۔

یہی مضمون قرآنی کی مندرجہ ذیل آیتوں میں بھی بیان ہوا ہے۔المآئدۃ: 99 ، الانعام: 3 ، الانفال: 43 ، ھود : 5 ، النحل: 19 ، النحل: 23 ۔

3- اللہ تعالیٰ مستقبل کا علم بھی رکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ نہ صرف ماضی اور حال کا ، بلکہ مستقبل کا علم بھی رکھتا ہے۔قرآن کہتا ہے:

يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۔ (الرعد : 42)

''وہ جانتا ہے ، جو ہر شخص (مستقبل میں) کمائے گا''۔

4- انسان کو بہت کم علم دیا گیا ہے:

قرآن واضح طور پر بتاتا ہے کہ انسان کو جو علم دیا گیا ہے ، وہ بہت ہی قلیل اور محدود ہے۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلاً ۔ (بنی اسرائیل:85)

''مگر تم لوگوں نے علم سے کم ہی بہرہ پایا ہے۔'' (تم لوگوں کو علم نہیں دیا گیا ، مگر بہت ہی تھوڑا)

5- اللہ کے علم اور انسان کے علم کے فرق کو سمجھنے کے لیے حدیث میں ایک خوبصورت تمثیل:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آ کر بیٹھ گئی ، چڑیا نے سمندر میں دو ایک مرتبہ اپنی چونچ ماری، حضرت خضرؑ نے فرمایا:

يَامُوْسٰى ! مَا نَقَصَ عِلْمِىْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِى الْبَحْرِ ۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم)

''اے موسیٰ ! میرے علم اور تمہارے علم نے ،اللہ کے علم میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا،مگر اسی قدر جس قدر اس چڑیا نے سمندر کے پانی میں سے چونچ مار کر پانی کم کیا ہے(یعنی ہمیں بہت کم علم دیا گیا ہے)''

6- اللہ ہی کے پاس غیب کا علم ہے:

زمین اور آسمان کی خفیہ چیزوں اور غیبی اور چھپی ہوئی تمام باتوں کا علم ، صرف اللہ کے پاس ہے ۔قرآن کہتا ہے:

a- قُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ ۔ (یونس:20)

''کہہ دیجیے ! غیب کی تمام باتوں کا علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے''

b- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . (ھود:123 ، النحل:77)

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ چھپا ہوا ہے ، سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔''

7- صرف اللہ تعالیٰ ہی حاضر و ناظر ہے:

اللہ تعالیٰ ہی رَقیب ہے ، محافظت اور نگرانی فرماتا ہے ، بَصیر ہے۔مخلوقات کے تمام اعمال پر نظر رکھتا ہے۔حاضر و ناظر ہے۔ہر ایک کے ساتھ ہے۔ہر شئے کا شَھِید ہے۔ہر شئے پر گواہ ہے۔قرآن کہتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا . (النساء : 1)

''یقیناً اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے''۔ (وہ رَقیب ہے)

هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ . (الحدید : 4)

''اور اللہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے ، جہاں کہیں بھی تم ہو۔اور جو کچھ تم کرتے ہو ، اسے دیکھتا رہتا ہے''۔(وہ بَصیر ہے)

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا . (النساء : 33)

''یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے''۔ (وہ ہر چیز پر شھید یعنی گواہ ہے)

- کسی مردہ شخص کے بارے میں یہ عقیدہ کہ وہ حاضر ، رَقیب ، بصیر اور شَھید ہے اور سارے انسانوں کو دیکھ رہا ہے ، چاہے وہ کتنا ہی نیک اور صالح کیوں نہ ہو، شرک في الصفات ہے۔

8- روزِ قیامت تمام رسول اپنی لاعلمی کا اظہار کریں گے:

پیغمبروں کے پاس بھی کامل اور مکمل علم نہیں ہوتا۔روزِ قیامت رسول اپنی لاعلمی کا اعتراف کریں گے۔اور کہیں گے کہ اے اللہ ! تو ہی غیب کا علم رکھتا ہے۔قرآن کہتا ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَا ذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لاَ عِلْمَ لَنَا ، اِنَّکَ اَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوْبِ . (المائدة:109)

''جس روز اللہ ، سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھے گا: تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ تو وہ عرض کریں گے: ہمیں کچھ علم نہیں، تو ہی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جانتا ہے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام رسول بشمول رسول اللہ ﷺ اپنی دعوت کی قبولیت اور عدم قبولیت کے بارے میں بھی مکمل علم نہیں رکھتے۔

9- اللہ کے فرشتے بھی مکمل علم نہیں رکھتے:

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی زمین آسمانوں کا غیبی علم رکھتا ہے۔ اللہ کے مقرب فرشتے بھی غیبی علم نہیں رکھتے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنِّیْ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ . (البقرة:33)

(اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا): ''میں آسمان اور زمین کی ساری غیبی حقیقتیں جانتا ہوں ، جو تم سے مخفی ہیں اور جو تم ظاہر کرتے ہو ، وہ بھی مجھے معلوم ہے ، اور جو کچھ تم چھپاتے ہو ، اسے بھی میں جانتا ہوں''

10- نہ صرف غیب کا علم ، بلکہ اس کی چابیاں بھی صرف اور صرف اللہ کے پاس ہیں:

اللہ تعالیٰ کے پاس ، نہ صرف غیب کا علم ہے ، بلکہ غیب کے علم کی چابیاں بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ کوئی مخلوق ان چابیوں کو چرا کر اللہ تعالیٰ کا علم چھین نہیں سکتی۔ قرآن کہتا ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ . (الانعام:59)

''اسی (اللہ) کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ، جنہیں اُس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

11- اللہ تعالیٰ اپنے تمام (مومن و کافر) بندوں سے نہ صرف باخبر ہے، بلکہ ان کا ہر ہر عمل دیکھ رہا ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے تمام مومن و کافر بندوں سے نہ صرف باخبر ہے ، بلکہ اُن کا ہر ہر عمل دیکھ رہا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا . (بنی اسرائیل:96)

''یقیناً وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔''

اس آیت میں ، اللہ نے اپنے علم کی وضاحت کے لیے خَبِير اور بَصِير کی دو صفتیں استعمال کی ہیں۔

12- اللہ تعالیٰ جہری قول (بلند آواز) بھی سن لیتا ہے اور سرّی قول بھی:

اللہ تعالیٰ انسان کی بآوازِ بلند گفتگو کو بھی جان لیتا ہے اور انسان کی سری گفتگو اور سرگوشی کو بھی سن لیتا ہے۔قرآن کہتا ہے:

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۝ . (طٰہٰ:8-7)

''تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو ! وہ تو چپکے سے کہی ہوئی بات ، بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے ، وہ اللہ ہے ، اس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ، اس کے لیے (بہترین) صفات پر مشتمل خوبصورت نام ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان صرف جہری آواز کو سن کر علم حاصل کرسکتا ہے ، جب کہ اللہ تعالیٰ سِرّی خفیہ باتوں کا علم بھی حاصل کر لیتا ہے۔

وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ ، اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ o اَلاَ يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ .

(الملک:14-13)

”تم خواہ چپکے سے بات کرو یا اونچی آواز سے (اللہ کے لیے یکساں ہے) وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے ، کیا وہی نہ جانے گا ، جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بین اور باخبر ہے“۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ وہ خالق ہے الطیف ہے اور خبیر ہے ، اس لیے اونچی آواز ، ہلکی آواز اور دل کی پوشیدہ باتوں کو بھی جان لیتا ہے۔یہی بات قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات سے بھی واضح ہوتی ہے۔البقرۃ:23 ، آل عمران:5 ، المآئدۃ:97 ۔

اَوَلاَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ .

(البقرۃ:77)

”کیا یہ لوگ جانتے نہیں ، جو کچھ یہ چھپاتے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں ، اللہ کو ان سب باتوں کی خبر ہے۔“

نوٹ: صالحین کی قبروں کے پاس جا کر چپکے چپکے دل ہی دل میں اُن سے دُعا کی درخواست کرنا بھی شرک فی العلم ہے۔ایسے لوگوں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ نعوذُ باللہ یہ صالحین بھی اللہ تعالیٰ کی طرح ، دل کی باتیں جان لیتے ہیں۔

13- اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی تمام خفیہ چیزیں جان لیتا ہے:

قرآن کو نازل کرنے والا اللہ تعالیٰ ، آسمانوں اور زمین کی تمام خفیہ چیزوں کو جان لیتا ہے۔وہی اعمال کا حساب لے گا۔

اُس کو مان کر نیک عمل کرنے والوں کے لیے۔وہ غفور و رحیم ہوگا۔ قرآن کہتا ہے:

قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا . (الفرقان:6)

''(اے نبیؐ) اِن سے کہو ! کہ اِسے (یعنی قرآن کو) نازل کیا ہے اُس ہستی نے ، جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتی ہے ، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔''

یہی مضمون مندرجہ ذیل آیات میں بھی بیان ہوا ہے۔(القصص:69 ، یس:76 ، زمر:7 ، شوریٰ : 24 ، الحدید:6 ، الممتحنة:1 ، التغابن:4)

14 رات کے اندھیرے میں ہونے والے عمل کو بھی اللہ جان لیتا ہے:

انسان صرف جہری گفتگو کو سن سکتا ہے، سری گفتگو نہیں سن سکتا ، لیکن خالقِ کائنات کے لیے جہری اور سرّی دونوں طرح کی گفتگو یکساں ہے۔انسان صرف روشنی میں ہونے والے عمل کو دیکھ سکتا ہے ، اندھیرے میں ہونے والے اعمال سے بے خبر رہتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہے کہ اُس کے لیے ، دن اور رات کے اعمال برابر ہیں۔قرآن کہتا ہے:

سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ .

(الرعد : 10)

''تم میں سے کوئی شخص زور سے بات کرے، یا آہستہ ، اور کوئی رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہو یا دن کی روشنی میں چل رہا ہو ، اس کے لیے سب یکساں ہیں''۔

یعنی ہم صرف زور کی گفتگو سن سکتے ہیں ، دل کی گفتگو سن نہیں سکتے اور دیکھنے کے لیے ہم آنکھوں کے علاوہ ، روشنی کے محتاج ہیں اور اندھیرے میں نہیں دیکھ سکتے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے سِرّی گفتگو اور جَهری گفتگو برابر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے ، اندھیرے میں دیکھنا اور اُجالے میں دیکھنا یکساں ہے۔

کسی اور ہستی کے بارے میں ، یہ عقیدہ کہ وہ غیب کا سارا علم رکھتی ہے ، اندھیرے میں دیکھ سکتی ہے ، سرّی گفتگو سن سکتی ہے ، شرک فی العلم ہے۔

15- اللہ کی صفتِ مَعِیَّت یعنی ہر جگہ، اللہ ہمارے ساتھ ساتھ ہوتا ہے:

صفتِ مَعیّت بھی اس کی قوتِ علم کی دلیل ہے۔ وہ ہر انسان کے ساتھ ہے۔ انسان چاہے خلا میں ہو یا زمین پر ، سمندر میں ہو یا کسی دوسرے براعظم پر۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ علم کے ساتھ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ اپنے علم سے **Omnipresent** ہے۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا گیا۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ . (الحدید : 4)

"وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو"

ظاہر ہے یہ صفت بھی اللہ کے علاوہ ، کسی اور ہستی سے منسوب نہیں کی جاسکتی۔

مخلوق کی مَعِیَّت ، عارضی ، غیر مستقل اور موقتی ہوتی ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا:

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

"کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ تعالیٰ نہ ہو ،

وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ

یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی (نجویٰ) ہو اور ان کے اندر چھٹا اللہ نہ ہو۔

وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا

خفیہ بات کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ ، جہاں کہیں بھی وہ ہوں ، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھر قیامت کے روز وہ ان کو بتا دے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ" . (المجادله : 7)

یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔"

16- اللہ بیک وقت ، زمین وآسمان کی ہر بات سن لیتا ہے:

رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ . (الانبیاء:4)

"میرا رب ہر اس بات کو جانتا ہے، جو آسمان اور زمین میں کی جائے، وہ سمیع اور علیم ہے۔"

17- اللہ تعالیٰ ہی ، ہر جگہ اور ہر وقت ، ہر کسی کو ، سن سکتا ہے:

وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ . (المائدہ : 76)

"اللہ ہی سننے والا ، جاننے والا ہے"۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ . (الشوریٰ : 11)

"اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا ، دیکھنے والا ہے"۔

(انسانی سماعتیں اور بصارتیں محدود اور ناقص ہیں۔ خدا کی صفتِ سماعت و بصارت، لامحدود اور کامل ہے۔ وہ اپنے علم سے Omnipresent ہے۔)

18- اللہ تعالیٰ نہ صرف خشکی کا ، بلکہ پانیوں کا بھی علم رکھتا ہے پتے پتے کا علم رکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ خشکی اور پانی ، یعنی بحر و بر کے دونوں جہانوں کا مکمل علم رکھتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا . (الانعام:59)

''بحروبر میں جو کچھ ہے ، سب سے وہ واقف ہے ،
درخت سے گرنے والا کوئی پتا ایسا نہیں ، جس کا اُسے علم نہ ہو۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نہ صرف برّ (خشکی) اور بحر کا علم ، بلکہ دنیا کے ان گنت درختوں کے ہر ہر جھڑنے والے پتے کا اللہ کو علم ہے۔

19- اللہ تعالیٰ ہر جاندار کے آغاز وانجام ، عارضی اور مستقل ٹھکانوں کا علم رکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ ہر جاندار کے آغاز وانجام اور اُن کے عارضی اور مستقل ٹھکانوں کا علم رکھتا ہے۔کہا گیا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا
وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا . (هود:6)

''زمین میں چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں ہے،جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔اور جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو کہ کہاں وہ رہتا ہے اور کہاں وہ سونپا جاتا ہے۔'' مُسْتَقَر'' ، عارضی ٹھکانے کو کہتے ہیں اور مُسْتَودَع سے مراد وہ جگہ ہے ، جہاں اُسے مستقل طور پر محفوظ کیا جائے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر جاندار کے عارضی ٹھکانے اور مستقل ٹھکانے دونوں کا علم رکھتا ہے۔

20- اللہ تعالیٰ دورانِ حمل ، رحم کے گھٹنے اور بڑھنے کا علم رکھتا ہے:

اللہ تعالیٰ دورانِ حمل ، رحم کے گھٹنے اور بڑھنے کا علم رکھتا ہے۔قرآن کہتا ہے:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ
وَمَا تَزْدَادُ . (الرعد:8)

''اللہ ایک ایک حاملہ کے پیٹ سے واقف ہے ، جو کچھ اس (رحم) میں بنتا ہے ، اُسے بھی

وہ جانتا ہے ، اور جو کچھ اس میں کمی یا بیشی ہوتی ہے ، اس سے بھی وہ باخبر رہتا ہے۔"
اس آیت سے معلوم ہوا کہ حمل میں نر ہے یا مادہ ، نیک ہے یا شقی ، صحت مند ہے یا بیمار ، ذہین ہے یا کند ، ہر چیز سے اللہ باخبر ہے۔علاوہ ازیں رحمِ مادر میں ، تخلیق کے مختلف مرحلوں کا کامل علم بھی ، اللہ ہی کے پاس ہے۔ظاہر ہے ایسا مکمل علم کسی مخلوق کے پاس نہیں۔

21- اللہ اپنے علم سے مخلوق کا احاطہ کر لیتا ہے ، مخلوق اپنے علم سے اللہ کا احاطہ نہیں کر سکتی:

آیتُ الکرسی میں اور سورۃ طٰہٰ میں اُس کے احاطۂ علم کے بارے میں کہا گیا:

یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ،

"وہ لوگوں کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے ،

وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِهٖ عِلۡمًا . (طٰہٰ:110)

اور دیگر لوگ اُس کا علمی احاطہ نہیں کر سکتے (دوسروں کو اس کا پورا علم نہیں ہے۔)"

22- اللہ تعالیٰ ، مخلوق کی ملمع سازیوں اور ریا کاریوں کو پکڑ لیتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ . (النور:30)

"جو کچھ وہ (ریاکاریاں ، ملمع سازیاں) کرتے ہیں ، اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔"

23- غیب کا علم رکھنے والا ، اللہ ضرور قیامت برپا کرے گا:

سورۃ سبا میں ، عالم الغیب ربّ کی قسم کھا کر یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ ضرور قیامت برپا کرے گا۔

وَقَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَةُ ، قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ ، لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ . (سبا:3)

"منکرین کہتے ہیں: کیا بات ہے کہ قیامت ہم پر نہیں آ رہی ہے؟

کہیے ! قسم ہے ، میرے عالم الغیب پروردگار کی ! وہ تم پر آ کر رہے گی ۔"

24- قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے:

قیامت کا علم نہ تو کسی رسول کے پاس ہے ، اور نہ کسی فرشتے کے پاس۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ . (لقمان:34) (الاحزاب:63)

"یقیناً اُس گھڑی (قیامت) کا علم ، اللہ ہی کے پاس ہے۔"

معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی رسول ، کسی نبی اور کسی فرشتے کو بھی اس گھڑی کا علم نہیں۔

25- اللہ نہ صرف ایمان و اعمال سے واقف ہے، بلکہ روزِ قیامت دکھا دے گا:

قرآن کہتا ہے:

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

"آگاہ ہو جاؤ ! آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ کا ہے،

قَدۡ يَعۡلَمُ مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ

تم جس روش پر بھی ہو ، اللہ اس کو جانتا ہے ،

وَ يَوۡمَ يُرۡجَعُوۡنَ اِلَيۡهِ فَيُنَبِّـئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا

جس روز لوگ اس کی طرف پلٹائے جائیں گے، وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کچھ کر کے آئیں ہیں،

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ" . (النور:64)

اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔" یہی مضمون مندرجہ ذیل آیات میں بھی بیان ہوا ہے۔

(العنکبوت:52 ، سبا:2 ، حم السجدۃ:47 ، الحدید:3)

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ. (الجمعة :8)

''ان سے کہیے ! جس موت سے تم بھاگتے ہو ، وہ تو تمہیں آ کر رہے گی ، پھر تم اس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے ، جو پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے ، وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ نہ صرف تمام اعمالِ انسانی کا علم رکھتا ہے ، بلکہ وہ روزِ قیامت انسانوں کو دکھا دینے پر بھی قادر ہے۔

26- اللہ نہ صرف خفیہ باتوں کو جان لیتا ہے، بلکہ ان کا محاسبہ بھی کرے گا:

جو علم رکھتا ہے ، وہی قدرت بھی رکھتا ہے۔ اللہ انسانوں کے ظاہری اور مخفی دونوں اعمال کا علم بھی رکھتا ہے اور لازماً ان اعمال کا محاسبہ بھی کرے گا۔ قرآن کہتا ہے:

وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ . (البقرة:284)

''تم اپنے دل کی باتیں، خواہ ظاہر کرو! خواہ چھپاؤ! اللہ بہر حال ان کا حساب تم سے لے لے گا۔''

27- غیب کے علم میں سے ، صرف انبیاء پر وحی نازل کی جاتی ہے:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

''اور (اے لوگو !) اللہ ایسا نہیں کہ تم کو (براہِ راست) غیب کی باتیں بتائے ،

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ . (آل عمران:179)

البتہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جن کو چاہتا ہے (غیب کے لیے) چن لیتا ہے۔''

28- اللہ اپنے کامل غیبی علم کا کچھ حصہ ، بذریعہٗ وحی اپنے رسولوں پر نازل کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے کامل غیبی علم کا کچھ حصہ ، بذریعۂ وحی اپنے رسولوں پر نازل کرتا ہے۔

مندرجہ ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب کا مکمل علم ، اللہ ہی کے پاس ہے۔

رسول بھی اس غیبی علم کا وہی حصہ لوگوں کو بتا سکتے ہیں ، جو انہیں بتایا جاتا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا o

''وہ عالم الغیب ہے ، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ،

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

سوائے اُس رسول کے ، جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لیے) پسند کرلیا ہو ،

فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا o

تو اس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے ،

لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ

تاکہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے

وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا o .

(الجن : 26 تا 28)

اور وہ ان کے پورے ماحول کا احاطہ کیے ہوئے ہیں ، اور ایک ایک چیز کو اس نے گن رکھا ہے۔''

29- رسول ﷺ کو غیب کے علم میں سے ، کچھ چیزیں قرآن و سنت کی صورت میں وحی کی گئیں:

قرآن کہتا ہے:

تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ

''اے نبی ﷺ ! یہ غیب کی خبریں ہیں ، جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں ،

مَا کُنْتَ تَعْلَمُھَآ اَنْتَ وَلاَ قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا . (ھود:49)

اس پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم۔''

30- رسول اللہ ﷺ بھی عالم غیب نہیں تھے:

قرآن میں خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ کہلوایا گیا کہ وہ عالِم غیب نہیں۔قرآن کہتا ہے:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ

''(اے نبیؐ) ان سے کہو ! میں تم سے یہ نہیں کہتا ہے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں،

وَ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ . (الانعام:50)

اور نہ ہی میں 'غیب کا علم' رکھتا ہوں۔''

صلحِ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمانؓ کے قتل کی افواہ اُڑی۔آپ ﷺ نے بیعتِ رضوان لی۔ بعد میں یہ خبر غلط ثابت ہوئی۔آپ ﷺ کو علمِ غیب نہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں صحیح صورتحال سے واقف ہوتے۔

31- اگر رسول ﷺ کے پاس علمِ غیب ہوتا تو وہ بہت سی دولت اکٹھا کر لیتے:

قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کے کامل عالمِ غیب ہونے کی نہ صرف نفی کی ہے ، بلکہ یہ عقلی دلیل بھی پیش کی ہے کہ اگر رسول ﷺ کے پاس علمِ غیب ہوتا تو وہ بہت سی دولت اکٹھی کر لیتے۔

قرآن کہتا ہے:

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ

وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ . (الاعراف:188)

''اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔'' (یعنی نقصان والے دن گھر سے نہ نکلتے ، تجارت نہ کرتے ، فائدے والے دن خوب نفع کما لیتے۔)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بھی غیب کا علم نہیں جانتے تھے۔

32- قبر والے قیامِ قبر کی مدت بھی نہیں جانتے:

غیبی اور چھپی ہوئی چیزوں کا علم اللہ کے علاوہ ، کسی اور مخلوق کے پاس نہیں۔ اللہ کے نیک بندے بھی غیب کا علم نہیں رکھتے۔ ناواقف لوگ صالحین کی قبروں کے بارے میں یہ غلط عقیدہ رکھتے ہیں کہ اُنہیں انسانوں کی حاجات اور ضروریات کا علم ہو جاتا ہے۔

قرآن اس عقیدے کا رد کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

''(اے رسولؐ) کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں جو ہستیاں ہیں ، ان میں سے کوئی بھی غیب کی باتوں کو نہیں جانتا ، سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ . (النمل : 65)

اور ان (بے چاروں) کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ انہیں کب (قبر سے) اٹھایا جائیگا؟

یعنی اہلِ قبر یہ بھی نہیں جانتے کہ عالمِ برزخ کی مدت کتنی ہے؟ اور قیامت کب برپا کی جائے گی؟ افسوس ان کے حال پر ، یہ ان بیچاروں سے طالبِ مدد ہیں؟

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ . (الحشر :22)

''غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا''۔

(یعنی ہمارے لیے جو چیز 'غیب' یعنی چھپی ہوئی ہے، اللہ کے لیے وہ 'شهادة' یعنی ظاہر ہے)

33- کہانت حرام ہے:

مشرکینِ مکہ کاہنوں کے پاس جا کر ان سے مستقبل کی باتیں پوچھتے تھے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ کاہن غیبی علم رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا:

لَا تَاتُوْا الْكُهَّان . ''کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو!'' (صحیح مسلم)

آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ . ''کاہن لوگ کوئی حیثیت نہیں رکھتے'' (متفق علیہ)

صحابہؓ نے بتایا کہ بعض اوقات یہ لوگ صحیح بات بھی بتا دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ ان کا شیطانی جنات سے تعلق ہوتا ہے، جو انہیں آسمان کی کوئی چھوٹی سی بات یا جملہ چرا کے بتا دیتے ہیں۔ جن میں یہ سو جھوٹی باتیں ملا کر لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔ کاہن یا عامل کے بارے میں، یا ان کے کسی جِنّ کے بارے میں، یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں، شرک فی العلم ہے۔

34- عرّاف کے پاس جانا بھی حرام ہے:

مشرکینِ عرب کسی چیز کے کھو جانے پر ''عَرَّاف'' کے ہاں جایا کرتے تھے۔ آپؐ نے ''عَرَّاف'' کے پاس جانے سے روک دیا۔ ''عَـــرَّاف'' بہت زیادہ جاننے والے کو کہتے ہیں۔ کاہنوں کی طرح ان کے بارے میں بھی مشہور تھا کہ یہ غیب کا علم رکھتے ہیں اور گم شدہ چیز کا پتہ بتا سکتے ہیں۔

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَتىٰ عَرَّافًا ، فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَنْ تُقْبَلَ لَهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً . (صحیح مسلم، حدیث: 2,230)

''جو شخص (گم شدہ چیز) کے بارے میں دریافت کرنے کی غرض سے عَـــرَّاف کے پاس گیا،

اُس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔"

● طوطا اور دستِ شناس بھی غیبی علم نہیں رکھتے:

بعض لوگ طوطے سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کیا طوطا آپ کی قسمت بتا سکتا ہے؟ طوطا تو خود طوطے والے کو بھی اس کی قسمت نہیں بتا سکتا، قسمت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بعض لوگ دست شناس افراد سے قسمت معلوم کرتے ہیں۔ دست شناسی کا دعویٰ کرنے والے ، خود اپنے ہاتھوں کی لکیروں سے اپنی قسمت معلوم نہیں کر سکتے۔ ورنہ وہ آپ کے چند روپوں کے محتاج نہ ہوتے بلکہ دنیا کے امیر ترین افراد میں سے ہوتے۔

خلاصة الکلام. توحید فی العلم

1- ہر چیز ، ہر شئے ، ہر عمل اور ہر غیب کا مکمل علم ، صرف اللہ کے پاس ہے، کسی اور کے پاس نہیں۔ اس عقیدے کو توحید فی العِلم کہتے ہی۔

2- کوئی مخلوق بشمول ولی ، نبی ، امام ، فرشتے اور رسول بھی ، پوشیدہ اور غیبی چیزیں نہیں جانتے۔

3- سینوں کے رازوں سے ، صرف اللہ تعالیٰ واقف ہے ، کوئی اور مخلوق نہیں۔(ال عمران:119)

4- اللہ تعالیٰ کے لیے اندھیرا اور اجالا جہری اور سرّی قول برابر ہوتے ہیں۔ جب کہ ہم صرف جہری باتوں کو سن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اندھیروں میں بھی ، دیکھ لیتا ہے۔ (الرعد:10)

صالحین کی قبروں کے سامنے کھڑے ہو کر چپکے چپکے دُعا کی درخواست کرنا بھی شرک فی العلم ہے۔

5- اللہ تعالیٰ پتے پتے کا علم رکھتا ہے۔ کوئی اور مخلوق ، ایسا علم نہیں رکھتی۔ (الانعام:59)

6- ہر انسان کے عارضی اور مستقل ٹھکانوں کا علم ، صرف اللہ کو ہے ، کسی اور مخلوق کو نہیں۔ (ھود:6)

7- اللہ مخلوق کے علم کا اِحاطہ کر لیتا ہے ، لیکن مخلوق اللہ کے علم کا اِحاطہ نہیں کر سکتی۔ (طٰہٰ:110)

8- قیامت کے وقت کا علم ، صرف اللہ کو ہے۔ (لقمان:34)

9- اللہ تعالیٰ انسانوں کے اَعمال واَقوال کو نہ صرف جان لیتا ہے ، بلکہ روزِ قیامت انہیں دکھا بھی دے گا۔(النور:64) بلکہ اُن کے اَعمال واَقوال کا محاسبہ بھی کرے گا۔ (البقرۃ:284)

10- انبیاءاور رسولوں کا علم ، صرف وحی تک محدود ہوتا ہے۔ یہ عطائی علم ہوتا ہے۔ (ال عمران:179)

11- اللہ کے علاوہ ، کسی اور کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دلوں کی بات جان لیتے ہیں ، یا وہ اللہ کی طرح مکمل علم رکھتے ہیں، 'شرک فی العلم' ہے۔ (ھود:49)

12- عـرّاف ، عامل اور کاہن کے پاس جانا حرام ہے۔ان کے پاس نہ غیب کا علم ہوتا ہے اور نہ مستقبل کا۔ان لوگوں کا جن جنّات سے رابطہ ہوتا ہے ، اُن کے پاس بھی غیب کا علم نہیں ہوتا۔

13- طوطا آپ کی قسمت کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔دست شناسی کی بنیاد پر بھی ، آپ کے مستقبل کے بارے میں کوئی بات نہیں بتائی جا سکتی۔

سوالات

1- توحید فی العلم اور شرک فی العلم کی تعریف بیان کیجیے۔

2- قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں ، غیب کے علم کی وضاحت کیجیے۔

3- اللہ کے علم اور مخلوق کے علم کے فرق کو ایک چارٹ کی صورت میں ممیّز کیجیے۔

4- واقعۂ افک بیان کیجیے اور بتایئے کہ ایک ماہ تک رسول اللہ ﷺ قرآنی آیات کے نزول تک کیوں اضطراب میں مبتلا رہے؟

5- سورۃ النمل میں حضرت سلیمانؑ اور ہدہد کا ذکر ہوا ہے۔کیا حضرت سلیمانؑ ہدہد کے بارے میں باخبر تھے؟ کیا وہ علم غیب رکھتے تھے؟

6- ہمارے معاشرے میں شرک فی العلم کی کون کون سی صورتیں موجود ہیں؟

7- معاشرے میں توحید فی العلم کی ترویج کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

✻✻✻✻✻✻✻

● آٹھواں باب

توحیدِ صفتِ اختیار

توحید صِفَتِ اختیار

• تعریف:

توحیدِ صفتِ اختیار سے مراد، اللہ تعالیٰ کا کامل اختیار (Sovereignty) ہے۔ایسا کامل اختیار ، جو کسی اور ہستی سے منسوب نہیں کیا جاسکتا ، اس کے اختیار میں کوئی ہستی دخیل نہیں ہے۔وہ کسی سے مرعوب وخائف ہے اور نہ اس کے اختیار میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ کسی کے آگے جوابدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کامل اختیار رکھتا ہے، وہ بے بس نہیں، وہ لاچار نہیں، اُس کے سامنے کوئی مجبوری نہیں ، کوئی رکاوٹ نہیں ہے، اُس پر کسی کا دباؤ نہیں ہے۔وہ فَعَّال لِمَا یُرِیدُ ہستی ہے ، جو چاہے کرسکتی ہے۔کسی چیز سے عاجز نہیں۔اِس عقیدے کو توحید فی الاختیار کہتے ہیں۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کی قدرت ، طاقت اور اختیار کے بیان کے لیے اللہ تعالیٰ کے کئی خوبصورت نام (الاسماء الحسنیٰ) استعمال ہوئے ہیں۔وہ قادر بھی ہے ، قدیر بھی ہے ، مقتدر بھی ہے ، قوی بھی ہے ، جبار بھی ہے ، عزیز بھی ہے ، قاھِر بھی ہے ، متین بھی ہے اور منتقم بھی ہے۔چند ایک کا تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے۔

1- قَادِر" :

قَادِر" ، فَاعِل" کے وزن پر اسمِ فاعل ہے۔قدرت رکھنے والے کو قَادِر کہتے ہیں۔

جیسے: اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ". (الطارق : 8)

''یقیناً اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔''

2- قَدِیْر" :

قَدِیْر" ، فَعِیل " کے وزن پر اسمِ صفت ہے۔اسمِ فاعل کے مقابلے میں صفت مستقل اور پائیدار ہوتی ہے۔اسمِ صفت میں دوام ، استقرار اور استمرار پایا جاتا ہے۔

جیسے: وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ (هود : 4)

''اور وہ ایک ایک شئے پر کامل قدرت واختیار رکھتا ہے۔''

3- اَلْمُقْتَدِر : اَلْمُقْتَدِر ، مُفْتَعِل کے وزن پر باب افتعال سے اسمِ فاعل ہے۔ یہ اسم لازم بھی ہے اور متعدی بھی۔ مقتدر میں ایسی قوتِ کاملہ پائی جاتی ہے ، جو کلی اقتدار ، مکمل فرمانروائی اور عظیم الشان حکمرانی پر دلیل ہے۔

جیسے: كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۔

(القمر : 42)

''اُن لوگوں نے ہماری تمام آیات کو جھٹلا دیا تو ہم نے (پاداش میں) اُن لوگوں کو ایسے پکڑا ، جیسے کوئی زبردست اور غالب صاحبِ اقتدار ہستی پکڑ لیتی ہے۔''

مندرجہ ذیل قرآنی آیات پر غور فرمائیے۔

1- اللہ ہی کے پاس کل اختیارات ہیں:

اللہ تعالیٰ کے پاس ہی سارے اختیارات ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

(a) بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيعًا ۔ (الرعد:31)

''بلکہ سارا اختیار ہی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔''

(b) قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۔ (آل عمران : 154)

''کہہ دیجئے کہ تمام اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔''

2- اللہ تعالیٰ ایسے اختیارات رکھتا ہے، جو مخلوقات میں سے کوئی نہیں رکھتا:

مندرجہ ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان کو نبی یا رسول کے عہدے کے لیے منتخب کرنا اللہ کا کام ہے ، انسانوں کا کام نہیں اور یہ صرف اللہ کا اختیار ہے۔

قرآن کہتا ہے:

وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَ یَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ ،
سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ . (القصص:68)

''تیرا رب پیدا کرتا ہے ، جو کچھ چاہتا ہے ،اور (وہ خود ہی اپنے کام کے لیے جسے چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہے۔یہ انتخاب اِن لوگوں کے کرنے کا کام نہیں ہے ، اللہ پاک ہے اور بہت بالاتر ہے ، اس شرک سے ، جو یہ لوگ کرتے ہیں۔''

3- اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اٹل اور محکم ہے:

اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت اٹل اور محکم ہے۔کائنات کے ذرّے ذرّے پر اُسی کی مرضی چلتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَایَشَاءُ . (الحج:18)

''یقیناً اللہ جو چاہتا ہے ، کر ڈالتا ہے۔''

وَمَا تَشَآؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ . (الدھر : 30)

''اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ، جب تک کہ اللہ نہ چاہے''۔

4- اللہ کے ارادے کے سامنے کسی کا بس نہیں چلتا:

اللہ جسے چاہے آزمائش میں مبتلا کر دے ، اُس کے ارادے کے سامنے ،کسی کا بس نہیں چلتا۔

وَمَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ ، فَلَنْ تَمْلِکَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا .

(المائدة:41)

''جسے اللہ ہی نے فتنے میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو ، اُس شخص کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے ، آپ کچھ نہیں کر سکتے۔''

5- اللہ تعالیٰ کا اِرادہ بھی اٹل اور محکم ہوتا ہے:

اللہ تعالیٰ کا ہر اِرادہ بھی ، اٹل اور محکم ہے۔ اپنے اِرادے کے نفاذ میں ، اُس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ . (البروج:16)

"جو کچھ اِرادہ کرتا ہے ، کر ڈالنے والا ہے۔"

اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنَ . (یس:82)

"اللہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کا کام بس یہ ہے کہ اُسے حکم دے کہ "ہو جا"! اور وہ پھر ہو جاتی ہے۔"

قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا . (الفتح : 11)

"(اے رسولؐ) کہہ دیجئے ! کون تمہارے معاملے میں اللہ کے فیصلے کو روک دینے کا کچھ بھی اختیار رکھتا ہے؟ خواہ وہ تمہیں نقصان کا اِرادہ کرے ، خواہ فائدہ پہنچانے کا اِرادہ کرے"۔

6- تمام کاموں کی تدبیر کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے:

اللہ تعالیٰ ہر چیز کی تدبیر کرتا ہے۔ وہ مُدَبِّر ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ (السجدۃ : 5)

"اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے زمین تک کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے"

7- عزت اور ذلت اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے:

عزت اور ذلّت کا اختیار بھی ، صرف اللہ کے پاس ہے۔ دوسری کسی مخلوق کے پاس نہیں۔

وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ . (الحج :18)

"جس شخص کو اللہ ذلیل کر دے ، اسے عزت دینے والا کوئی نہیں"۔

اَ یَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا .

(النساء : 139)

''کیا یہ کفّار کے پاس عزت تلاش کرتے ہیں؟ (انہیں وہاں عزت کیسے مل سکتی ہے؟) اس لیے کہ تمام عزتوں کا مالک تو اللہ ہے''۔

8- اللہ تعالیٰ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں ، سب لوگ اُس کے آگے جواب دہ ہیں:

اللہ تعالیٰ سے بڑی کوئی ہستی نہیں ہے کہ وہ اُس کے آگے جواب دہ ہو ، اس کے برخلاف دنیا کی ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ بڑا ہے، اس لیے ساری مخلوق اللہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ قرآن کہتا ہے:

لاَ یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَهُمْ یُسْئَلُوْنَ . (الانبیاء:23)

''وہ (اللہ) اپنے کاموں کے لیے (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں ہے، اور سب جواب دہ ہیں''۔

9- اللہ تعالیٰ کے فیصلے نافذ ہو جاتے ہیں، انہیں کوئی تبدیل نہیں کر سکتا:

مخلوق اللہ کے سامنے بے اختیار ہے ، اللہ کے فیصلے کے خلاف کوئی دوسری مخلوق فیصلہ نہیں کر سکتی ، چاہے وہ فیصلہ رحمت پر مبنی ہو ، یا عذاب پر۔ قرآن کہتا ہے:

مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلاَ مُمْسِکَ لَهَا ،

''اللہ، جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں کے لیے کھول دے ، اسے کوئی روکنے والا نہیں ،

وَمَا یُمْسِکْ فَلاَ مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ،

اور جسے وہ بند کر دے ، اُسے اللہ کے بعد پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں ،

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ . (فاطر:2)

وہ زبردست اور حکیم ہے''۔

10- اللہ کے فیصلے پر کوئی نظر ثانی نہیں کرتا:

اللہ کا فیصلہ ، آخری عدالت کا فیصلہ ہے۔اللہ کی عدالت کے اوپر ، دوسری عدالت نہیں۔

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ . (الرعد : 41)

''اللہ فیصلہ کرتا ہے ، کوئی اسکے فیصلے پر نظر ثانی کرنے والا نہیں''۔

11- کارساز اور بگڑی بنانے والا ، صرف اللہ تعالیٰ ہے:

اللہ تعالیٰ وَلِی ہے ، یعنی سرپرست ، حامی ، کارساز اور بگڑی بنانے والا ہے۔
اللہ تعالیٰ نَصِیر ہے ، مدد کرنا اُس کی صفت ہے۔ فَاطِر یعنی خالق ہے۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا ؟ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(الانعام : 14)

''(اے رسولؐ!) پوچھیے کہ کیا میں زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے (فَاطِر) اللہ کے علاوہ ، کسی اور کو وَلِی یعنی کارساز بناؤں؟''

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ . (الشوریٰ : 31)

''اللہ کے مقابلے میں تمہارا کوئی حامی و ناصر (ولی اور نصیر) نہیں''۔

12- اللہ تعالیٰ ایسا وکیل ہے ، جس کے حوالے سارے معاملات کیے جائیں:

اللہ تعالیٰ وَکِیْل ہے ، یعنی باعتماد محافظ ہے۔اُسی پر تَوَکُّل اور بھروسہ کیا جاتا ہے۔

وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا . (الاحزاب : 3)

''اور اللہ تعالیٰ ہی ، وکیل یعنی کارساز ہونے کے لیے کافی ہے''۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْـلًا ۔ (المزمل : 9)

"اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں ، لہٰذا صرف اسی کو وکیل یعنی کارساز بناؤ !"

13- اللہ تعالیٰ ہی نافع اور ضار ہے:

نافِع ، نفع پہنچانے والے کو کہتے ہیں اور ضارّ نقصان پہنچانے والے کو کہتے ہیں۔

بعض افراد ستاروں کو اور ستاروں کی گردش کو نافع اور نقصان رساں سمجھتے ہیں۔ یہ بھی "شرک فی الاختیار" کی ایک قسم ہے۔ ہماری نئی نسل اخبارات میں اب باقاعدگی کے ساتھ ستاروں کے زائچے (Horoscope) کا مطالعہ کرنے لگی ہے۔ ہندوستان کے ٹیلی ویژن تو روزانہ اپنے ناظرین کو یہ مشورہ دینے لگے ہیں کہ اگر آپ کا ستارہ یہ ہے تو آج کا دن آپ کے لئے خوشگوار ہو گا۔ اور اگر آپ کا ستارہ وہ ہے ، تب آج کا دن آپ کے لئے منحوس ثابت ہوگا۔ بقول اقبالؒ۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی مجھے بتا تو سہی ! اور کافری کیا ہے

ایک مسلمان ، صرف اور صرف اللہ ہی کو نافع اور ضارّ سمجھتا ہے۔

تفصیل اگلے باب میں آ رہی ہے۔

14- اللہ کے سوا کوئی اور حَکَم نہیں ، وہی عذاب کا فیصلہ کرے گا:

اللہ کے سوا کوئی اور حَکَم (Judge) اور قاضی نہیں۔ وہی فیصلے کرتا ہے۔ قرآن صاف کہتا ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ o

"(عذاب کے) فیصلے (حُکم) کا سارا اختیار اللہ کو ہے۔ وہی امرِ حق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِىْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِىَ الْاَمْرُ بَيْنِىْ

کہیے ! اگر وہ چیز (یعنی عذاب) میرے اختیار میں ہوتی ، جس کی تم جلدی مچا رہے ہو تو میرے اور تمہارے درمیان کبھی کا فیصلہ ہو چکا ہوتا،

وَ بَیۡنَکُمۡ ، وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِالظّٰلِمِیۡنَ ۝ . (الانعام:58-57)

مگر اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ ظالموں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جانا چاہیے۔"

15- اگر اللہ ساری دنیا کے انسانوں کو ہلاک کردے تو کوئی بچا نہیں سکتا:

قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِکُ مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا اِنۡ اَرَادَ اَنۡ یُّہۡلِکَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ وَ اُمَّہٗ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا . (المائدة:17)

"اے نبیؐ! ان سے کہیے! اگر اللہ ، مسیحؑ ابن مریم ، ان کی والدہ (حضرت مریمؑ) اور تمام زمین والوں کو ہلاک کردینے کا ارادہ کرے ، تو کس کی مجال ہے کہ اُس کو اِس ارادے سے باز رکھ سکے؟"

یہ آیت عیسائیوں کے غلو کے سلسلے میں آئی ہے۔وہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کو 'بااختیار' سمجھتے ہیں۔اس آیت میں ان کے اس باطل عقیدے کی نفی کی گئی ہے۔

علم اور قوت واختیار کا باہمی تعلق:

جس کے پاس جتنا علم ہوگا ، اُس کے پاس اُتنی ہی قوت اور طاقت ہوگی۔

(Knowledge is Power)۔اللہ تعالیٰ کے پاس چونکہ مکمل علم ہے ، اِس لیے اُس کے پاس مکمل اختیارات بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ﴿بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡم﴾ بھی ہے اور ﴿عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡر﴾ بھی ہے۔

خلاصۃ الکلام۔توحید فی الاختیار

1- اللہ تعالیٰ ہی کامل اختیارات رکھتا ہے۔ایسے کامل اختیارات ، جو کسی اور ہستی کے پاس نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ کے کامل اختیار کا عقیدہ ، توحید اختیار کہلاتا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کے سامنے جواب دہ نہیں، بلکہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہے۔ (الانبیاء:23)

3- اُس کے فیصلے نافذ ہو کر رہتے ہیں۔کوئی دوسری ہستی ، اُس کے فیصلوں کو تبدیل نہیں کر سکتی۔ (فاطر:2)

4- اللہ کے ارادے، مرضی اور مشیت کے سامنے، کسی اور ہستی کا بس نہیں چل سکتا۔(المائدہ:41)

5- اگر اللہ ساری دنیا کو ہلاک کرنا چاہے تو کوئی دوسری ہستی ، اُس کو اس کے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ (المائدہ:17)

6- اللہ تعالیٰ جو چاہے ، کر ڈالتا ہے۔ (الحج:18)

7- کسی چیز کو کرنے اور وجود میں لانے کے لیے اُسے بس 'کُنْ' (ہو جا) کہنا پڑتا ہے،اور وہ ہو جاتی ہے۔(وجود میں آجاتی ہے)۔ (یٰسٓ:82)

8- اللہ تعالیٰ کی مرضی کے نفاذ میں ، کوئی رکاوٹ ، عاجزی ، مجبوری اور بے بسی نہیں ہے۔ (الفتح:11)

9- اگر کسی اور ہستی کے بارے میں ، اس طرح کا عقیدہ ہو ، وہ بھی اس طرح کامل اختیار رکھتی ہے تو پھر ایسا عقیدہ ، شرک فی الاختیار کہلائے گا۔

سوالات

1- توحیدِ اختیار کی تعریف بیان کیجیے۔

2- انسان کے اختیارات اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات کے فرق کو ، قرآنی آیات کے حوالوں سے ایک جدول (Chart) میں واضح کیجیے۔

3- ہمارے معاشرے میں شرک فی الاختیار کی کون کون سی صورتیں پائی جاتی ہیں؟ دو چار مثالیں بیان کیجیے۔

4- معاشرے میں ، توحیدِ اختیار کو عام کرنے کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟

● نواں باب

توحید فی النَّفْعِ والضَّرِّ

توحید فی النَّفْعِ والضَّرِّ

نفع ، نقصان پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے

توحید نفع وضرر ، دراصل توحید اختیار ہی کی ایک قسم ہے۔

قرآن نے چونکہ اس بارے میں وضاحت سے کام لیا ہے۔اس لیے اس کا ذکر علیحدہ سے کیا جا رہا ہے۔فائدہ اور نقصان ، عزت اور ذلت ، تنگی اور خوشحالی ، صحت اور بیماری ، زندگی اور موت اور اس طرح کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔مخلوق کتنی ہی عالی مرتبہ کیوں نہ ہو ، نفع اور نقصان کی مالک نہیں ہے۔یہ عقیدہ اختیار کر لینا مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

1- عزّت اور ذلّت پر اللہ ہی قادر ہے:

قرآنِ مجید میں خود رسولِ کریمؐ کی زبان سے کہلوایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ایسا مالک المُلک یعنی ایسی بادشاہت کا مالک ہے ، جو ہر قسم کے اختیارات رکھتا ہے ، بادشاہت عطا کرتا ہے ، چھین لیتا ہے۔عزت بھی عطا کر سکتا ہے اور ذلیل بھی کر سکتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ
وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ ،

”(اے رسولؐ) کہیے کہ اے اللہ ! اے بادشاہت کے مالک ! تو جس کو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے (بادشاہت) چھین لیتا ہے“

وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ

”اور تو جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے ، “

بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر". (آل عمران:26)

''ہر طرح کی بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے ، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

2- جب اللہ فائدے یا نقصان کا فیصلہ کر دے تو کوئی دوسرا اسے بدل نہیں سکتا:

سورۃ الانعام کی مندرجہ ذیل آیت میں صراحت سے بتایا گیا کہ نقصان میں مبتلا کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے اور اُس کی تلافی کرنے والا بھی وہی ہے۔

دیگر لوگ بے بس اور بے اختیار ہیں۔

وَاِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلاَ کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ

''اگر اللہ ، آپ کو کسی نقصان (ضُرٍّ) میں مبتلا کر دے تو اس کو دور کرنے والا کوئی نہیں ، سوائے اللہ کے۔''

وَ اِنْ یَّمْسَسْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر".

(الانعام:17)

''اور اگر اللہ آپ کو بھلائی (نفع) پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

(یعنی بھلائی وہی پہنچا سکتا ہے، جو ہر چیز پر قادر ہو اور کیونکہ قادر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں، اس لیے اللہ کے سوا کوئی بھلائی (یعنی نفع، فائدہ) نہیں پہنچا سکتا۔''

3- اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اولیاء بنانے والے مشرک، اپنے غلط کاموں کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ ہم تقرب الٰہی کے لیے ان کی پوجا کرتے ہیں:

مشرکینِ مکہ کا اپنے بتوں کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ'' وہ عام انسانوں کو اللہ کے قریب کر سکتے ہیں۔ یہ بت دراصل نیک انسانوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جب ہم ان بتوں کی عبادت کریں

گے تو ان وفات شدہ لوگوں کی زور آور روحیں خوش ہو کر ہم کو اللہ کا تقرُّب عطا کریں گی۔ یہ رُوحیں بڑی بااثر ہیں۔ یہ روحیں صاحبِ اختیار ہیں ، ولی ہیں ، کارساز ہیں ، اس لیے ان کی عبادت ضروری ہے۔" قرآن کہتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ ،

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی . (زمر:3)

"اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (اَولیاء) کارساز بنا رکھے ہیں، وہ کہتے ہیں: "ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (اَولیاء) ہمیں اللہ کے قریب کر دیں گے۔ (حالانکہ وہ یہ اختیار نہیں رکھتے ، ان کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ یہ اولیاء ہمیں نفع بھی پہنچا سکتے ہیں اور نقصان بھی)

4- اَولیاءُ بھی ، فائدے نقصان کا اختیار نہیں رکھتے:

جنہیں لوگ ولی سمجھتے ہیں ، اُن کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، قُلِ اللّٰهُ ،

"(اے رسولؐ) پوچھیے؟ آسمانوں اور زمین کا مالک (رب) کون ہے؟ بتا دیجیے کہ اللہ !

قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ

ان سے پوچھیے کہ جب ہر چیز کا مالک اللہ ہے تو پھر تم نے اللہ کے علاوہ ، دوسروں کو کارساز (اولیاء) کیوں بنا رکھا ہے؟

لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ،

بلکہ ان اَولیاء کا حال تو یہ ہے کہ وہ تو اپنے 'نفع ونقصان' کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ،
أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّورُ،

کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تاریکیاں اور روشنی برابر ہیں ؟

أَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ
فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ،

کیا انہوں نے اللہ کے (ایسے) شریک بنا رکھے ہیں ، جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے اور اس طرح ان مشرکین پر اس مخلوق نے (اللہ سے) کوئی مشابہت پیدا کر دی ہے؟

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿ (الرعد:16)

(اے رسول ﷺ) آپ کہہ دیجیے کہ اللہ ہی ہر چیز کا 'خالق' ہے اور وہ اکیلا ہی غالب ہے۔"

(اس آیت میں غیر اللہ اور اولیاء کو ، اندھا اور اندھیرا کہا گیا ہے)

- سورۃ الرعد کی اس آیت نمبر 16 سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

a- اللہ تعالیٰ ہی زمین اور آسمانوں کا نظام چلا رہا ہے ، اُسی کی ربوبیت ہے۔

b- اللہ جیسی با اختیار ہستی کو چھوڑ کر ، دوسروں کو اَولیاء (کارساز) بنانا حماقت ہے۔

c- یہ فرضی خدا اور اَولیاء ، فائدہ اور نقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتے ، جب کہ اللہ اختیار رکھتا ہے۔

d- پھر سوال کیا گیا کہ کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں۔ یہاں غیرُ اللّٰہ ، مِن دُونِ اللّٰہ ، اَولیاء اور آلھه کو اعمیٰ یعنی اندھا کہا گیا ، جب کہ اللہ تعالیٰ بصیر ہے۔

e- پھر سوال کیا گیا کہ کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہیں۔ یہاں غیرُ اللّٰہ ، مِن دُونِ اللّٰہ ، اَولیاء اور آلھه کو الظُّلُمات کہا گیا ، جب کہ اللہ تعالیٰ النُّور ہے۔

f- پھر یہ عقلی سوال کیا گیا کہ کیا کوئی مخلوق ، تخلیق کا اختیار رکھتی ہے ، جس کی وجہ سے ان

نادانوں کو کسی قسم کا اشتباہ پیدا ہو گیا ہے۔جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔

g- پھر آخر میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ وہ واحد بھی ہے اور قہّار (یعنی غالب) بھی۔

5- فائدے یا نقصان سے عاجز لوگوں کو پکارنا ، دور کی گمراہی ہے:

سورۃ الحج میں مِن دونِ اللہ سے دُعا کرنے والوں کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ وہ ایسی بے اختیار اور بے بس ہستیوں کی عبادت کر رہے ہیں اور اُن کے آگے دُعا کے لیے ہاتھ پھیلا رہے ہیں ، جو کسی قسم کے فائدے اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔

یہ ایسی اعتقادی گمراہی ہے ، جس سے انسان بہت دور بھٹک جاتا ہے۔فرمایا گیا:

یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالاَ یَضُرُّهٗ وَمَا لاَ یَنْفَعُهٗ ، ذٰلِکَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ . (الحج:12)

”یہ (مشرک) اللہ کے علاوہ ، ایسی ہستی کو پکارتا ہے ، جو نہ اسے 'نقصان' پہنچا سکے اور نہ 'فائدہ' ، یہ بڑی دور کی گمراہی ہے“

6- غَیْرُ اللّٰهِ (مِنْ دُوْنِ اللّٰه) بھی فائدے اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے:

یہی مضمون سورۃ المائدہ میں ایک سوال کی شکل میں رکھا گیا۔ان سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایسی ہستیوں کی عبادت کرنا چاہتے ہو ، جو کسی قسم کے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔جو بہری بھی ہیں ، سن نہیں سکتیں ، اور جو بے خبر بھی ہیں۔اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ سمیع ہے ، سنتا ہے اور علیم بھی ہے ، مکمل علم بھی رکھتا ہے۔

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ . (المائدۃ:76)

”(اے رسولؐ) پوچھیے ! کیا تم لوگ اللہ کے علاوہ ، ایسے لوگوں کی (من دون اللّٰہ) عبادت

کرتے ہو، جو تمہارے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟ حالانکہ اللہ ہی سننے اور جاننے والا ہے۔''

7- آلِھَۃ (دیگر خدا) بھی فائدہ نقصان ، زندگی موت اور بعثت کا اختیار نہیں رکھتے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا

''اور لوگوں نے اللہ کے علاوہ، دوسرے معبود (الٰھۃ) بنا رکھے ہیں، جو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے،

وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ، وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا

بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور یہ لوگ تو اپنے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں (دوسروں کو کیا خاک فائدہ پہنچائیں گے)

وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۔ (الفرقان:3)

اور نہ ہی یہ لوگ اپنی موت وحیات کا اختیار رکھتے ہیں ، اور نہ ہی دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے کا''

- اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

a- آلھہ جنہیں اَولیاء بنایا گیا ہے ، خالق نہیں ، مخلوق ہیں ، بلکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔

b- آلھہ جنہیں اَولیاء بنایا گیا ہے ، نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے ، اللہ رکھتا ہے۔

c- آلھہ جنہیں اَولیاء بنایا گیا ہے ، حیات وموت کا اختیار نہیں رکھتے ، اللہ رکھتا ہے۔

d- آلھہ جنہیں اَولیاء بنایا گیا ہے ، قیامت اور موت کے بعد کی زندگی کا اختیار بھی نہیں رکھتے ، جب کہ اللہ تعالیٰ یہ تمام اختیارات رکھتا ہے۔

8- رسول اللہ ﷺ بھی ، نفع وضرر کا اختیار نہیں رکھتے:

قرآنِ مجید میں خود نبی کریم ﷺ کی زبان سے اعلان کرایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی نفع وضرر کا اختیار نہیں رکھتے۔ قرآن کا کہنا ہے:

قُلْ لَّآ اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ .

(الاعراف:188)

''(اے رسولؐ) آپ کہہ دیجیے کہ مجھے تو اپنے نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں، مگر جو اللہ چاہے۔''

9- فائدہ اور نقصان دونوں اللہ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں ، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے نہیں:

بعض لوگ فائدے کو اللہ سے منسوب کرتے تھے اور شکست ونقصان کو رسول اللہ ﷺ سے۔ قرآن نے ایسے لوگوں کی خبر لی اور اُنہیں صاف بتا دیا کہ یہ سب چیزیں اللہ ہی کی جانب سے ہوتی ہیں۔

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ

''اگر ان لوگوں کو کوئی 'فائدہ' (حَسَنَة) پہنچتا ہے ، تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور کوئی 'نقصان' (سَيِّـئَة) پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی طرف سے ہے۔

قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ .　　(النساء:78)

کہہ دیجیے کہ (میری طرف سے کچھ نہیں حَسَنَه ہو یا سَیِّئَة ، بھلائی ہو یا نقصان) سب اللہ کی طرف سے ہے۔''

10- رسول ﷺ ، نہ تو فائدے نقصان کا اختیار رکھتے تھے اور نہ وہ غیرُ اللہ کو پکارتے تھے:

سورۃ الجن میں بھی رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کہلوایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ خود

بھی صرف اور صرف اللہ سے دُعا کرتے ہیں ، نفع ونقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتے ، رُشد و ہدایت اور گمراہی کا بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۝ (الجن:20)

"(اے رسولؐ) کہہ دیجیے: میں تو صرف اللہ سے دُعا کرتا ہوں اور (کسی دوسرے کو پکار کر) اس کے ساتھ شرک نہیں کرتا ،

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا . (الجن:21)

آپ کہہ دیجیے کہ میں (رسولؐ ہونے کے باوجود) تمہارے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔"

11- غَیْرُ اللّٰہ کی عبادت ، انہیں شفیع (سفارشی) اور "مالکِ نفع و ضرر" سمجھ کر کی جاتی ہے:

سورۃ یونس میں ، مشرکینِ مکہ کی عبادتِ مِن دونِ اللّٰہ کے اسباب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بتایا گیا کہ ان کا باطل عقیدہ یہ ہے کہ یہ مزعومہ بزرگ ہستیاں ، اللہ تعالیٰ کے پاس شفاعت یعنی سفارش کا اختیار رکھتی ہیں ، جب کہ شفاعت ، سفارش ، عفوودرگزر اور رعایت ورحم کے سارے اختیارات بھی ، اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ

"اور یہ ایسے لوگوں کی عبادت کرتے ہیں، جو نہ ان کو 'نقصان' پہنچا سکتے ہیں اور نہ 'نفع' پہنچا سکتے ہیں

وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ،

الٹا یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ ہمارے 'سفارشی' ہیں۔

قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ

ان سے کہہ دیجیے ! کیا تم ایسی باتوں سے اللہ کو مطلع کرتے ہو، جس کو نہ وہ آسمانوں میں جانتا

ہے اور نہ زمین میں

(یعنی یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی وجود نہیں ، سفارشی مان کر ان کی عبادت کرنا بھی شرک ہے)

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ . (یونس:18)

اور اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔''

12- ستارے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے:

زمانۂ قدیم سے ستاروں کے بارے میں لوگوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ وہ انسان کی قسمت کا تعین کرتے ہیں۔ بعض مشرکینِ مکہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ستاروں کی برکت سے بارش ہوتی ہے۔ لوگ نہایت ذوق وشوق سے ستاروں کا علم حاصل کیا کرتے تھے ، جسے علمِ نجوم (Astrology) کہا جاتا ہے۔ بخاری اور مسلم کی ایک متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلحِ حدیبیہ کے موقع پر فجر کی نماز کے بعد نمازیوں سے خطاب فرمایا۔ رات جب بارش ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کچھ لوگ مومن ہوگئے اور کچھ کافر۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے فضل ورحمت سے بارش ہوئی وہ اللہ کے مومن و قائل اور ستاروں کے منکر ہیں۔ اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے وہ اللہ کے کافر و منکر ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ ستاروں کو نفع بخش سمجھنا ، یا مضرت رساں سمجھنا کفر ہے۔ ستارے کوئی اختیار نہیں رکھتے ، وہ اللہ کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے اور کلی اختیارات رکھتا ہے۔

13- علم نجوم حاصل کرنا حرام ہے:

سنن ابی داوٗد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنِ اقۡتَبَسَ عِلۡمًا مِنَ النُّجُوۡمِ اقۡتَبَسَ شُعۡبَةً مِّنَ السِّحۡرِ زَادَ مَا زَادَهٗ .

''جس نے ستاروں کا علم (علمُ النُّجوم) حاصل کیا ، اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھا ، جس قدر وہ علمِ نجوم سیکھے گا ، اتنا زیادہ جادو میں مبتلا ہوگا۔'' (ابوداوٗد، حدیث: 3905)

جادو کے بارے میں معلوم ہے کہ اس کا سیکھنا حرام ہے ، بخاری کی حدیث میں جادو کو موبقات (ہلاک کرنے والی چیزوں) میں شامل کیا گیا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: 5,764)

14- ستاروں کا ٹوٹنا:

مشرکینِ مکہ علمِ نجوم کے حوالے سے یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ اگر کوئی ستارہ گرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آج کی رات ، یا تو کوئی بڑا انسان پیدا ہوا ہے، یا کوئی بڑا انسان وفات پا گیا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:

فَإِنَّهَا لَا يُرْمٰى بِهٖ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهٖ . (صحیح مسلم)

''کسی کی پیدائش یا موت پر ستارے نہیں ٹوٹتے۔''

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ انسان کی قسمت کا ستاروں یا علمِ نجوم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

15- ستاروں کے زائچے (Horoscope) پر ایمان رکھنا کفر ہے:

ہوروسکوپ سے مراد ، ستاروں کا وہ زائچہ ہے ، جس میں مختلف ستاروں کے محل وقوع کے بارے میں نقشہ یا زائچہ بنا کر کسی انسان کی تاریخ پیدائش سے جوڑا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان کا مستقبل معلوم کیا جاتا ہے۔ یہ علم سیکھنا اور اس پر یقین رکھنا حرام ہے۔ اسی علم کی روشنی میں بعض دنوں کو مبارک اور بعض ایام کو منحوس سمجھنا بھی جائز نہیں۔

نَجّام (Astrologer) ، یعنی نجومی کے پاس جانا بھی جائز نہیں۔

خلاصۃ الکلام . توحید نفع و ضرر

1- اللہ تعالیٰ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ نفع ونقصان اور عزت اور ذلت مکمل طور پر اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ (آل عمران: 26)

2- اللہ تعالیٰ کے علاوہ ، کوئی اور ہستی یا مخلوق نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتی۔ (الانعام: 17)

3- اولیاءُ اللہ بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ (الرعد: 16)

4- آلِهَة بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ (الفرقان:3)

5- غیرُ اللّٰه اور مِنْ دُوْنِ اللّٰه بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے ، اُن کی عبادت حرام ہے۔ (المائدہ:76)

6- رسول ﷺ بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے تھے۔ (الاعراف:188)

7- ستارے بھی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے ، ستاروں کی برکت پر ایمان لانے والے کافر ہو جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

8- علمِ نجوم ، جادو کی ایک قسم ہے ، جادو سیکھنا بھی حرام ہے اور علم نجوم سیکھنا بھی حرام ہے۔

9- ستاروں کے گرنے اور ٹوٹنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے ، یا کوئی بڑا آدمی وفات پا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

10- ستاروں کا زائچہ (Horoscope) بنا کر ، اُس کو کسی انسان کی تاریخِ پیدائش سے جوڑنا اور پھر اُس شخص کے مستقبل کے بارے میں بتانا بھی حرام ہے۔

11- اللہ کے علاوہ دوسروں کو نافع اور ضار سمجھ کر پکارنا ، اور اُن سے دُعائیں کرنا بہت بڑی گمراہی ہے۔ (الحج:12)

12- غیرُ اللّٰه ، سفارش اور شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ (یونس:18)

شفاعت بھی ساری کی ساری ، اللہ کی مرضی اور اختیار کا نام ہے۔ (الزمر:44)

13- مخلوق سب کی سب بے اختیار ہے ، اللہ ہی با اختیار ہے۔نفع وضرر سب اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ (النساء:78)

سوالات

1- آلِهَة ، غیرُ اللّٰه ، اَولیاء اور مِن دونِ اللّٰه کی قرآنی اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

2- مِنْ دونِ اللّٰه کی عبادت کیوں کی جاتی ہے؟ اس کے پیچھے کیا عقیدہ کارفرما ہوتا ہے؟

3- عقیدۂ توحید کو عوام الناس میں راسخ کرنے کے لیے آپ کے پاس کیا دعوتی پروگرام ہے؟

● دسواں باب

توحیدِ اُلوہیت

اور

توحیدِ رُبوبیّت

توحیدِ اُلُوہِیَّت یعنی توحیدِ عبادت

توحیدِالوہیت سے مراد توحیدِ عبادت ہے۔یعنی کامل محبت ، تعظیم ، خشیت ، اِنابت ، خوف ، امید ، رِجاء ، تَذَلُّل ، تَوکُّل اورعاجزی کےساتھ ، صرف اورصرف تنہااللہ کومعبودسمجھ کر ، اُسی کی عبادت کرنا ہے۔

دعا ، قربانی ، ذبیحہ ، مدد ، استعانت وغیرہ تمام چیزیں عبادات میں شامل ہیں۔

توحیدِالوہیت کی مزیدتفصیل کےلیےمندرجہ ذیل آیات کی طرف رجوع کیجئے۔

دعاء(المؤمن:60) ، خوف(آل عمران:175) ،رجاء(الکہف:2) ، توکل(المائدہ: 23) ، خشیت(المائدہ:3) ، انابت(زمر:54) ،استعانت(الفاتحہ:4) ، استعاذہ (سورۃالفلق ، سورۃالناس) ، قربانی(الانعام:162)

توحیدِ عبادت

عبادت کےمفہوم میں تین(3)چیزیں شامل ہیں۔

1- مراسمِ بندگی ، پوجاپاٹ (Rituals, Acts of worship)

2- اِطاعت یعنی فرمانبرداری (Obedience)

3- غلامی یعنی محکومیت (Slavery)

مراسمِ بندگی یعنی پوجاپاٹ ، پرستش کی دو(2) قسمیں ہیں۔

پہلی قسم ظاہری اعمال پرمشتمل ہے اور دوسری قسم باطنی کیفیات پر۔

اِلٰہ اور اُلُوہِیَّت

عام طور پر لفظ اِلٰہ سے ، معبود کا مفہوم لیا جاتا ہے اور اُلوہیت سے مُراد عبادت ہوتی ہے ، لیکن عربی زبان میں اِلٰہ کے آٹھ (8) مختلف مفہوم ہیں۔

1- لَاہَ = اِحۡتَجَبَ = وہ چھپ گیا۔

اللہ تعالٰی پوشیدہ (البَاطن) ہے ، نہ ہم اُسے دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں۔

2- اَلِہَ = تَحَیَّرَ = وہ حیران ہو گیا۔

پوشیدہ ہستی کے بارے میں ، حیرانی اور سرگشتگی ایک لازمی بات ہے۔

3- اَلِہَ = اِتَّجَہَ اِلَیۡہِ لِشِدَّۃِ شَوۡقِہٖ اِلَیۡہِ .

وہ شدتِ شوق کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ ہوا۔

پوشیدہ ہستی کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کی خواہش اپنے اندر شوق کی شدت رکھتی ہے۔

اللہ تعالٰی کی طرف بھی انسان شدتِ شوق سے توجہ کرتا ہے۔

4- اَلِہَ = وَلِہَ بِاُمِّہٖ = وہ اپنی ماں سے چمٹ گیا۔

مصیبت میں چمٹتے ہی سکون حاصل ہوتا ہے۔

5- اَلِہۡتُ = سَکَنۡتُ اِلَیۡہِ = میں نے اُس سے سکون حاصل کیا۔

طاقتور ہستی کی پناہ حاصل کرنے سے اور اُس سے چمٹنے سے سکون حاصل ہوتا ہے۔

6- آلَہَہٗ = اَجَارَہٗ = اُس نے دوسرے کو پناہ دی۔

پناہ صرف طاقتور اور بلند ہستی ہی دے سکتی ہے۔

7- لَاہَ = اِرۡتَفَعَ = وہ بلند ہوا۔ بلند مرتبہ ، اعلٰی وارفع۔

8- اَلِہَ = عَبَدَ = اُس نے عبادت کی۔ پوجا پرستش کی ، اطاعت کی۔

توحیدِ اُلوہیت کا جامع مفہوم:

اسلام میں جب ہم اللہ کے لیے اِلٰــــہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اُس کی اُلوہیت کا اقرار کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں "توحیدِ اُلوہیت" کا جامع مفہوم ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ایسا اِلٰـہ ہے ، جو اعلیٰ وارفع اور پوشیدہ ہے اور جس کے جاننے کے لیے دل میں شوق کی شدت ہوتی ہے ، جو انسان کی حاجتوں کو پورا کرسکتا ہے ، جو خطرات اور مصائب میں پناہ دے سکتا ہے ، اضطراب کی حالت میں سکون بخش سکتا ہے ، جس کے پاس طاقت اور قوت ہے ، جو بلند مرتبہ ہے ، لہٰذا ایسے اِلٰــــہ یعنی اللہ ہی کی عبادت ، غلامی ، اِطاعت اور پرستش کی جانی چاہیے۔

اگلے صفحے پر اُلوہیت کے مندرجہ بالا آٹھ (8) مفہوم چارٹ کی صورت میں ملاحظہ فرمایئے۔

✻✻✻✻✻✻✻
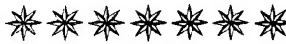
لَاہَ = اِحتَجَبَ — (1) اللہ تعالیٰ پوشیدہ ہے ، نہ ہم اُسے دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں۔

اَلِہَ = تَحَیَّرَ — (2) پوشیدہ ہستی کے بارے میں حیرانی اور سرگشتگی ایک لازمی بات ہے۔

اَلِہَ = اِتَّجَہَ اِلَیہِ لِشِدَّۃِ شَوقِہِ اِلَیہِ — (3) پوشیدہ ہستی کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کی خواہش اپنے اندر شوق کی شدت رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف بھی انسان شدتِ شوق سے توجہ کرتا ہے۔

اَلِہَ = وَلِہَ بِاُمِّہِ — (4) ماں سے چمٹ جانا۔مصیبت میں چمٹتے ہی سکون حاصل ہوتا ہے۔

اَلِھتُ = سَکَنتُ اِلَیہِ — (5) طاقتور ہستی کی پناہ حاصل کرنے سے سکون حاصل ہوتا ہے۔

آلَھَہٗ = اَجَارَہٗ — (6) پناہ صرف طاقتور اور بلند ہستی ہی دے سکتی ہے۔

(7)
لَاہَ = اِرتَفَعَ
بلند مرتبہ
اعلیٰ و ارفع

(8) عبادت
اَلِہَ = عَبَدَ
غلامی، اطاعت
اور بندگی و پرستش

اُلوہیت = عبودیت: انسان حاجت مند ہے ، وہ صرف اُس ہستی کو اِلٰہ تسلیم کر کے اُس کی عبادت کر سکتا ہے ، جو ایسا اعلیٰ و ارفع اور پوشیدہ ہو کہ جس کو جاننے کے لیے شوق کی شدت ہو ، جو اُس کی حاجتوں کو پورا کر سکتا ہو، خطرات اور مصائب میں پناہ دے سکتا ہو ، اضطراب کی حالت میں سکون بخش سکتا ہو ، جس کے پاس قوت اور طاقت ہو ، جو بلند مرتبہ ہو ، ایسے اِلٰہ ہی کی عبادت ، غلامی ، اِطاعت اور پرستش کی جا سکتی ہے۔

عبادت کے تین مفہوم

غلامی Slavery	اِطاعت Obedience	مراسمِ بندگی Rituals, Acts of Worship

مراسمِ بندگی:

باطنی کیفیات		ظاہری اعمالِ جوارح	
محبت	امید	نماز	حج
شیفتگی	رجا	قیام	طواف
خشیت	تذلل	رکوع	رمی
خوف	عاجزی	سجدہ	قسم
تعظیم	توکّل	دعا	قربانی
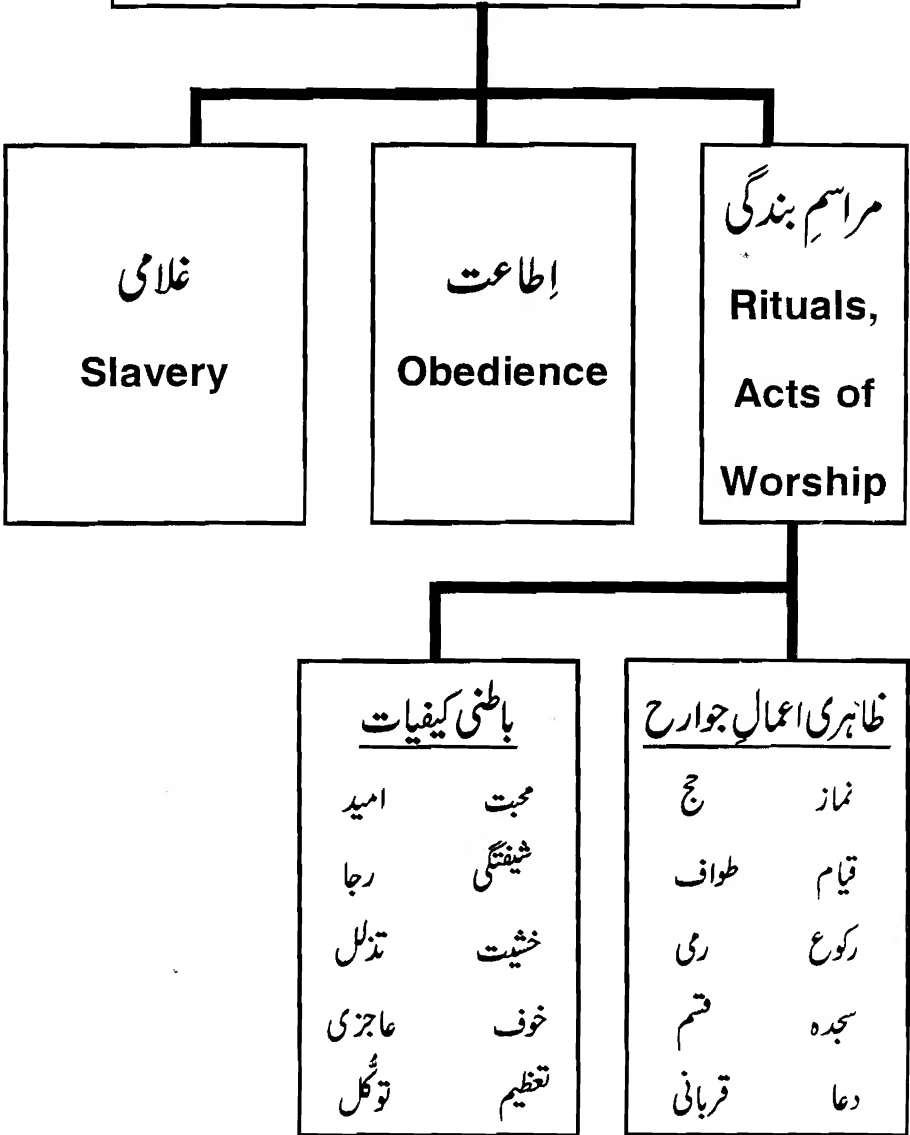
• ظاہری اعمالِ جوارح اور عبادت:

توحیدِ اُلوہیت یعنی توحیدِ عبادت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تمام بدنی عبادات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے کی جائیں، یعنی بندگی کے تمام مراسم صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہوں۔

مراسمِ بندگی میں ظاہری اعمالِ جوارح ، نماز ، قیام ، رکوع ، سجدہ ، دعا ، حج ، طواف ، رمی ، قربانی ، ذبیحہ ، قسم ، نذر ، استعاذہ ، استغاثہ اور اِستِمدَاد وغیرہ شامل ہیں۔

• باطنی کیفیات اور عبادت:

توحیدِ اُلوہیت یعنی توحیدِ عبادت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ تمام باطنی اور قلبی کیفیات پر مشتمل عبادت بھی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہوں ۔یعنی ظاہری اعمالِ جوارح کے ساتھ ساتھ ، دل کی باطنی کیفیات بھی عبادت میں شامل ہیں ، جن میں محبت ، شیفتگی ، وارفتگی ، گرویدگی ، تعظیم ، خشیت ، خوف ، امید ، رِجاء ، تَذَلُّل ، تَوَکُّل ، عاجزی وغیرہ وغیرہ نہایت اہم ہیں۔

عبادت کا جامع مفہوم

اِسلام میں عبادت کا جامع مفہوم یہ ہے کہ قرآن اور سنت میں موجود تمام اَحکام کے مطابق ، زندگی کے ہر شعبے میں ، اللہ ہی کی غلامی ، اِطاعت اور پرستش کی جائے ، چاہے اِن اَحکام کا تعلق عقیدے سے ہو ، عِبادات سے ہو ، معاشرت سے ہو ، معاملات سے ہو یا ریاست اور حکومت کے اَحکام سے۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دیا گیا ہر حکم ، چاہے وہ قرآنِ مجید میں ہو ، یا پھر کسی

مستند صحیح یا حسن حدیث میں ہو ، ایک مخلص مسلمان کے لیے ، اِتباع اور پیروی کے لیے ہے۔

● عبادت کے بارے میں جامع آیات:

ذیل میں وہ آیات دی جا رہی ہیں ، جن میں ''عبادت کا لفظ'' اپنے جامع مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ . (الفاتحة : 4)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں''

اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ. (هود : 61)

''اللہ کی بندگی کرو ! اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے''

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ . (الذاريات : 56)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو ، اس کے سوا کسی اور کام کے لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت (یعنی غلامی ، اِطاعت ، پوجا اور پرستش) کریں''۔

● مدد صرف اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے:

عبادت کے مفہوم میں استعانت یعنی مدد طلب کرنا بھی شامل ہے۔ چنانچہ ہم روز ہر نماز میں کہتے ہیں:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ . (الفاتحة : 4)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں ، ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں''

توحیدِ خَالقِیت

توحیدِ خالقیت سے مُراد ، اللہ تعالیٰ کو خالق (Creator) تسلیم کرنا ہے۔ وہ اوّل ہے ، اُس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اُسی نے تمام اشیاء کو عدم سے وجود بخشا ، اُسی نے تخلیق کا آغاز کیا۔

خَلَقَ یَخْلُقُ کے کئی لغوی مطلب ہیں۔

1- کسی چیز کو بنانے کے لیے ڈیزائن ، خاکہ اور نقشہ تیار کرنا۔

2- کسی چیز کو عدم سے وجود میں لے آنا۔ یعنی اِبداع اور اِیجاد ، یہ صفت صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ جیسے: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کی۔ قرآنِ مجید میں ہے:

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ . (البقرۃ : 117)

"وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔"

3- پہلے سے موجود کسی چیز سے ، کوئی دوسری نئی چیز تیار کرنا۔ جیسے: اللہ تعالیٰ نے مٹی سے انسان کو پیدا کیا ، خالص آگ کے شعلے سے جِنّات کو پیدا کیا۔

یہ چیز اللہ کے علاوہ دیگر ہستیوں کی بھی خصوصیت ہو سکتی ہے۔ جیسے: انسان نے لوہے سے ہوائی جہاز یا ٹینک بنالیا۔

اللہ تعالیٰ نہ صرف خالق ہے ، بلکہ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ہے۔ (المؤمنون: 14)

- **اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے:**

اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے، یعنی ہر عنصر (Element) اور ہر مرکب (Compound) کو عدم سے وجود بخشنے والا ہے۔ فرمایا گیا:

قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ . (الرعد : 16)

"اے نبیؐ ! کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا پیدا کرنے والا اور وہ واحد اور سب پر حاوی ہے۔"

- **اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا خالق ہے:**

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا خالق ہے۔ فرمایا گیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ . (الانعام : 1)

"تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں ، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔"

بعض بے دین مفکرین ، اللہ کو خالق تسلیم کرتے ہیں ، لیکن اُسے ربّ تسلیم نہیں کرتے ، اور بعض بے دین فلسفی اللہ کو خالق اور ربّ دونوں مانتے ہیں ، لیکن حاکم ، آمر اور شارع نہیں مانتے۔

- **اللہ تعالیٰ ہی نے تخلیق کا آغاز کیا اور وہی اعادہ کرتا ہے:**

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ . (یونس : 34)

"اے نبیؐ ! کہہ دیجیے کہ اللہ ہی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے اور پھر وہی اس کا اِعادہ کرے گا ، پھر تم کہاں اوندھے ہوئے جاتے ہو؟ "

توحیدِ رُبوبیت

- **ربّ کے پانچ مفہوم:**

ربّ کے پانچ (5) لغوی مفہوم ہیں۔ (Sustainer)

1- پرورش کرنے والا ، نشوونما دینے والا ، بڑھانے والا۔ (Nourisher)

2- دیکھ بھال اور خبر گیری کرنے والا۔(Guardian , Provider)

3- مرکزی حیثیت رکھنے والا ، جمع کرنے والا ، سمیٹنے والا۔

4- سردار(Master) ، صاحبِ اقتدار ، غلبہ رکھنے والا ، صاحبِ تصرّف ،

اختیارات رکھنے والا۔ (Sovereign)

5- مالک اور آقا۔ (Lord , Owner , Holder, Proprietor)

• توحیدِ رُبوبیت کی تعریف:

توحیدِ ربوبیت سے مراد ، اللہ کا ، تنہا بغیر کسی مدد کے ، پوری کائنات کا خالق ہونا ، مالک اور آقا ہونا ، صاحبِ اقتدار بادشاہ ہونا اور مخلوقات کی دیکھ بھال ، خبر گیری اور پرورش اور تربیت کا ذمے دار ہونا ہے۔

• مشرکینِ مکہ توحیدِ رُبوبیت کے قائل تھے:

مشرکینِ مکہ ، توحیدِ ربوبیت کے قائل تھے ، لیکن توحیدِ اُلوہیت (توحیدِ عبادت) کے قائل نہ تھے۔ وہ مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ خالق ہے ، اُسی نے سورج اور چاند کو مُسَخّر کیا ہے ، یعنی اُنہیں انسان کے لیے نفع بخش بنا دیا ہے۔ وہ مانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی بارش برساتا ہے ، جس کی وجہ سے مُردہ زمین لہلہا اُٹھتی ہے۔(العنکبوت:61,63)

مزید تفصیل کے لیے سورۃ المومنون کی مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

''اے نبیؐ ! ان سے پوچھیے ! اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ یہ زمین کس کی ہے؟ اور اس زمین میں جو موجود ہیں ، وہ کس کے ہیں؟''

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

''(یہ مشرکینِ مکہ) ضرور کہیں گے : ''اللہ ہی کے ہیں۔'' کہنا: تو پھر تم لوگ نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے؟''

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

''ان سے پوچھیے ! ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے؟''

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

وہ ضرور کہیں گے : ''یہ سب اللہ کے ہیں۔'' تو پھر تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ

'' ان سے پوچھیے ! وہ کون ہے؟ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے ؟ ''

وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

''اور وہ کون ہے؟ جو پناہ دیتا ہے، اور جس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جا سکتی ، اگر تم جانتے ہو؟ ''

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ . (المومنون : 84 تا 89)

وہ ضرور کہیں گے : ''یہ باتیں اللہ ہی کے اختیار کی ہیں''

کہیے: تو پھر کہاں سے تم کو دھوکہ لگتا ہے؟ (پھر تمہاری مت کہاں ماری جاتی ہے؟)

مندرجہ بالا آیات سے حسبِ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1- مشرکینِ مکہ مانتے تھے کہ زمین اللہ ہی کی ہے ، اور (ومن فیھا) کا مالک بھی اللہ ہے۔

2- مشرکینِ مکہ مانتے تھے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

3- مشرکینِ مکہ مانتے تھے کہ عظیم الشان اقتدار ، تخت یعنی عرشِ عظیم کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

4- مشرکینِ مکہ مانتے تھے کہ ہر چیز کی بادشاہت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ، وہی ایسی طاقتور ہستی ہے ، جو سب کو پناہ دے سکتی ہے ، اُس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں

دے سکتا۔ البتہ مرے ہوئے نیک لوگوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی نیت سے ، اُن کے مجسمے اور بُت بنا کر اُن کی پوجا کیا کرتے تھے۔ اس طرح وہ اُلوہیت اور عبادت میں شرک کیا کرتے تھے۔

5- مشرکینِ مکہ اختیارات میں ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے الھة کو بھی شریک کرتے تھے۔

6- مشرکینِ مکہ ، صالحین اور مرے ہوئے نیک لوگوں کے بتوں کی عبادت کو ، تقربِ اِلٰہی کا اہم ترین ذریعہ سمجھتے تھے ، وہ یہ سمجھتے تھے کہ اِن نیک لوگوں کے بتوں کی پوجا پاٹ سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ، وہ اللہ کے پاس بااَثر اور بارسوخ ہیں ، وہ اللہ تعالیٰ تک ہماری رسائی کرا سکتے ہیں ، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیارات میں شریک ہیں۔

اُن کا کہنا تھا:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى . (الزمر: 3)

'' ہم ان بتوں کی عبادت نہیں کرتے ، مگر صرف اس لیے کہ یہ ہم کو خدا سے قریب تر کر دیں۔''

- مزید وضاحت کے لیے سورۃ الزخرف کی مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجیے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

'' اور اگر آپؐ ان (مشرکینِ مکہ) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ''

لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝

تو لازماً یہی جواب دیں گے: ''عزیز (زبردست) اور علیم ہستی نے انہیں پیدا کیا ہے۔''

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْأَرْضَ مَهْداً

'' وہ ہستی ، جس نے زمین کو گہوارہ بنایا۔''

وَّجَعَلَ لَکُمْ فِیْهَا سُبُلًا لَّعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ○.(الزخرف : 9,10)

''اور وہ ہستی ، جس نے زمین میں تمہارے لیے راستے بنا دیے ، تاکہ تم منزلِ مقصود کی راہ پا سکو۔''

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ

''اور اگر آپؐ ان (مشرکینِ مکہ) سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ ''

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ . (الزخرف : 87)

''تو یہ لازماً جواب دیں گے: ''اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔''

تو پھر یہ کہاں بھٹک جاتے ہیں؟۔(تو پھر کہاں سے یہ دھوکہ کھا رہے ہیں؟) ''

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓـؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ . (الزخرف : 88)

''اور (حق کی گواہی دینے والوں کا) قول ہوگا ، اے میرے ربّ ! یہ لوگ خود ایمان لانے والے نہ بنے۔(یہ وہ لوگ ہیں ، جو مان کر نہیں دیتے)''

مندرجہ بالا آیات سے حسبِ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1- مشرکینِ مکہ اللہ کو عزیز (زبردست) اور علیم خالق مانتے تھے ، جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا۔

2- وہ تسلیم کرتے تھے کہ اللہ ہی نے زمین کو گہوارہ بنا کر اس میں پہاڑ اور راستے بنا دیے ، تاکہ وہ اس میں چل پھر کر روزی کما سکیں اور اپنی منزلِ مقصود کا راستہ معلوم کر سکیں۔

-3 مشرکینِ مکہ توحیدِ رُبوبیت کے قائل تھے ، لیکن توحیدِ اُلوہیت کے منکر تھے۔ وہ عبادات میں شرک کیا کرتے تھے۔ وہ توحیدِ تشریع کے بھی منکر تھے۔ اپنے خودساختہ حلال و حرام کو ، اللہ تعالیٰ سے منسوب کرتے تھے۔

خلاصہ توحیدِ اُلوہیت و توحیدِ رُبوبیت

-1 توحیدِ اُلوہیت سے مراد ، اللہ کو اِلٰہ اور معبود مان کر ، اِلٰہ کے تمام آٹھ مفہومات کو اللہ سے منسوب کرنا ہے۔ توحیدِ اُلوہیت ہی کا دوسرا نام ، توحیدِ عبادت ہے۔

اِلٰہ اور اُلوہیت اور اُن کے مادّے کے الفاظ کے آٹھ (8) لغوی مفہوم ہیں۔

(a) چھپنا۔ (b) حیرانی۔

(c) شدتِ شوق سے متوجہ ہونا۔ (d) چمٹنا۔

(e) سکون حاصل کرنا۔ (f) پناہ دینا۔

(g) بلند ہونا۔ (h) عبادت کرنا۔

-2 عبادت کے مفہوم میں تین (3) باتیں شامل ہیں۔

(a) غلامی ، (b) اِطاعت اور (c) پوجا ، پرستش۔

-3 پوجا اور پرستش کے مفہوم میں ظاہری اعمالِ جوارح بھی شامل ہیں۔

-4 پوجا اور پرستش کے مفہوم میں باطنی اور قلبی کیفیات بھی شامل ہیں۔

-5 ربّ کے پانچ (5) لغوی مفہوم ہیں۔

(a) پرورش کرنے والا ، بڑھانے والا ، (b) دیکھ بھال کرنے والا ، (c) مرکزی حیثیت رکھنے والا ، (d) سردار اور صاحبِ اِقتدار اور (e) مالک اور آقا۔

-6 توحیدِ رُبوبیت سے مُراد ، اللہ تعالیٰ کو خالق ، مالک ، آقا ، صاحبِ اقتدار اور مخلوقات

کی دیکھ بھال ، خبر گیری اور پرورش کا ذمے دار ٹھہراتا ہے ، جو مسلسل رزق ، بارش اور روشنی کا انتظام کر رہا ہے ، وہی ربّ ہے۔

سوالات

1- اِلٰہ کے آٹھ مختلف لغوی معنی بیان کیجیے۔
2- پناہ کس ہستی کی حاصل کی جاتی ہے؟ اللہ ہی کی پناہ کیوں حاصل کرنا چاہیے؟
3- سکون اور پناہ کے باہمی تعلق کی وضاحت کیجیے۔
4- حجاب اور شوق کے باہمی تعلق کی وضاحت کیجیے۔
5- توحیدِ اُلوہیت کا جامع مفہوم بیان کیجیے۔
6- عبادت کا جامع مفہوم بیان کیجیے۔
7- توحیدِ رُبوبیت کی تعریف بیان کیجیے۔
8- مشرکینِ مکہ کس قسم کا شرک کیا کرتے تھے؟

****
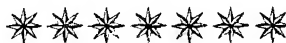
• گیارہواں باب

توحید فی العِبَادَةِ

توحید فی العِبَادَةِ

توحید فی العبادۃ سے مراد یہ ہے کہ نہ صرف اِطاعات وغلامی ، بلکہ پوجا پرستش،خوف اور امید وغیرہ سب اللہ ہی کے لیے ہوں۔

عبادت کے مفہوم میں تین (3) چیزیں شامل ہیں۔

1- مراسمِ بندگی ، پُوجا ، پرستش (Acts of worship, Rituals)

مراسمِ بندگی کی دو قسمیں ہیں- ظاہری اعمال عبادت اور باطنی کیفیات

a- ظاہری اعمال عبادت میں ، نماز ، حج ، طواف ، رکوع ، سجدہ ، دُعا ، استعاذہ (To seek Refuge & Protection) ، قربانی ، ذبیحہ ، استعانت (To Seek help) ، استمداد (To ask aid & reinforcement) وغیرہ جیسے اعمال شامل ہیں۔

b- باطنی کیفیات میں ،محبت، شیفتگی، رِجاء (اُمید)، توکل، خشیت، خوف، تَذَلُّل (To cringe, to be on bended knee) وغیرہ بھی عبادات میں شامل ہیں۔

2- اِطاعت یعنی فرمانبرداری 3- غلامی یعنی محکومیت

عبادت سے متعلقہ مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیے۔

1- عبادت ، صرف اس ربّ کی ہو سکتی ہے ، جو خالق ہے:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (البقرۃ:21)

”اے لوگو ! اپنے اُس ’ربّ‘ کی ’عبادت‘ کرو ! جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو ’پیدا کیا‘ ، تاکہ تم (اللہ کے عذاب سے) بچ سکو۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبادت ، صرف اُس ہستی کی جائز ہے ، جو خالق (Creator) ہو۔

2- اللہ کا حکم یہی ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ . (الاسراء:23)

''اور (اے نبی ﷺ) آپ کے ربّ کا یہ حکم ہے کہ اس کے سوا تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو۔''

3- ہر رسول کی دعوت کا مرکز اور محور ، اللہ کی عبادت ہی تھا:

تمام نبیوں اور پیغمبروں کی دعوت کا مرکز و محور عقیدۂ توحید اور اللہ کی عبادت تھا۔ فرمایا گیا:

وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا نُوۡحِیۡۤ اِلَیۡہِ ، اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدُوۡنِ . (الانبیاء:25)

''اور (اے رسولؐ) ہم نے آپؐ سے پہلے ، جو بھی رسول بھیجا ، اسے یہی وحی بھیجی کہ بے شک میرے علاوہ کوئی ''الٰہ'' نہیں ہے ، لہٰذا میری ہی عبادت کرو ! ''

4- دین (محکومیت) کو اللہ کے لیے ہی خالص کر کے ، اللہ ہی کی عبادت کی جائے:

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنی عبادت کا حکم دیا ہے ، بلکہ خالص عبادت کا حکم دیا ہے۔ خالص عبادت سے مُراد ، شرک کی ملاوٹ اور آمیزش سے پاک عبادت ہے۔ دین کو خالص کرتے ہوئے کا مطلب ہے ، دین یعنی محکومیت اور اطاعت کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اُسی کی عبادت کی جانی چاہیے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے کہلوایا گیا:

a- قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ . (الزمر:11)

''(اے نبیؐ) ان سے صاف صاف کہیے ! مجھے تو حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے

خالص کر کے ، اُسی کی عبادت کروں۔"

b- قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِی . (الزمر:14)

"کہہ دیجیے کہ میں تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے ، اُسی کی عبادت کروں گا"

5- دُعا بھی عبادت ہے ، غیرُ اللّٰہ سے مانگنا ، اُن کی عبادت ہے ، ایسے لوگ دوزخی ہیں:

وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ،

"تمہارا رب کہتا ہے : مجھے پکارو (مجھ ہی سے دعا کرو) ! میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا !

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَھَنَّمَ دَاخِرِیْنَ . (المؤمن:60)

جو لوگ گھمنڈ میں آکر میری "عبادت" سے منہ موڑتے ہیں ، ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر ، جہنم میں داخل ہوں گے"

اس آیت سے ہمیں تین باتیں معلوم ہوتی ہیں:

a- دُعا بھی عبادت میں شامل ہے۔

b- دُعا یعنی عبادت نہ کرنے والے متکبر ہوتے ہیں۔

c- اللہ کی عبادت نہ کرنے والے اور اُس سے دُعا نہ مانگنے والے دوزخ میں جائیں گے۔

6- اللہ کے علاوہ کسی پیغمبر ، فرشتے ، ولی ، امام اور بزرگ کی عبادت نہیں ہوسکتی:

اللہ کے علاوہ کسی پیغمبر ، ولی ، فرشتے ، امام اور نیک بزرگ کی عبادت نہیں ہوسکتی۔

پوری کائنات کے رحیم ورحمان ربّ ہی کی ، عبادت اوردعا ہوسکتی ہے ، جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔اُسی سے اِستعانت (مددطلبی) جائز ہے،کسی اور سے نہیں۔

ہم صبح وشام پانچوں نمازوں میں اقرار کرتے ہیں:

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ . (الفاتحہ:4)

''(اے اللہ !) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

7- عیسائیوں کو بھی اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا !

عیسائیوں سے صاف کہا گیا کہ وہ تثلیث اور Baptism ترک کریں ، اللہ کا رنگ اختیار کریں ، غیر اللہ کی عبادت نہ کریں ، حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو عبادت میں نہ شریک کریں ، اگر تم عیسائی تثلیث کا عقیدہ ترک کرنا نہیں چاہتے تو تمہاری مرضی ! ہم مسلمان تو اُسی ایک خدا کی عبادت کریں گے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ، وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ،

''(تم بھی) اللہ کا رنگ اختیار کرو! اللہ کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا ؟

وَنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ . (البقرۃ:138)

اور ہم (مسلمان تو) اللہ ہی کی عبادت کرنے والے ہیں۔''

8- عبادت صرف اِلٰہ کی ہوسکتی ہے ، اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں:

اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ . (الاعراف:65)

''اللہ ہی کی عبادت کرو ! اس کے سوا تمہارا کوئی ''الٰہ'' نہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبادت صرف اِلٰہ ہی کی ہوسکتی ہے اور اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں۔

9- زمین اور آسمان کے نظام کے مُدَبّر و منتظم، صاحب اقتدار و اختیار ہی کی عبادت ہو سکتی ہے:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارا، 'ربّ' وہی اللہ ہے، جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ

پھر تختِ سلطنت پر جلوہ گر ہو کر، (یہ مُدَبّر) کائنات کا انتظام چلا رہا ہے۔

مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ

کوئی شفاعت (سفارش) کرنے والا نہیں ہے، اِلّا یہ کہ اُس کی اجازت کے بعد شفاعت کرے،

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ . (یونس:3)

یہی اللہ تمہارا ربّ ہے، لہٰذا تم اسی کی عبادت کرو!"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عبادت صرف ایسے خالق کی ہو سکتی ہے، جو مدبر بھی ہو، بااختیار بھی ہو، اجازت دینے والا بھی ہو، ربّ بھی ہو۔

10- روحیں قبض کرنے والی ہستی (اللہ) ہی کی عبادت ہو سکتی ہے:

رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوایا گیا کہ اگر میرے دین کے بارے میں تمہیں شک ہو تو تمہیں غور کرنا چاہیے کہ میں تو اُس ہستی اللہ کی عبادت کرتا ہوں، جو (نہ صرف مجھے) بلکہ تمہیں بھی موت دیتا ہے، روحیں قبض کرتا ہے، مکمل طور پر بااختیار ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ ، فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰكُمْ .

(یونس:104)

''(اے رسولؐ) کہہ دیجیے ! اے لوگو ! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتے ہو ، میں ان کی بندگی نہیں کرتا ، بلکہ میں تو اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں، جو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔''

11- جو تکوینی اور تشریعی امور کا حاکم ہے، اُسی کی عبادت ہو سکتی ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ .

(یوسف:40)

''(نہیں ہے حکم ، مگر صرف اللہ کا) اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا ، اسی نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی 'عبادت' نہ کرو ، یہی سیدھا دین ہے۔''

- اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

a- خالق و ربّ اللہ ہی ، حاکم اور آمر ہے ، اُسی کو حکم دینے کا اختیار حاصل ہے۔

b- خالق و ربّ اللہ ہی ، معبود ہے ، اُسی کی عبادت کی جائے گی۔

c- دینِ قیم (سیدھا اور صحیح طریقۂ دین) یہی ہے کہ خالق و ربّ اللّٰہ ہی کو ، حاکم، آمر اور معبود تسلیم کر کے ، اُسی کی عبادت ، اِطاعت ، غلامی اور پرستش کی جائے۔

12- قیامت کے دن ، جس کی طرف لوٹنا ہے ، صرف اسی کی عبادت ہو سکتی ہے:

رسول اللہ ﷺ کی زبان سے قرآن مجید میں کہلوایا گیا کہ تم اپنے عقیدے اور عمل کے ذمے

دار ہو اور میں اپنے عقیدے اور عمل کا مہ دار ہوں ۔ میں تو شرک سے پاک ، خالص اللہ کی عبادت کروں گا ، اُسی کو پکاروں گا ، اُسی سے دُعا کروں گا ، اُسی کی طرف مجھے پلٹنا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ، اِلَيْهِ اَدْعُوْا ، وَ اِلَيْهِ مَاٰبِ . (الرعد:36)

''(اے رسولؐ !) کہہ دیجیے ! مجھے تو حکم ملا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤں ، میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے۔''

13- اللہ کو چھوڑ کر ، کسی دوسرے کی پناہ ڈھونڈنا ''شرک في العبادت'' ہے:

سورۃ الناس کی ابتدائی تین آیات میں ، اللہ کی تین صفات بیان کی گئی ہیں ، پھر اُس کے بعد اِن تین صفات رکھنے والے خدا کی پناہ حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِكِ النَّاسِ o اِلٰهِ النَّاسِ o. (الناس:1 تا 3)

''کہو، میں پناہ مانگتا ہوں،انسانوں کے ربّ،انسانوں کے بادشاہ،انسانوں کے حقیقی معبود کی۔''

- ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

a- استعاذہ اور پناہ ، ہمیشہ قوی ، طاقتور اور بالادست ہستی سے حاصل کی جاتی ہے۔

b- اللہ تعالیٰ ہی ربّ ہے ، یعنی آقا ہے ، حاکم ہے ، پالنے پوسنے والا ہے ، دیکھ بھال کرنے والا ہے ، مالک ہے ، لہٰذا اُسی کی پناہ حاصل کی جانی چاہیے۔

c- اللہ تعالیٰ ہی مَلِک ہے ، یعنی بادشاہ ہے ، صاحبِ اقتدار ہے ، اُسی کا حکم چلتا ہے، وہی فیصلے کرتا ہے ، طاقتور ہے ، لہٰذا اُسی کی پناہ حاصل کی جانی چاہیے۔

d- اللہ تعالیٰ ہی اِلٰہ ہے ، معبود ہے ، بلند مرتبہ ہے ، طاقتور ہے ، وہی سکون دینے والا ہے ، اس لیے اُسی کی پناہ حاصل کی جانی چاہیے۔

e- توحید کی تینوں قسموں پر ایمان لازمی ہے۔ توحیدِ ربوبیت ، توحیدِ ملوکیت اور توحیدِ اُلوہیت۔

اَعمالِ جوارح کی عبادت سے متعلق آیات

1- رکوع اور سجدہ ، صرف اللہ تعالیٰ کو کرنا چاہیے:

عبادت کے مفہوم میں ، بدنی اور جسمانی اعمال بھی شامل ہیں۔ جیسے: رکوع اور سجدہ۔ حکم دیا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ .

(الحج : 77)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ، رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب ہی کی عبادت کرو“

رکوع اور سجدہ بھی صرف اللہ کے لیے جائز ہے۔ غیر اللہ کے لیے رکوع اور سجدہ حرام ہے۔

2- نیک کام ، صرف اللہ کی رضا (خوشنودی) کے لیے کیے جائیں:

عبادت کے مفہوم میں ، مالی عبادت بھی شامل ہے۔ جیسے: زکوٰۃ اور صدقات۔ لیکن اس مالی عبادت کے پیچھے ایک باطنی کیفیت ہوتی ہے ، جسے ہم رِضائے الٰہی یا خوشنودیٔ ربّ کہتے ہیں۔ اللہ کی خوشنودی کی خاطر مال خرچ کرنے والے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھیں جائیں گے۔

وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝

”اور اس (دوزخ کی آگ) سے دور رکھا جائے گا ، وہ نہایت پرہیزگار ، جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔

وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى .

(اللیل : 21)

اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے ، جس کا بدلہ اسے دینا ہو وہ تو صرف اپنے ربّ برتر کی رضا جوئی کے لیے یہ کام کرتا ہے اور ضرور وہ (اس سے) راضی یعنی خوش ہوگا“

3- ذبیحہ ، نذر اور قربانی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی جائز ہے:

عبادت کے مفہوم میں نذر و نیاز بھی شامل ہے۔غیرُ اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کو ، قرآن نے حرام ٹھہرایا ہے۔نذر و نیاز ہی کے لیے جانور ، غیراللہ کے نام پر ذبح کیے جاتے ہیں۔

اِنَّـمَا حَـرَّمَ عَـلَـيْـكُمُ الْـمَيْـتَةَ وَالدَّمَ وَ لَـحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِـهٖ لِـغَيْرِ اللّٰهِ . (البقرہ : 173)

''اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ مردار نہ کھاؤ ، خون سے اور سور کے گوشت سے پرہیز کرو ، اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ ، جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔''

4- نذر پورا کرنا بھی ''عین عبادت'' ہے اور خوفِ قیامت کی دلیل ہے:

سورۃ الدھر میں اَبرار کی صفات بیان کی گئی ہیں۔اِن صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔نذر صرف اللہ کے لیے جائز ہے ، غیراللہ کے لیے حرام ہے۔ نذر بھی دراصل عبادت ہی کی ایک قسم ہے۔فرمایا گیا:

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا .

(الدھر:7)

''یہ وہ لوگ ہوں گے ، جو نذر پوری کرتے ہیں ،
اور اُس دن سے ڈرتے ہیں ، جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔''

5- استِغَاثہ (فریاد ، مددطلب کرنا) بھی عبادت ہے:

جس طرح پناہ ، صرف طاقتور ہستی سے حاصل کی جاتی ہے ، اسی طرح استغاثہ یعنی فریاد بھی صرف بالادست اور طاقتور ہستی کی حاصل کی جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے میدانِ جنگ میں مدد کے لیے فریاد کی ، اللہ نے یہ دُعا قبول فرمائی۔

مدد کی یہ درخواست بھی ، عبادت ہی کی ایک قسم ہے۔

اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ ، فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّى مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ . (الانفال:9)

''اور یاد کرو وہ موقع ! جب تم اپنے رب سے فریاد (مدد طلب) کر رہے تھے۔ جواب میں اس نے فرمایا: میں تمہاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔''

6- قسم صرف اللہ تعالیٰ کی کھائی جائے گی، غیر اللہ کی قسم حرام ہے:

قسم کا مطلب گواہی ہے۔اللہ کی قسم کھانے سے مراد ، اللہ کو گواہ بنانا ہے۔قسم کھانے والا ، اللہ کو گواہ بنا کر اپنی بات کو مُؤَکَّد کرتا ہے۔اس لیے غیرُ اللہ کی قسم حرام ہے اور صرف اللہ کی قسم جائز ہے۔قسم کھانا بھی ایک عبادت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ . (بخاری)

''جو شخص قسم کھانا چاہے ، اسے صرف اللہ ہی کی قسم اٹھانی چاہیے۔''

باطنی کیفیات کی عبادت سے متعلق آیات

1- خوف اور خشیت اللہ ہی کا حق ہے یعنی صرف اللہ سے ڈرنا چاہیے:

عبادت کے مفہوم میں،وہ باطنی کیفیت بھی شامل ہے، جسے ہم خوف اور خشیت کا نام دیتے ہیں۔

اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ . (التوبة : 13)

''کیا تم ان (کافروں) سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے''۔

- خوف بھی ، ایک باطنی عبادت ہے ، مومن صرف اللہ کی خشیت اور خوف اختیار کرتے ہیں:

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ

''وہ دراصل شیطان تھا ، جو اپنے دوستوں (اَولیاء) سے خواہ مخواہ خوف دلا رہا تھا ،

فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ، اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ . (عمران:175)

لٰہذا آئندہ تم (شیطان کے اولیاء) انسانوں سے نہ ڈرنا ! مجھ سے ہی ڈرنا !

اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ

a- اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صرف اُسی کا خوف اختیار کریں۔

b- اللہ نے ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہم دوسروں سے نہ ڈریں۔

c- ابلیس کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ وہ اپنے اولیاء کے ذریعے مومنوں کو ڈرانے کی کوشش کرتا ہے۔

d- جو غیر اللہ سے ڈر جائے ، وہ حقیقی معنیٰ میں مومن نہیں ہو سکتا۔

- رغبت ، خوف اور خشوع بھی باطنی اعمالِ عبادت ہیں:

قرآنِ مجید میں انبیاء کے بارے میں بتایا گیا کہ اُن کی خصوصیات میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وہ رَغْبَت یعنی شوق اور رَهْبَت یعنی خوف اور خُشُوع کے باطنی جذبات اور داخلی کیفیات کے ساتھ اللہ کے سامنے دُعا کے لیے ہاتھ پھیلاتے تھے۔ فرمایا گیا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ . (الانبیاء:90)

''یہ انبیاء نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے ، اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ

پکارتے تھے ، اور ہمارے آگے جھکے ہوئے ہوتے تھے۔"

2- شدید ترین محبت ، صرف اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہیے:

عبادت کے مفہوم میں باطنی کیفیت کی وہ حالت بھی شامل ہے ، جسے ہم محبت کا نام دیتے ہیں۔قرآن صاف کہتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ . (البقرة : 165)

"اور کچھ لوگ ایسے ہیں ، جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدِ مقابل بناتے ہیں، اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں ، جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے ، حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ ، سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں"

(یعنی جو شخص اللہ سے زیادہ ، کسی اور ہستی یعنی غیرُ اللہ سے محبت کرے ، اور غیرُ اللہ کا گرویدہ ہو جائے ، ایسے شخص کا ایمان مشتبہ ہے)

3- دعا و پکار کا مستحق ، صرف اللہ تعالیٰ ہے:

اللہ تعالیٰ ہی دعاء و پکار سنتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ، اسباب کو متحرک کر کے جوابی کاروائی کرتا ہے۔دعاء کا عمل بھی شاملِ عبادت ہے۔ تفصیل اگلے باب میں آرہی ہے۔

شِرک فی الدعاء بھی دراصل شِرک فی العبادہ ہے۔

4- رجاء (اُمید ، توقع) بھی عبادت ہے:

رِجاء عربی زبان میں اُمید اور توقع کو کہتے ہیں۔جو شخص آخرت میں اللہ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے ، وہ کسی شرک کی آمیزش کے بغیر ، خالص اللہ کی عبادت کرے گا۔

اُمید اور توقع بھی دراصل باطنی عبادت ہی کی ایک قسم ہے۔فرمایا گیا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا اُمید رکھتا ہو ، اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے،

وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا . (الکھف : 110)

اور عبادت میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے''

5- تَوَکُّل (تمام معاملات اللہ کو سپرد کر دینا) بھی عبادت ہے:

انسان جسے بڑا سمجھتا ہے ، جسے بااختیار اور باعلم سمجھتا ہے ، جزا و سزا کا مالک سمجھتا ہے ، اپنے تمام معاملات اُسی کے سپرد کر دیتا ہے۔اس عمل کو تَوَکُّل کہتے ہیں۔

تَوَکُّل بھی دراصل ایک باطنی کیفیت کا نام ہے اور عبادت ہی کی ایک قسم ہے۔

توکل کا مطلب ، اللہ کو وکیل بنا کر اپنے سارے معاملات اُس کے سپرد کر دینا ہے۔قرآن کہتا ہے:

(a) وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ . (ابراھیم : 11)

''اور مومن اللہ تعالیٰ ہی پر توکُّل کرتے ہیں''

(b) وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (المائدہ : 23)

''اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو ! اگر تم صحیح معنوں میں مومن ہو''

(c) وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ . (الاحزاب : 3)

''اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو''

خلاصة الکلام - توحید فی العبادة

1- عبادت کے تین مفہوم ہیں۔(a)غلامی ۔ (b) اِطاعت ۔ (c) پرستش اور پوجا۔

2- جو خالق ہے ، صرف اُس کی عبادت ہوسکتی ہے ، مخلوق کی عبادت حرام ہے۔(البقرة:21)

3- جو کائنات کا ربّ ہے ، صرف اُس کی عبادت ہوسکتی ہے۔ (بنی اسرائیل:23)

4- جو اِلٰہ ہے ، صرف اُس کی عبادت ہوسکتی ہے۔ (الانبیاء:25)

5- جو زمین اور آسمان کا مُدَبِّر ہے ، اُسی کی عبادت ہوسکتی ہے۔ (یونس:3)

6- جو روحیں قبض کرتا ہے ، صرف اُس کی عبادت ہوسکتی ہے۔ (یونس:104)

7- جو تکوینی اور تشریعی اُمور کا حاکم ہے ، صرف اُس کی عبادت ہوسکتی ہے۔ (یوسف:40)

8- جس کی طرف مرنے کے بعد لوٹنا ہے ، صرف اُس کی عبادت ہوسکتی ہے۔ (الرعد:36)

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ، ربّ ، اِلٰہ ، مدبر ، مختار اور حاکم ہے ، اِس لیے وہی عبادت کے لائق ہوسکتا ہے۔

9- ہر رسول نے اللہ ہی کی عبادت کی دعوت دی۔ (الانبیاء:25)

10- اللہ کی خالص عبادت کی جائے ! یعنی عبادت کا ملاوٹ اور آمیزش سے پاک ہونا ضروری ہے۔ (الزمر:11)

11- دُعا بھی عبادت ہے ، غیر اللہ سے دُعا مانگنے سے انسان دوزخی ہوجاتا ہے۔ (المومن:60)

12- ظاہری اعمالِ جوارح بھی عبادت ہیں۔ جیسے : رکوع ، سجدہ ، زکوٰۃ ، اِنفاق ، ذبیحہ ، قربانی ، نذر ، استغاثہ ، استمداد ، استعانت ، استعاذہ ، استغاثہ ، فریاد ، قسم ، دعا وغیرہ۔

13- باطنی کیفیات بھی عبادت ہیں ، جیسے خشیت ، خوف ، تعظیم ، محبت ، وارفتگی ، شیفتگی ، سپردگی ، رِجاء (اُمید) ، تَوَکُّل ، تَذَلُّل ، رغبت ، عاجزی ، اِنابت ، پناہ ، نذر ، وغیرہ وغیرہ۔

سوالات

1- عبادت کی تین لغوی مطلب بیان کیجیے۔
2- ظاہری اعمال جوارح پر مشتمل عبادت کی مثالیں بیان کیجیے۔
3- باطنی اور قلبی کیفیات پر مشتمل عبادت کی مثالیں بیان کیجیے۔
4- غیرُ اللہ کی عبادت کیوں حرام ہے؟ قرآنی دلائل سے ثابت کیجیے۔

****
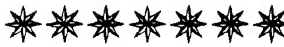
● بارہواں باب

توحید فِی الدُّعَاء

توحید فی الدُّعَاء

دُعا کے بارے میں چند اُصولی باتیں

توحیدِ دُعا کے بارے میں پچھلے باب میں بتایا جا چکا ہے کہ یہ توحیدِ عبادت ہی کی ایک قسم ہے۔ یہاں اس باب میں تفصیل سے اس کا ذکر اس لیے کیا جا رہا ہے کہ خود قرآن مجید میں اس بارے میں نہایت تفصیل سے کام لیا گیا ہے ، علاوہ ازیں یہ ہمارے معاشرے کی بھی اہم ترین ضرورت ہے۔ توحیدِ دُعا سے متعلق مندرجہ ذیل قرآنی آیات پر غور فرمائیے۔

1- اللہ ، دعائیں سنتا ہے اور جوابی کاروائی کرتا ہے:

صرف اللہ ہی دعائیں سنتا ہے ، دوسرے نہ سنتے ہیں اور نہ جوابی کاروائی کر سکتے ہیں۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ . (مؤمن:60)

''تمہارا رب کہتا ہے: مجھے پکارو ! میں تمہاری دُعائیں قبول کروں گا۔'' (جوابی کاروائی کروں گا)

2- جو زندہ اِلٰہ ہے، اُسی سے دعا کرو: (مُردوں سے دُعا، ناجائز ہے)

قرآن یہ عقلی مطالبہ کرتا ہے کہ جو زندہ ہو ، صرف اُسی سے دُعا کی جانی چاہیے۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ .

(مؤمن:65)

''وہی (الحی) زندہ ہے ، اُس کے سوا کوئی (الٰہ) معبود نہیں ،لہٰذا اُسی کو تم پکارو ! (اُسی سے دُعا کرو!) اپنے دین (محکومیت) کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔''

3- محکومیت کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے، اسی سے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ . (الاعراف:29)

''اسی (اللہ) کو پکارو ! اپنے دین (محکومیت کو) کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔''

4- اللہ سے دعا کرنا ہی فطرت کے عین مطابق ہے ، دیگر ہستیوں سے دُعا کرنا خلاف فطرت ہے:

قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنا ہی فطرت کی آواز ہے ، دیگر ہستیوں سے دُعا کرنا خلافِ فطرت ہے۔ فرمایا گیا:

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥

بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ . (الانعام:41-40)

''ان سے کہیے! ذرا غور کر کے بتاؤ! اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت آجاتی ہے ، یا آخری گھڑی آپہنچتی ہے تو کیا اس وقت ، تم اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ بولو! اگر تم سچے ہو، اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے، ایسے موقعوں پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔''

5- اللہ سے دعا کرنا ، فطرت کے عین مطابق ہے:

یہی بات سورۃُ العنکبوت میں بھی فرمائی گئی۔

فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ. (العنکبوت:65)

"جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں ، تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے ، اسی سے دعا مانگتے ہیں ، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے ، تو یکا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں۔"

6- اللہ بہت قریب ہے ، اللہ کو وسیلے اور واسطے کی ضرورت نہیں:

قرآن دُعا کے بارے میں ایک اور عقلی دلیل پیش کرتا ہے۔ جب اللہ 'قریب' ہے تو وسیلے اور واسطے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ وہ تو رگِ جان سے زیادہ نزدیک ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ . (ق : 16)

"اور ہم اس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کسی وزیر تک راست نہیں پہنچ سکتے ، اسی طرح خدا تک پہنچنے کے لیے بھی کسی نہ کسی کا واسطہ لازمی ہے۔ یہ دلیل نہایت بودی اور کمزور ہے۔ اس لیے کہ وزیروں کو آپ کے احوال کا علم نہیں ہوتا اور نہ وہ آپ کو جانتے ہیں۔ نہ وہ سینوں کے رازوں سے واقف ہیں ، نہ وہ قُدُّوس ہیں ، نہ وہ سُبُّوح ہیں ، نہ وہ کامل علم رکھتے ہیں ، چنانچہ وزیروں تک رسائی کے لیے کسی درمیانی واسطے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان واسطوں میں افراد ، ٹیلیفون ، فیکس ، خطوط ، ملاقات وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔
لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو بھی جانتا ہے اور آپ کی ضرورت کو بھی سمجھتا ہے۔

اُس تک پہنچنے کے لیے صرف اور صرف دعاء کی ضرورت ہے۔قرآن کہتا ہے:

وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب" ،

"اے نبیؐ ! میرے بندے اگر آپؐ سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دیجیے کہ میں ان سے 'قریب' ہی ہوں ،

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ . (البقرۃ:186)

پکارنے والا (دُعاء کرنے والا) جب مجھے پکارتا ہے ، تو میں اس کی پکار (دُعاء) سنتا اور جواب دیتا ہوں۔" (ثابت ہوا کہ دعا میں کسی وسیلے اور واسطے کی ضرورت نہیں)

7- توحید في الدّعاء حق ہے، جب کہ شرک في الدّعاء باطل ہے:

قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ سے دُعا کرنا حق ہے اور مِن دون اللّٰہ سے دُعا کرنا باطل ہے۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ

"یہ اس لیے کہ اللہ ہی 'حقّ' ہے

وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ . (الحج:62)

اور وہ سب 'باطل' ہیں ، جنہیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں (دُعاء کرتے ہیں)"

8- خالق ہی سے دعا جائز ہے ، مخلوق سے دعا کرنا جائز نہیں:

قرآن ایک اور عقلی دلیل فراہم کرتا ہے۔ خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے ۔ مخلوق صرف خالق سے دُعا کر سکتی ہے۔ ایک مخلوق ، کسی دوسری مخلوق سے دُعا کرنے کا حق نہیں رکھتی۔

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ کَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ، اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ . (النحل:17)

"پھر کیا وہ جو پیدا کرتا ہے ، اور وہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے ، دونوں یکساں ہیں؟ کیا تم ہوش

میں نہیں آتے۔"

9- مِنْ دُوْنِ اللّٰہ خالق نہیں ، بلکہ مخلوق ہیں۔

زندہ نہیں ، بلکہ مردہ ہیں:

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ

"اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر ،

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ o

لوگ پکارتے ہیں (دُعا کرتے ہیں)، وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں ، بلکہ خود مخلوق ہیں۔

اَمْوَات" غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ o .

(النحل : 21-20)

مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ اوران کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کرکے قبروں سے) اٹھایا جائے گا؟ "

10- حیرت اُن لوگوں پر ہے ، جو اُن بے بس ہستیوں سے دعا کرتے ہیں ، جو مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے:

قرآنِ مجید ، مِن دون اللّٰہ کی بے بسی اور بے اختیاری کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتے۔ ان سے دُعا کرنا ایک حماقت ہے۔

سورۃ الحج میں ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِاجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ o مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ . (الحج:74-73)

''لوگو ! ایک مثال دی جاتی ہے ، غور سے سنو ! جن معبودوں سے ، تم اللہ کو چھوڑ کر دعا کرتے ہو ، وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے ، بلکہ مکھی اگر ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے ، مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی ، جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے ، واقعہ یہ ہے ، قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے۔'' (معلوم ہوا دُعا صرف خالق کے لیے جائز ہے)۔

11- مِنْ دُوْنِ اللّٰه بے بس اور بے اختیار ہیں ، مِثْقَالَ ذَرَّہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے:

قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ مِن دون اللّٰہ ، مِثقال ذَرَّةٍ کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

''(اے نبیؐ ان مشرکین سے) کہیے کہ پکار دیکھو ! اپنے اُن معبودوں کو ، جنہیں تم اللہ کے سوا، اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو،

لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَالَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ .

(سبا:22)

وہ نہ آسمانوں میں مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (کسی ذرہ برابر چیز) کے مالک ہیں، نہ زمین میں، وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں، اُن میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔"

12- مِنْ دُوْنِ اللّٰه جن سے دعا کی جاتی ہے، قِطْمِیر کا اختیار بھی نہیں رکھتے:

قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ مِن دون اللّٰه ، قِطْمیر (کھجور کی گٹھلی کے چھلکے) کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ، وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ٥ (فاطر : 13)

"وہی اللہ تمہارا رب ہے ! بادشاہی اُسی کی ہے ! اُسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو ، وہ قطمیر (کھجور کی گٹھلی کے چھلکے) کے مالک بھی نہیں ہیں ،

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ . (فاطر:14)

اُنہیں پکارو تو وہ تمہاری دُعائیں نہیں سن سکتے ، اور (بہ فرضِ محال) سُن بھی لیں تو اُن کا تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتے۔"

● اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

a- غیرُ اللّٰہ ، من دونِ اللّٰہ اور آلِھہ کھجور کی گٹھلی کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔

b- غیرُ اللّٰہ ، من دونِ اللّٰہ اور آلِھہ دُعا سن نہیں سکتے۔ اس لیے اِن سے دُعا حرام ہے۔

c- غیرُ اللّٰہ ، من دونِ اللّٰہ اور آلِھہ بالفرض دُعا سن بھی لیں تو مُراد پوری نہیں کر سکتے۔

d- اللہ تعالیٰ ربّ ہے ، بادشاہ ہے ، اختیار رکھتا ہے ، سمیع و بصیر ہے ، دُعائیں سنتا ہے ، دُعائیں سن کر جواب کارروائی کرتا ہے۔ ہر شخص کی مُراد پوری کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

13- مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ (بالخصوص اہل القبور) انسانی دعاؤں سے غافل ہوتے ہیں اور قیامت تک جواب نہیں دے سکتے:

قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ جو قبروں میں ہیں ، وہ قیامت تک لوگوں کی دُعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے۔

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَ هُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ ۔ (الاحقاف:5)

”آخر اُس شخص سے زیادہ بہکا ہوا انسان ، اور کون ہوگا ؟ جو اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکارے ، جو قیامت تک اُسے جواب نہیں دے سکتے ، بلکہ اِس سے بھی 'بے خبر' (لاعلم ، غافل) ہیں۔“

(اس حقیقت کے باوجود ، جاہل لوگ ، اِن غافل اور بے خبر لوگوں سے دُعا کر رہے ہیں)

14- مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہ ، دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتے:

قرآن قبر والوں کو عباد" اَمۡثَالُکُمۡ کہتا ہے۔ یعنی تم جیسے بندے۔

قرآن یہ عقلی سوال بھی اُٹھاتا ہے کہ بھلا ایک بندہ ، دوسرے بندے سے دُعا کیسے کر سکتا ہے؟

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ، فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. (الاعراف:194)

”تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جنہیں پکارتے ہو ، وہ تو محض بندے ہیں ، جیسے تم بندے ہو، ان سے دعائیں مانگ دیکھو ! یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں ! اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات صحیح ہیں۔“ (لیکن تمہارے خیالات غلط ہیں ، وہ کیا خاک جواب دیں گے؟)

15- غیرُ اللہ جن سے دعا کی جاتی ہے ، خود اپنی مدد نہیں کرسکتے:

ذیل کی آیات پر غور کیجئے۔

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَا اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ . (الاعراف : 197)

”اور (اے مشرکو !) جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ (اپنی مدد کے لیے) پکارتے ہو ، وہ تمہاری مدد پر قدرت نہیں رکھتے ، بلکہ وہ تو خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے“

- اس آیت سے مندرجہ ذیل تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

a- غیر اللہ ، من دون اللہ اور آلھہ انسانوں کی مدد نہیں کرسکتے۔

b- غیر اللہ ، من دون اللہ اور آلھہ سے دعا کرنا جائز نہیں ہے۔

c- غیر اللہ ، من دون اللہ اور آلھہ دوسروں کی مدد تو کجا ، خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔

16- موت کے وقت فرشتوں کو دیکھ کر، مشرکین بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کو بھول جاتے ہیں، جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں:

قرآن ، موت کا نقشہ کھینچ کر انسانی فطرت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ توحید اختیار کرلے۔

اِذَا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوۡنَهُمۡ قَالُوۡآ

اَيۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ،

''جب ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے پہنچیں گے ، اُس وقت وہ اُن سے پوچھیں گے :

بتاؤاب کہاں ہیں ، تمہارے معبود ؟ جن کوتم اللہ کے بجائے پکارتے تھے (دُعا کرتے تھے)؟

قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا وَشَهِدُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ اَنَّهُمۡ كَانُوۡا

كَافِرِيۡنَ . (الاعراف:37)

وہ کہیں گے:''سب ہم سے گم ہوگئے''اوروہ خوداپنے خلاف گواہی دیں گے کہ ہم واقعی منکرِحق تھے۔''

17- مِنۡ دُوۡنِ اللّٰه فائدہ نفع ونقصان نہیں پہنچاسکتے ، اس لیےان کو پکارنا بےسودہے:

قرآن صاف صاف حکم دیتا ہے۔

وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنۡفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ .

(یونس:106)

''اوراللہ کوچھوڑکر ، کسی ایسی ہستی کونہ پکار ! (کسی اور سے دُعا نہ کر !)

جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے ،اور نہ نقصان۔''

18- مِنۡ دُوۡنِ اللّٰه کوپکارنا ، پانی کوپکارنے کےمترادف ہے ، پانی نہ سمیع ہے اور نہ قدیر:

سورۃ الرعد میں مِن دونِ اللّٰہ کوپانی سے تشبیہ دی گئی ہے۔پانی نہ تو سمیع ہےاورنہ قدیر۔پانی خودانسان کے منہ میں نہیں آسکتا۔مِن دونِ اللّٰہ بھی نہ تو دعائیں سن سکتے ہیں

اور نہ دُعا کے جواب میں انسان کی کوئی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ، وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ . (الرعد:14)

"اسی (اللہ) کو پکارنا برحق ہے ، رہیں وہ دوسری ہستیاں ، جنہیں اس کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں ، وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتیں ، انہیں پکارنا تو ایسا ہے، جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے درخواست کرے کہ تو میرے منہ تک پہنچ جائے ، حالانکہ پانی اس تک پہنچنے والا نہیں ، بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بھی کچھ نہیں ہیں ، مگر ایک تیرِ بے ہدف۔"

19- اللہ سے دعا کرتے ہوئے ، ساتھ ساتھ کسی اَور سے دعا کرنا حرام ہے:

بعض لوگ اللہ سے دعا نہیں کرتے اور صرف غیرُ اللّٰه سے مانگتے ہیں ، یہ تو کفر ٹھہرا۔

بعض لوگ اللہ سے بھی دعا کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ دوسری ہستیوں سے بھی دعاء کرتے ہیں۔

یہ شرک فی الدعاء ہے۔ دوسرے الفاظ میں ، ان گمراہوں کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اللہ بھی اختیار رکھتا ہے اور دیگر ہستیاں بھی کچھ نہ کچھ جزوی اختیارات رکھتی ہیں۔ اس لئے ان سے بھی دُعا کرنے میں کیا حرج ہے؟ لیکن قرآن نے اس سے بھی منع کر دیا۔

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا . (الجن:18)

"اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں ، لہٰذا اُن میں اللہ کے ساتھ ، کسی اور کو نہ پکارو !"

20- رحمٰن کے بندے ، اللہ کے علاوہ کسی اَور سے دعا نہیں کرتے:

سورۃ الفرقان میں عِبادُالرّحمٰن کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے دُعا نہیں کرتے۔ولی بننے کے لیے ، توحید شرطِ اوّل ہے۔

وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ اِلٰـهاً اٰخَرَ . (الفرقان:68)

''رحمٰن کے بندے وہ ہیں ، جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔''

21- مِنْ دُوْنِ اللّٰه سے دُعا کرنے والا کافر ، کامیاب نہیں ہوگا:

قرآن کہتا ہے کہ مِن دونِ اللّٰـه سے دُعا کرنے والا ، اپنے پاس کوئی دلیل اور کوئی برہان نہیں رکھتا۔یہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللهِ اِلٰـهاً اٰخَرَ لاَ بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لاَ يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ. (مؤمنون:117)

''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے ، جس کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ، تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے ، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔''

22- مِنْ دُوْنِ اللّٰه سے دعا کرنے والوں کو عذاب دیا جائے گا:

قرآن میں خود نبی کریم ﷺ سے کہہ دیا گیا کہ وہ بھی اگر غیرُ اللّٰـه سے دُعا کریں گے تو عذاب یافتہ لوگوں میں شامل ہو جائیں گے۔ فرمایا گیا:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللهِ اِلٰـهاً اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ .

(الشعراء :213)

''پس اے نبیؐ ! اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریے ! ورنہ آپؐ بھی سزا پانے والوں

میں شامل ہو جائیں گے۔"

23- کافروں کی ناگواری کے باوجود ، اللہ ہی سے دعا کی جائے گی:

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ .

(مؤمن: 14)

"اللہ ہی کو پکارو ! اپنے دین کو اُس کے لیے خالص کر کے ، خواہ تمہارا یہ فعل کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔"

خلاصة الكلام فی الدُّعاء

1- اللہ تعالیٰ ہر ایک کی دُعائیں سنتا ہے، جوابی کاروائی کرتا ہے، کوئی اور ہستی نہ دُعائیں سنتی ہے اور نہ جوابی کاروائی کر سکتی ہے۔ (المومن: 60)

2- اللہ تعالیٰ چونکہ زندہ اِلٰہ ہے ، اسی لیے اُسی سے دعا کرنا جائز ہے۔ دیگر ہستیاں چونکہ اِلٰہ بھی نہیں اور زندہ بھی نہیں ، اس لیے ان سے دعا ناجائز ہے۔ (المومن: 65)

3- اپنی محکومیت (الـدِّیـن) کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے ، اُسی سے دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الاعراف: 29)

4- اللہ سے دعا کرنا فطرت کے عین مطابق ہے ، جب کہ دیگر ہستیوں سے دعا کرنا خلافِ فطرت ہے۔ (الانعام: 40,41)

5- اللہ تعالیٰ بہت قریب ہے، رگِ جان سے زیادہ نزدیک، اس لیے اُس تک پہنچنے کے لیے دُعا میں کسی وسیلے اور واسطے کی ضرورت نہیں۔ (البقرۃ: 186)

6- توحید فی الدعا ہی حَقّ ہے اور مِنْ دُوْنِ اللّٰه سے دعا کرنا باطل ہے۔ (الحج: 62)

7- مِنْ دُوْنِ اللّٰه ، جن سے لوگ دعائیں مانگتے ہیں ، ضعیف ، بےبس اور بےاختیار ہیں۔
مثقال ذرہ کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ جب کہ اللہ کامل اختیارات رکھتا ہے۔ (الحج:73)

8- مِنْ دُوْنِ اللّٰه ، قِطْمِير کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ (الفاطر:13)

9- وہ دعائیں نہیں سن سکتے۔ سن لیں تو جواب نہیں دے سکتے۔ (الفاطر:14)
جب کہ اللہ سمیع، بصیر اور علیم ہے۔

10- مِنْ دُوْنِ اللّٰه ، قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ وہ غافل ، لاعلم اور بےخبر ہیں ، جب کہ اللہ باخبر اور علیم ہستی ہے۔ (الاحقاف:5)

11- مِنْ دُوْنِ اللّٰه خالق نہیں ، بلکہ مخلوق ہیں، مردہ ہیں، زندہ نہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کب تک قبروں میں پڑے رہیں گے۔ (النحل:20,21)

12- مِنْ دُوْنِ اللّٰه دوسروں کی مدد تو کجا ، اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔ (الاعراف:197)

13- مِنْ دُوْنِ اللّٰه کوئی فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے ، اس لیے اُن کو پکارنا اور اُن سے دُعا کرنا حرام ہے۔ اُن کو پکارنا ، پانی کو پکارنے کے مترادف ہے۔ (الرعد:14)
مِنْ دُوْنِ اللّٰه ، مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ (الحج:73)

14- برہان و دلیل کے بغیر ، اللہ کے ساتھ ساتھ ، دوسروں سے بھی دُعا کرنے والا ، فلاح نہیں پا سکتا۔ (المومنون:117)

15- غیرُ اللّٰه سے دُعا کرنے والوں کو عذاب دیا جائے گا۔ (الشعراء:213)

16- کافروں کی ناگواری کے باوجود ، اللہ ہی سے دُعا کی جائے گی۔ (المومن:14)

17- اللہ کے بجائے ، غیرُ اللّٰه سے دُعا کرنا بھی حرام ہے۔ (الجن:20)

18- اور اللہ کے ساتھ ساتھ ، غیرُ اللّٰه سے دُعا کرنا بھی حرام ہے۔ (الجن:18)

****

سوالات

1- مِن دونِ اللہ سے دُعا کرنا کیوں حرام ہے؟ عقلی اور نقلی دلائل فراہم کیجیے۔

2- صرف اللہ ہی سے کیوں دُعا کرنا چاہیے؟

3- اللہ اور مِن دونِ اللہ کے اختیارات، صفات اور حقوق کو فرق کو ایک تقابلی چارٹ کی شکل میں واضح کیجیے۔

****

● تیرہواں باب

توحیدِ استغفار

توحیدِ استغفار

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت مغفرت بھی ہے۔اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف وہی ہمارے گناہوں کی مغفرت کرسکتا ہے ، " توحیدِ استغفار " کہلاتا ہے۔

اس صفت کے بیان کے لیے قرآنِ مجید میں اُس کے تین حسین صفاتی نام (الاسماء الحسنیٰ) استعمال ہوئے ہیں۔ غافر ، غفور اور غفّار ۔

غَفَرَ يَغْفِرُ کے لغوی معنیٰ چھپانا اور ڈھانپنا ہے۔

1- غَافِر" :

غَافِر ، فَاعِل" کے وزن پر اسمِ فاعل ہے۔مغفرت کرنے والے کو غافر کہتے ہیں۔

غافر وہ ہے ، جو روزِ محشر گناہوں پر پردہ ڈال دے گا۔جیسے قرآن میں ہے:

غَافِرُ الذَّنْبِ . (المؤمن : 3)

" وہ گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔"

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اللّٰهُ ؟ . (ال عمران : 135)

" اور آخر کس کے پاس ایسا اختیار ہے کہ وہ مغفرت کر سکے ، سوائے اللہ کے؟ "

مخلوق چاہے کتنی ہی عالی مرتبت کیوں نہ ہو ، روزِ قیامت مغفرت کا اختیار نہیں رکھتی ، چاہے وہ نبیؑ ہو ، رسولؐ ہو ، صحابیؓ ہو ، ولیؒ ہو ، امامؒ ہو۔

یہی بات سید الاستغفار میں بھی کہی گئی ہے ، جس کے آخر میں انسان کہتا ہے:

لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ . (بخاری ، الدعوات ، باب 2)

" اے اللہ ! تیرے علاوہ کوئی اور ایسی ہستی نہیں ، جو گناہوں کو معاف کر سکے۔"

2- غَفُوْر" :

غَفُوْر" ، فَعُول" کے وزن پر اسمِ صفت ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسمِ مبالغہ بھی ہے۔ اسمِ فاعل کے مقابلے میں صفت مستقل اور پائیدار ہوتی ہے۔ اسمِ صفت میں دوام ، استقرار اور استمرار پایا جاتا ہے۔ غَفُوْر" کا مطلب وہ ہستی ہے ، جو بہت زیادہ اور ہمیشہ مغفرت فرمانے والی ہو۔ جیسے:

فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْر" رَحِیْم" . (المائدہ : 3)

" البتہ جو شخص بھوک سے مجبور ہو جائے (اور حرام کھا لے) اور جو گناہ کی طرف میلان بھی نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کے لیے یقیناً اللہ تعالیٰ بہت زیادہ مغفرت فرمانے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔"

3- غَفَّار" :

غَفَّار" ، فَعَّال" کے وزن پر اسمِ مبالغہ ہے۔ اس کے مفہوم میں مصدری معنیٰ کی بلندی پائی جاتی ہے۔ یہ ایسی ذات کے لیے استعمال ہوتا ہے ، جس سے کام کی کثرت اور زیادتی ثابت ہوتی ہو۔ غفّار وہ ہے ، جو بے حد وحساب مغفرت فرمائے اور جو فرشتوں کی آنکھ سے بھی بندوں کے گناہوں کو چھپا دے۔ قرآن کہتا ہے:

وَ اِنِّیْ لَغَفَّار" لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی . (طٰه : 82)

" اور یقیناً میں بہت زیادہ مغفرت اور درگزر کرنے والا ہوں ، ہر اُس شخص کے لیے جو

توبہ کرلے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور پھر (مستقبل میں) سیدھا چلتا رہے۔''

خلاصہ توحیدِ اِستغفار

1- مغفرت ، اللہ تعالیٰ ہی کا اختیار ہے۔

2- اللہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ﴿مَالِک یَوْمِ الدین﴾ (الفاتحہ : 3)

3- قیامت کے دن تمام اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوں گے۔

﴿وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ﴾ (الانفطار : 19)

4- صرف اللہ تعالیٰ ہی مغفرت فرمائے گا۔ (آل عمران:135)

5- اللہ کے علاوہ ، کوئی ایسی بااختیار ہستی نہیں ہے ، جو روزِ محشر گناہوں کی پردہ پوشی کر سکے ، گناہوں کو معاف کردے ، درگزر سے کام لے اور گناہوں پر سزا نہ دے ، اس لیے مخلوق کو اللہ تعالیٰ ہی سے مسلسل مغفرت طلب کرنا چاہیے۔

****

سوالات

1- قرآن مجید میں (غ ف ر) کے مادّے سے اللہ کے لیے کتنے نام استعمال ہوئے ہیں۔ ہر ایک کو مثال سے سمجھائیے۔

2- توحیدِ استغفار کا سیدالاستغفار سے کیا تعلق ہے؟

****
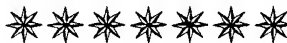
• چودھواں باب

توحیدِ اِسْتِعَاذَہ

توحیدِ اِستِعَاذَہ

● تعریف:

صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ طلب کرنے کا نام ، توحیداستعاذہ ہے۔ یہ بھی دراصل توحیدِعبادت اور توحیدِ دُعا ہی کی ایک قسم ہے۔

اللہ تعالیٰ چونکہ زبردست ہے ، طاقتور ہے ، بااختیار ہے ، اس لیے کسی مخلوق (جن یا انسان) سے نقصان کا اندیشہ ہو تو صرف اللہ ہی سے پناہ (استعاذہ) طلب کرنا چاہیے۔

اللہ کے علاوہ ، کسی غیر ہستی سے پناہ مانگنا ، شِرک فی الاستعاذہ ہے۔

● سؤال اور استعاذہ کا فرق:

سؤال بھی دُعا ہے اور استعاذہ بھی دُعا ہے۔سؤال ایجابی ہوتا ہے اور استعاذہ سلبی۔احادیث میں سؤال (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ) کے الفاظ سے شروع ہوتے ہیں اور استعاذہ (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ) کے الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔سؤال میں بندہ وضاحت کرتا ہے کہ اُسے کیا کیا چاہیے، جبکہ اِستعاذہ میں بندہ وضاحت کرتا ہے کہ وہ کن کن چیزوں سے بچنا چاہتا ہے۔کن کن ہستیوں کے شر سے حفاظت کا طالب ہے؟

اللہ تعالیٰ ہی پناہ دہندہ ہے

پناہ دہندہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ طاقتور اور صاحبِ اقتدار ہو۔کوئی انسان ، کسی کمزور ہستی کی پناہ حاصل نہیں کرتا۔قرآن نے حکم دیا ہے کہ انسانوں اور جنات کے شر سے بچنے کے لئے ہمیں اللہ کی پناہ حاصل کرنی چاہئے۔

(قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ..... مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ). رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سو(100) کے لگ بھگ ایسی دُعائیں سکھائی ہیں ، جو اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ..... سے شروع ہوتی ہیں ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر چھوٹی طاقت کے شر سے بچنے کے لیے ، سب سے بڑی طاقت اللہ کی پناہ لی جائے۔

پرانے زمانے میں لوگ کسی مخصوص وادی میں داخل ہوتے تو اس وادی کے مخصوص جن سے پناہ مانگتے۔

موجودہ زمانے میں بھی ، بعض لوگ سانپ اور بچھو نکلنے پر حضرت سلیمانؑ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور ہمارے بعض پہلوان ، اکھاڑے میں اترنے کے بعد ''یا علیؓ'' کا نعرہ لگا کر حضرت علیؓ کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ پناہ دراصل اِستمداد ہی کی ایک صورت ہے۔

قرآن نے جنات سے پناہ مانگنے کو ، جنات کی عبادت قرار دیا ہے۔ فرمایا گیا:

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ . (سبا : 41)

''وہ جنات کی عبادت کیا کرتے تھے۔''

اس آیت کی وضاحت ذیل کی آیت سے ہوتی ہے کہ وہ کس طرح جنّات کی عبادت کیا کرتے تھے۔

وَاَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ . (الجن : 6)

''اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ ، جنات میں سے کچھ افراد کی پناہ مانگا کرتے تھے۔''

- اللہ تعالیٰ مُجیر'' ہے ، یعنی پناہ دینے والا ہے اور سب سے زیادہ طاقت رکھتا ہے۔

بھلا اس کے مقابلے پر کون آ سکتا ہے؟ فرمایا گیا:

وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ . (المومنون : 88)

''اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہے اور کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں پناہ نہیں دے سکتا''

قرآن کی آخری دوسورتوں میں ، انسانوں کوہدایت کی گئی ہے کہ وہ مخلوقات کے شر سے بچنے کے لیے ، رات کے شر سے بچنے کے لیے ، وسوسوں سے بچنے کے لیے ، شدید انسانوں اور شدید جنات سے بچنے کے لیے ، ربّ النّاس ، الٰہ النّاس اور ملک النّاس کی پناہ حاصل کریں۔

****

سوالات

1- قرآن میں بیان کردہ جنات کی عبادت کا کیا مفہوم ہے؟

2- پناہ کس کی حاصل کی جاتی ہے؟

3- قرآن کی آخری سورتوں میں ، کن صفات رکھنے والی ہستی کی پناہ حاصل کرنے کا حکم ہے اور کس کس مخلوق کے شر سے بچنے کا حکم ہے؟

4- توحیدِ استعاذہ کی تعریف بیان کیجیے۔

5- سؤال اور استعاذہ کا فرق بیان کیجیے۔

6- احادیث کی مستند کتابوں سے اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسئَلُکَ سے شروع ہونے والی بیس(20) دُعائیں کاپی پر ترجمے کے ساتھ لکھیے اور حفظ کیجیے۔

7- احادیث کی مستند کتابوں سے اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِکَ سے شروع ہونے والی بیس(20) دُعائیں اپنی کاپی پر ترجمے کے ساتھ لکھیے اور حفظ کیجیے۔

****

● پندرہواں باب

(Legislative Monotheism)

توحیدِ حاکمیت یعنی تشریعی توحید

- **تعریف:**

توحید حاکمیت یا توحید تشریع سے مراد ، تمام دنیاوی امور میں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو حَاکِم (Ruler) اور شَارِع (Law Giver) سمجھنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ اعلیٰ (Sovereign) ہے۔اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ کافی نہیں ہے کہ وہ خَالِق (Creator) ہے اور وہ ربّ (Sustainer) ہے۔ اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ اُسے خالق بھی تسلیم کیا جائے ، ربّ بھی تسلیم کیا جائے ، اُسے مالک بھی تسلیم کیا جائے ، اُسے بادشاہ بھی تسلیم کیا جائے ۔اُسے صاحبِ تصرّف بھی تسلیم کیا جائے اور اُسے حاکم اور شارع بھی تسلیم کیا جائے۔آخری رسول محمد ﷺ کے ذریعے سے دی جانے والی شریعت کے ہر فیصلے کو تسلیم کرنا بھی لازمی اور ضروری ہے ، کیونکہ ''تکوینی اقتدار'' کے ساتھ ساتھ ''تشریعی اقتدار'' بھی اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔

جو ہستی آسمانوں پر حکمرانی کر رہی ہے ، صرف اُسی کو اِس کرۂ ارض پر بھی حکمرانی کا حق حاصل ہے۔

توحیدِ ملوکیت

حکمرانی ، اقتدار اور بادشاہت ، اللہ ہی کی ہے ، جس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے ، اِس حقیقت کا نام ''توحیدِ ملوکیت'' ہے۔اِسی کا دوسرا نام ''توحید حاکمیت'' ہے۔

- مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے۔

(a) لَـهُ الْمُلْکُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ . (الزمر : 6)

''بادشاہی اسی کی ہے ، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے''

(b) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . (الزمر : 44)

”آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا وہی مالک ہے“

(c) وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ . (الفرقان : 2)

”بادشاہی میں اُس کا کوئی شریک نہیں“ (وہ تنہا حکومت کر رہا ہے)

(d) بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ . (یٰس : 83)

”ہر چیز کی بادشاہی ، اسی کے ہاتھ میں ہے“

(e) مَلِكِ النَّاسِ . (الناس : 114)

”انسانوں کا بادشاہ ہے“۔

(f) لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ . (الشوریٰ : 49)

”زمین اور آسمانوں کی بادشاہی صرف اللہ ہی کے لیے ہے“۔

خیال رہے کہ زمین کی بادشاہت بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔فرعونوں ،نمرودوں اور بالادست ریاستوں کے حکمرانوں کو سوپر پاور (Super Power) سمجھنا شرک فی الملوکیت ہے۔ کمزور مسلمان ، کافروں کی قوت سے مرعوب ہو جاتے ہیں ، لیکن اللہ نے ہمیں قرآن میں حکم دیا ہے کہ

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ .

(آل عمران : 196)

”دنیا کے ملکوں میں ، خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت ، تمہیں کسی دھوکے میں مبتلا نہ کر دے۔“

ہمارے زمانے میں بھی ، جب کمزور مسلمان امریکہ کی عراق پر ، اور روس کی شیشان کے شہر

گروزنی پر بمباری ، تسلّط اور مسلمانوں کی مسکینی ، بدحالی ، شکست خوردگی، بے بسی اور لاچاری کے مناظر کو اخبارات میں پڑھتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں تو ان بڑی طاقتوں کے جاہ وجلال سے مرعوب ہو کر اُمّتِ مسلمہ کے مستقبل سے مایوس ہو جاتے ہیں۔لیکن اللہ کے وہ شیر، جن کی نگاہوں میں اللہ کی قوت، طاقت ، اقتدار ، بادشاہی اور ملوکیت سمائی رہتی ہے ، دنیا کی طاقتوں کو تنکے سے بھی حقیر سمجھتے ہیں۔خود کو اللہ کی فوج کا سپاہی سمجھ کر باطل کے خلاف صف آراء ہو جاتے ہیں۔اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ ہی کو تنہا صاحبِ اقتدار سمجھتے ہیں۔اُسی سے ڈرتے ہیں۔یہی توحیدِ حاکمیت یا توحیدِ ملوکیت ہے۔

حاکمیتِ الٰہی (Sovereignty of God)

ہمارے دور میں جبکہ جمہوریت اور سیکولرازم (Secularism) کی صدائیں ہر طرف بلند ہو رہی ہیں اور اسلامی عقائد اور اسلامی ثقافت وتہذیب پر تابڑ توڑ حملے مسلسل کیے جارہے ہیں، ہر پڑھے لکھے مسلمان کے لیے لازمی اور ضروری ہو گیا ہے کہ وہ حاکمیتِ الٰہی (توحیدِ تشریع) کے عقیدے کو ٹھیک ٹھیک سمجھے۔اسلام کا مطالبہ یہ ہے کہ اللہ کو صرف خالق (Creator) ہی نہیں ، بلکہ ربّ (Owner, sustainer) بھی تسلیم کیا جائے ، خالق و ربّ ہی نہیں، بلکہ اُسے حاکم (Ruler) اور شارع (Law-Giver) بھی تسلیم کیا جائے۔بحیثیت حاکم اور بحیثیت شارع نہ صرف اُس کی تکوینی حاکمیت تسلیم کی جائے بلکہ تشریعی حاکمیت کو بھی مانا جائے۔

مغرب یہ چاہتا ہے کہ وہ اِسلام کو عیسائیت کی طرح چرچ اور مسجد میں محدود کر دے۔مغرب نہیں چاہتا کہ قرآن وسنت کے مطابق دنیا میں کہیں کوئی حکومتِ الٰہیہ قائم ہو جائے۔وہ نہیں چاہتا کہ قرآن وسنت کے قوانین کے مطابق دنیا کے کسی بھی ملک میں عدالتی نظام قائم ہو۔مغرب تو چاہتا ہے کہ سُود پر مشتمل معاشی نظام کو مسلمان ردّ نہ کر دیں اور غیر سودی نظامِ معیشت کو اپنے اپنے ملکوں

میں رائج اور نافذ کریں۔

مغربی جمہوریت ، ایک مادر پدر آزاد جمہوریت ہے، جو کسی روحانی اور اَخلاقی حدود و قیود کی پابند نہیں۔عوام کو اور عوام کے منتخب نمائندوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر قسم کے فیصلے کر سکیں۔اسلام ایسی آزاد جمہوریت کا قائل نہیں۔جمہوریت میں عوام الناس کی رائے کو ریفرنڈم کے ذریعے معلوم کیا جاتا ہے ، یا عوام کے منتخب نمائندوں کی رائے کو پارلیمنٹ میں دیکھا جاتا ہے۔

دستورِ پاکستان میں قراردادِ مقاصد کے ذریعے حاکمیتِ الٰہیہ کو تسلیم کیا گیا ہے۔اور آٹھویں ترمیم کے ذریعے اِسے دستور کا ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے۔وفاقی شرعی عدالت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ہر اُس قانون کا جائزہ لے ، جو قرآن وسنت سے متصادم ہو۔یہ چیز مغرب کی نگاہ میں بری طرح کھٹکتی ہے اور وہ مختلف طریقوں سے یہ کوشش کرتا ہے کہ اِس دستور کو ترکی کی طرح سیکولر بنا دیا جائے۔

● توحیدِ تشریع اور سیکولرازم:

سیکولرازم کا مطلب لامذہبیت یا لادینیت نہیں ہے ، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔سیکولرازم مذہب کو گھر ، مسجد اور عبادت خانوں تک محدود کر دیتا ہے۔سیکولرالزم کا توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ اُلوہیت سے کوئی جھگڑا نہیں ہے ، لیکن وہ توحیدِ تشریع کی مخالفت کرتا ہے۔اسلام اور سیکولرازام ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سیکولرازم یہ گوارہ نہیں کرتا کہ ایک سیکولر اسٹیٹ میں اسلامی سزائیں (حدود) نافذ ہوں۔سود پر پابندی ہو ، موسیقی اور رقص پر پابندی ہو ، عریانی اور فحاشی پر پابندی ہو ، البتہ سیکولرازام عبادات کی اجازت دیتا ہے ، چنانچہ وہ تصوف کو پروان چڑھاتا ہے۔مغرب کی سیکولر دنیا کے نزدیک تصوف ایک ایسا فلسفہ ہے ، جس سے اُن کے سیاسی اور مالی مفادات پر زد نہیں پڑتی اور وہ تصوف کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کے اُصولوں پر کاربند رہ سکتی ہے۔اس کے برخلاف سیکولرازم کی ، اسلامی شریعت (Islamic Law) سے ازلی دشمنی ہے۔

سیکولرازم کے نقطۂ نظر سے فوجداری قوانین ، معاشی قوانین ، عائلی قوانین وغیرہ میں ، خدا اور مذہب کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہیے۔ان تمام امور میں عوام کی رائے ، اُن کی خواہشاتِ نفس اور اُن کے نمائندوں کی رائے ہی حاکمِ اعلیٰ ہے۔

- ہر مسلمان پر یہ بات واضح ہو جانا چاہیے کہ جس اللہ نے ہمیں نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے، اُسی نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

جس اللہ نے ہمیں روزوں اور حج کا حکم دیا ہے،اُسی نے امیروں سے زکوٰۃ وصول کرنے ، غیر شادی شدہ زانی مرد وخواتین کو کوڑے لگانے اور شادی شدہ زانی مرد وخواتین کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے۔

جس اللہ نے ہمیں سچ بولنے کا اور امانتوں کا پاس ولحاظ کرنے کا حکم دیا ہے ، اُسی نے ہمیں وصیت اور وراثت کے احکام دیے ہیں۔اُسی نے سود ، فحاشی ، عریانی اور زنا کو حرام ٹھہرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے بعض کو قبول کر کے ، بعض کو مسترد نہیں کیا جا سکتا اور نہ اسلام کو صرف ذاتی اعمال تک محدود کیا جا سکتا ہے۔اسلام ایک نظامِ حیات ہے ۔اللہ تعالیٰ شارع (Law-Giver) ہے ، وہ عبادات کا بھی حکم دیتا ہے،وہ معاشرتی قوانین کا بھی حکم دیتا ہے ، وہ معاشی قوانین کا بھی حکم دیتا ہے ، وہ اَخلاقیات کی تعلیم بھی دیتا ہے اور وہ ایک مضبوط اجتماعیت پر مبنی ریاست (State) کا حکم بھی دیتا ہے ، جہاں اسلام کا نظامِ عدل رائج ہو۔

- توحیدِ تشریع ،توحیدِ حاکمیت کے حوالے سے ،22 نکات پر مشتمل مندرجہ ذیل قرآنی آیات پر غور کیجیے:

1- خالق ہی کو حکم وامر کا حق حاصل ہے:

(a) اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ .

(الاعراف : 54)

”سن لو ! اُسی کی 'خلق' ہے اور اسی کا 'اَمر' ہے ، بڑا بابرکت ہے اللہ،

سارے جہانوں کا مالک و پروردگار"

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ خالق (Creator) ہی کو

یعنی حاکم وآمر (Ruler and Sovereign) ہونے کا حق حاصل ہے۔

(b) بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا . (الرعد : 31)

"بلکہ سارا اَمرواختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے"

(c) يُدَبِّرُ الْاَمْرَ . (یونس : 3)

"(اللہ ہی) کائنات کا انتظام چلا رہا ہے" (اَوامر اور اَحکامات کی تدبیر کر رہا ہے)

(d) يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ . (الطلاق : 12)

"ان (زمین اور آسمانوں) کے درمیان 'حکم' نازل ہوتا رہتا ہے۔

(یہ بات تمہیں اس لیے بتائی جا رہی ہے) تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی خالق بھی ہے اور حاکم بھی۔ اللہ ایسا حاکم ہے ، جس کے ہاتھ میں سارے اختیارات ہیں۔ اللہ ہی مدبّر ہستی ہے۔ وہ ایسا مدبّر ہے ، جو اپنی حکمت اور دانائی کو اپنی قدرت اور طاقت سے دنیا میں نافذ کر کے رہتا ہے۔

اِسی لیے اُسے بہترین حاکم ﴿ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴾ اور ﴿ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴾ کہا گیا۔

(e) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ . (المائدہ : 44)

"اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں ، وہی کافر ہیں"۔

(قرآن میں دوسری جگہ ایسے لوگوں کو فاسق اور ظالم بھی کہا گیا ہے۔)

(f) اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۔ (الانعام : 57)

"فیصلے (حکم) کا سارا اختیار ، اللہ ہی کو ہے"

(g) اَ لَا لَهُ الْحُكْمُ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ۔ (الانعام : 62)

"خبردار ہو جاؤ ! فیصلے کے سارے اختیارات اسی کو حاصل ہیں۔ اور وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے"

- مندرجہ بالا آیتیں سورۃ الانعام کی ہیں ، جو ایک مکی سورت ہے۔ اِس سورت میں مشرکینِ مکہ کے خود ساختہ قوانینِ حلال و حرام کا اِبطال بھی کیا گیا ہے۔

سورۃ الشوریٰ میں ، اللہ تعالیٰ نے اِن سے سوال کیا ہے؟

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۔ (الشوریٰ : 21)

"کیا ان کے کچھ شریک خدا ہیں ، جنہوں نے ان کے لیے وہ دین ٹھہرایا ہے ، جس کا اذن اللہ نے نہیں دیا۔"

- سورۃ الشوریٰ کی اس آیت سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1- مشرکین مکہ کا عقیدہ تھا کہ ﴿شرکاء﴾ (یعنی آلِھة ، غیرُ اللہ اور مِن دُونِ اللہ) نے دین کی شریعت سازی کی ہے۔

2- مشرکینِ مکہ کے اس عقیدے اور اس شریعت کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اِذن و اجازت نہیں دی۔

3- ﴿الدین﴾ سے مُراد ، محکومیت ، اِطاعت ، سپردگی اور بندگی ہے ، جس میں اِسلام کے سارے احکام بھی شامل ہوتے ہیں ، اور اِس جنس کی ساری دیگر چیزیں بھی۔

4- ﴿شرعُوا لَهُمْ﴾ "اُن کے لیے قانون سازی کی" (Codified for them) سے مُراد ، حلال و حرام کے احکام اور وہ دیگر تمام احکام ہیں ، جو احکامِ الٰہی سے متصادم ہوتے ہیں۔

(h) وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ. (القصص : 70)

''اور وہ اللہ ہی ہے ، جس کے سوا کوئی اِلٰـــہ نہیں ، دنیا اور آخرت میں اسی کے لیے تعریف ہے ، حکم دینا ، اللہ ہی کے لیے ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے''۔

2- اللہ تعالیٰ بہترین حاکم ہے:

اللہ تعالیٰ نہ صرف حاکم ہے ، بلکہ ﴿خَیْرُ الْحَاکِمِیْن﴾ ہے ، ﴿اَحکمُ الْحَاکِمِیْن﴾ ہے۔وہ ﴿خَیْرُ الْفَاصِلِین﴾ ہے۔فرمایا گیا:

وَهُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ. (الاعراف : 87)

''اور وہی (اللہ) سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے''

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ؟ (التین : 8)

''کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟''

3- اللہ تعالیٰ ہی سوپر پاور (Super Power) ہے ،

عدالتِ عالیہ ہے:

دنیا میں دیکھا گیا ہے کہ بعض عدالتیں ماتحت ہوتی ہیں اور اُن کے اوپر بڑی عدالتیں ہوتی ہیں جنہیں ہم سیشن کورٹ ، ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کہتے ہیں۔ماتحت عدالتوں کے فیصلوں کو بڑی عدالتوں میں چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسا آخری حاکم ہے ، جس کے فیصلوں کے بعد کوئی اُن میں ترمیم نہیں کر سکتا۔اِضافہ نہیں کر سکتا اور نظرِ ثانی نہیں کر سکتا۔وہ آخری اتھارٹی ہے۔دنیا کی عدالتوں میں مقدمات کئی کئی سالوں تک لٹکتے رہتے ہیں ، لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں فی الفور فیصلے کیے جاتے ہیں۔فرمایا گیا:

وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ

وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ . (الرعد : 41)

''اللہ حکومت کررہا ہے ، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں ہے اور اُسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی''

4- اللہ تعالیٰ سے بہتر کسی کا فیصلہ نہیں ہوسکتا:

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ؟ (المائدہ : 50)

''اللہ پر یقین رکھنے والوں کے نزدیک ، اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟''

5- اللہ تعالیٰ مشورے سے بے نیاز ہے:

دنیا کی عدالتوں میں دیکھا گیا ہے کہ ایک سے زیادہ جج ہوتے ہیں اور جیوری کے کئی ممبر ہوتے ہیں ، جج آپس میں اختلاف بھی کرتے ہیں ۔بعض اوقات فیصلے متفقہ ہوتے ہیں اور بعض اوقات کثرتِ رائے کی بنیاد پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔لیکن اللہ کی عدالت اِن سب سے مختلف ہے۔اُس کے فیصلے تمام تر عدل پر مبنی ہوتے ہیں ، جس میں غلطی کا کوئی اِمکان نہیں ہوتا۔اُس کی شہادت مکمل ہوتی ہے۔اُس کا علم ہر چیز پر محیط ہوتا ہے۔وہ نیتوں سے بھی واقف ہوتا ہے۔اُسے اپنی حکومت میں اور اپنے احکامِ حکومت میں نہ کسی کو مشورہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ وہ کسی کو اپنے فیصلوں میں شریک کرتا ہے۔یہی بات سورۃ الکھف میں بیان کی گئی ہے۔

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا . (الکھف : 26)

''اور وہ اپنی حکومت اور اپنے احکامِ حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا''

معلوم ہوا کہ وہ اپنے حکم و اختیار میں کسی کو ساجھی نہیں بناتا ، کیونکہ وہ خود علیم و حکیم ہے ، اُسے کسی اور سے مشورے کی حاجت نہیں۔

6- اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ مطلق ہے:

اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ مطلق ہے۔وہ کسی کے دباؤ میں نہیں ہے۔نہ وہ کسی کے ڈر سے عدل وانصاف کا خون کرتا ہےاور نہ کسی کی محبت اور مروّت میں ظلم پرمبنی فیصلہ کرتا ہے۔دنیا کی عدالتوں پراور عدالتوں کے فیصلوں پر ظالم حکمرانوں اور دیگر لوگوں کا دباؤ ہوتا ہے۔جس کی وجہ سے وہ عدل سے اِنحراف کرتی ہیں۔لیکن یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں۔ فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا يُرِيۡدُ . (المائدۃ : 1)

''یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ، حکم دیتا ہے''

7- اصل شارع اور قانون ساز اللہ ہے۔اُس کے فیصلے برحق ہیں:

صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اصل شارع (Law-Giver) ہے۔صرف اُسی کے فیصلے حق پرمبنی ہوتے ہیں۔اور وہی ایک ہستی ایسی ہے ، جوسو(100%)فیصد صحیح فیصلے کرسکتی ہے۔

حکمراں ہے ایک وہی ، باقی بتانِ آزری۔قرآن کہتا ہے:

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ، يَقُصُّ الۡحَقَّ ،

وَهُوَ خَيۡرُ الۡفٰصِلِيۡنَ . (الأنعام : 57)

''نہیں ہے کسی اور کا فیصلہ اور قانون ، مگر اللہ کا (یعنی فیصلے کا سارا اختیار اللہ کو ہے) ، وہی امرِحق بیان کرتا ہے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ .

(یوسف : 40)

''فرمانروائی اور اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے ، اُس کا حکم ہے کہ خود اُس کے سوا ، تم کسی کی بندگی اور اطاعت نہ کرو!''

8- تکوینی حاکمیت اور تشریعی حاکمیت دونوں اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں:

زمین و آسمان میں اُسی کی حکومت ہے۔ یعنی تکوینی حکومت بھی اُسی کی ہے۔ تشریعی حکومت بھی اُسی کی ہونا چاہیے۔ جبری دنیا میں بھی اُسی کی حکومت ہے اور اختیاری دنیا میں بھی اُسی کی حکومت ہونا چاہیے۔ تکوینی حکومت بھی ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور اُس کی شریعت بھی عیب سے پاک ہے۔ چونکہ وہ حکیم اور علیم ہے ، اسی لیے ہر دو دائروں میں اس کے احکام کامل علم اور کامل حکمت پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ اس نکتے کو سورۃ الزخرف میں کھولا گیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰـهٌ وَّ فِى الْاَرْضِ اِلٰـهٌ

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ . (الزخرف : 84)

”وہی ایک ، آسمان میں بھی اِلٰہ ہے اور زمین میں بھی اِلٰہ ، اور وہی حکیم و علیم ہے“

9- تکوینی حاکمیت کی مثالیں:

کون و مکان میں اُسی کی حکومت ہے۔ سورج اور چاند اُسی کے حکم سے گردش کرتے ہیں۔ کائنات کے اندر توازن اُسی کا قائم کردہ ہے۔ ہمارے اپنے جسم میں ہمارا اپنا دل ، اُسی کے حکم سے دھڑکتا ہے۔ دل کی دھڑکن پر خود ہمارا کوئی اختیار نہیں۔ ہمارے بال اور ناخن ہم سے پوچھ کر نہیں بڑھتے۔ یہ اُس کی تکوینی اور جبری حکومت کی مثالیں ہیں۔ قرآنِ مجید میں ہمیں اس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ سورۃ الرحمٰن سے دو آیتیں ملاحظہ فرمایئے۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ . (الرحمٰن : 7)

”آسمان کو اُس نے بلند کیا اور میزان قائم کر دی“

10- تشریعی حاکمیت کی مثالیں:

اللہ نے اِنسان کو آزادیٔ اختیار عطا کی ہے اور پھر اُسے اپنے تشریعی احکام بھی عطا کیے ہیں اور اِنسان کو حکم دیا ہے کہ اِس اختیاری دائرے میں بھی ہم اُس کی شریعت پر عمل کریں۔ چنانچہ کہا گیا:

(a) وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ .

(الرحمٰن : 9)

’’انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو ! اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو ! ‘‘

(b) اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ .

(النور : 2)

’’زانیہ عورت اور زانی مرد ، دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو! ‘‘

(c) وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا . (المائدة : 38)

’’اور چور خواہ عورت ہو یا مرد ، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو ! ‘‘

(d) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى . (البقرة : 178)

’’تمہارے لیے قتل کے مقدموں میں ، قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے، غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے ، اور عورت اس جرم کی مرتکب ہو تو اس عورت ہی سے قصاص لیا جائے‘‘

(e) وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا . (البقرة : 275)

’’حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام‘‘

معلوم ہوا کہ سود کی حرمت ، جان کے بدلے جان کے قصاص کا حکم ، چوروں اور زنا کرنے والوں کی سزائیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اُسی کا تشریعی قانون ہے۔

11- رسول اللہ ﷺ کو بھی شریعت کے مطابق فیصلوں کا حکم دیا گیا:

شارعِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ کو بھی اپنی عطا کردہ

شریعت وقانون (Divine Law) کے مطابق ، عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:

وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ . (المائدہ : 42)

''اور (اے نبیؐ !) فیصلہ کرو تو پھر ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ کرو!''

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ. (النساء : 58)

''اور (اے مسلمانو!) جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو!''

12- نزولِ قرآن کا مقصد قانونِ شریعت کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ہے:

قرآنِ مجید میں نازل کردہ وحی جلی اور اَحادیث میں بیان کردہ وحی خفی ، دونوں کے نزول کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ علیم وحکیم عادل اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق دنیاوی فیصلے کیے جائیں۔کہا گیا:

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ . (النساء : 105)

''اے نبیؐ، ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے ، تاکہ جوراہِ راست اللہ نے تمہیں دکھائی ہے ، اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو!''

13- فیصلوں کا معیار شریعت ہے، لیکن منافقین شریعت کے فیصلوں سے پہلوتہی کرتے ہیں:

سچے اور مخلص مسلمان اللہ تعالیٰ کو شارع مان کر ، اُس کی شریعت کے قوانین کے مطابق ہی سارے فیصلے کرتے ہیں۔اپنے تمام اِختلافی معاملات کو قرآن وسنت کی طرف پھیرتے ہیں۔

اِس کے برخلاف ، منافقین اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے فیصلوں سے پہلوتہی کرتے ہیں اور جی چراتے ہیں۔سورۃ آل عمران میں منافقین کی اِس روش پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ . (الِ عمران : 23)

''اُنہیں جب کتابِ الٰہی کی طرف بلایا جاتا ہے ، تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے ، تو اِن میں سے ایک فریق اِس سے پہلوتہی کرتا ہے''

14- تحکیم اِلٰہی کے راستے میں رکاوٹ ، انسان کی ہوائے نفس اور خواہشاتِ نفسانی ہوتی ہیں:

سچے اور مخلص مسلمانوں ، ججوں اور حکمرانوں پر ، ہمیشہ اہلِ باطل کا دباؤ ہوتا ہے کہ وہ اہلِ باطل کی خواہشات کے مطابق فیصلے کریں اور اللہ کے قانون کو پسِ پشت ڈال دیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آخری رسول محمد ﷺ کو بھی واضح طور پر حکم دیا کہ وہ ﴿مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ کے مطابق فیصلے کریں۔اور لوگوں کی خواہشات ﴿اَهْوَآءَ هُمْ﴾ کی پیروی نہ کریں۔

معلوم ہوا کہ تحکیمِ اِلٰہی کے راستے میں ، اہلِ باطل کی خواہشاتِ نفسانی رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

(a) وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ . (المائدۃ : 49)

''اے نبیؐ ! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ، اِن لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو ! اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرو!''

(b) فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى . (ص : 26)

''لہٰذا تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کر! اور خواہشِ نفس کی پیروی نہ کر!''

15- سچے مسلمان وحی کے تحکیم کو سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہہ کر قبول کرتے ہیں:

منافقین کے طرزِ عمل کے بالکل برعکس ، سچے اور مخلص مسلمان ، اللہ تعالیٰ کی شریعت کے فیصلوں کو ﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ کہہ کر قبول کرتے ہیں۔

چنانچہ فرمایا گیا:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا . (النور : 51)

”ایمان لانے والوں کا کام تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور رسول ﷺ کی طرف بلائے جائیں، تاکہ رسول ﷺ ان کے مقدمے کا فیصلہ کریں تو وہ کہیں کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی“

16- کیا قانونِ جاہلیت کے طالب ہو!:

ہمارے حکیم خالق نے ، ہماری بھلائی کے لیے ، قرآن وسنت میں ، حکمت پر مبنی احکام عطا فرمائے ہیں۔اِن حکیمانہ اِحکام وقوانین کے ہوتے ہوئے، جاہلیت کے قوانین اور ایامِ جاہلیت کے رسم ورواج کے مطابق فیصلے چاہتے ہیں؟

یہی وہ سوال ہے ، جو سورۃ المائدہ میں اُٹھایا گیا ہے۔﴿حُكْمُ اللّٰهِ﴾ کے مقابل میں ﴿حُكْمُ الْجَاهِلِيَّة﴾ ہوتا ہے ، جو باپ دادا کی رسومات اور بدعات پر مشتمل ہوتا ہے۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؟ (المائدة : 50)

” تو کیا پھر یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟“

17- منافقین، اہلِ طاغوت سے اپنے فیصلے کراتے ہیں:

اپنے وقت کی ظالم و جابر، سرکش و متکبر، بے لگام قوتیں ، جن کے ہاتھ میں اقتدار اور فیصلوں کا اختیار ہوتا ہے ، مخلص مسلمانوں پر اپنے ظالم قوانین مسلط کرنے کی کوشش کرتی ہیں ، لیکن سچے مسلمان ، طاغوت کی عدالت کو تسلیم ہی نہیں کرتے اور وہ اپنے تمام اختلافی معاملات کے لیے ﴿مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ سے رجوع کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف منافقین ، اپنے دنیاوی فائدوں کے لیے اپنے معاملات کے فیصلوں کے لیے طاغوتی عدالتوں سے فریاد کرتے ہیں۔ فرمایا گیا:

يُرِيدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ

وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۔ (النساء : 60)

’’مگر (یہ منافقین) چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے ’طاغوت کی طرف‘ رجوع کریں ، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا‘‘

یہاں غیر اسلامی قوانین اور غیر اسلامی عدالتوں کو طاغوت کہا گیا ہے ، جو اللہ کے نازل کردہ احکام سے متصادم ہوتی ہیں۔

18- غَيْرُ اللهِ کی تحکیم کی ممانعت ہے:

ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو ﴿حَکَم﴾ یعنی جج تسلیم کرے ، جب کہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نازل کردہ تفصیلی کتاب موجود ہے۔

چنانچہ خود محمد رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ سوال کرایا گیا:

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ

الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؟ (الأنعام : 114)

’’تو کیا میں اللہ کے سوا ، کوئی اور فیصلہ کرنے والا تلاش کروں ؟
حالانکہ اس نے پوری تفصیل کے ساتھ تمہاری طرف کتاب نازل کر دی ہے؟‘‘

19- شہریت کے قوانین بھی ، توحیدِ تشریع میں شامل ہیں:

سورۃُ المُمْتَحِنَة میں دارالاسلام کی شہریت کے قوانین (Citizenship laws) بیان کیے گئے ہیں۔ دارُ الکفر اور دارُ الاسلام میں مقیم افراد کے مہر کے تبادلے کے احکام کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ ہجرت کرنے والی خواتین کو جانچنا اور پرکھنا ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اِن نئ مہاجرات (New Immigrants) میں کوئی جاسوس ہو۔ ان تمام احکام کو ﴿حُكْمُ اللّٰه﴾ اللہ کا حکم کہا گیا۔ یہ سارے قوانین اللہ کے علم اور اللہ کی حکمت و دانائی پر مبنی ہیں۔ اور اِن قوانین کا مقصد بھی اسلامی ریاست کو مضبوط کرنا اور مسلمانوں کے اجتماعی مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔

ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ .

(الممتحنة : 10)

''یہ اللہ کا حکم ہے ، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم وحکیم ہے''

- اس آیت سے معلوم ہوا کہ ریاست اور شہریت کے قوانین بھی توحیدِ حاکمیت یعنی تشریع کا حصہ ہیں۔

20- اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کافر، ظالم اور فاسق ہوتے ہیں:

سورۃ المائدہ میں ﴿مَا اَنْزَلَ اللّٰه﴾ کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو ﴿الْكَافِرُوْن﴾ اور ﴿الظَّالِمُوْن﴾ اور ﴿الْفَاسِقُوْن﴾ کہا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ .

(المائدة : 44)

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں ، وہی کافر ہیں''

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ . (المائدة : 45)

''جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں ، وہی ظالم ہیں''

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ . (المائدة : 47)

''جولوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں ، وہی فاسق وگنہگار ہیں''

21- تحلیل وتحریم بھی اللہ کا حق ہے:

چیزوں کو حلال یا حرام کرنا بھی ، اللہ تعالیٰ کا تشریعی اختیار ہے ، چنانچہ فرمایا گیا:

(a) وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ" وَّهٰذَا حَرَامٌ"

''اور یہ جوتمہاری زبانیں، جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام،

لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

تو اس طرح کے حکم لگا کر، اللہ پر جھوٹ نہ باندھو !

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ .

(النحل : 116)

جولوگ اللہ پر جھوٹے افتراء باندھتے ہیں ، وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے''

(b) قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ . (يونس : 59)

''اے نبیؐ! ان سے کہیے ! تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جورزق اللہ نے تمہارے

لیے اتارا تھا ، اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھہرالیا۔ ان سے پوچھیے ! اللہ نے کیا تم کو اس کی اجازت دی تھی؟''

(c) يَآ يُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ . (التحریم : 1)

''اے نبیؐ! آپؐ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں ، جو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کی ہے؟''

(d) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا . (المائدہ : 87)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ! جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں ، انہیں حرام نہ کرلو ! اور حد سے تجاوز نہ کرو ! ''

22- شریعت ساز اور قانون ساز ، صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے:

مندرجہ ذیل آیت پر غور کیجئے اور اَرباب ، یَعْبُدُوا اور اِلٰه کے الفاظ پر خصوصی توجہ فرمائیے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ . (التوبہ : 31)

''انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) اپنے علماء اور درویشوں کو ، اللہ کے سوا ، اپنا ''رَبّ'' بنا لیا ہے اور اسی طرح (عیسائیوں نے) مسیح ابن مریم کو بھی۔ حالانکہ ان کو ایک ''معبود'' کے سوا کسی کی ''عبادت'' (بندگی) کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا ، وہ جس کے سوا ، کوئی مستحقِ عبادت نہیں ہے۔ بے عیب پاک ہستی''۔

- اس آیت میں ، علماء اور درویشوں کی عبادت سے مراد ، ان کی اطاعت ہے۔

قرآن وسنت کے مقابلے میں ، علماء ، صوفیاء ، تارکُ الدّنیا فقراء (رُھبان) اور گوشہ

نشینوں کے ارشادات کو ماننا اور اُن پر عمل کرنا ، شِرک في الحکم ہے۔

قرآن وسنت کے حلال وحرام کے اُصولوں کو ترک کر کے ، اَحبار (علماء) اور رُھبان (راہب صوفیاء) کے تصنیف کردہ حلال وحرام کو ماننا بھی شرک ہے اور اُن کو ''اَرباب'' بنانے کے مترادف ہے ، جیسا کہ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں ، نبی کریمؐ نے ، حضرت عدیؓ بن حاتم سے وضاحت فرمائی۔

23- فروعی امور میں اجتہاد کے ذریعے قانون سازی:

فُقہائے امت ، علمائے کرام اور ماہرینِ قانونِ شریعتِ اِسلامی ، ذیلی اور فروعی امور میں ، قرآن وسنت کے سائے تلے ، نئے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کر سکتے ہیں۔ لیکن اجتہاد کے صحیح ہونے کے لیے تین ضروری شرائط ہیں۔

1- اجتہاد کسی نصِ قرآنی کے خلاف نہ ہو۔

2- اجتہاد کسی حدیث متواتر اور حدیث صحیح کے خلاف نہ ہو۔

3- اجتہاد اجماعِ امت کے خلاف نہ ہو۔

24- مغربی جمہوریت اور تشریعی توحید:

عوام کے بااعتماد نمائندوں کے ذریعے نظامِ سلطنت کو چلانے کا نام جمہوریت ہے۔اسلام اس کا مخالف نہیں۔ظاہر ہے خلفائے راشدینؓ بھی صحابہ کرامؓ کے بااعتماد نمائندے تھے اور انہوں نے بلاجبر واِکراہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔لیکن ''مغربی جمہوریت'' ایک بالکل مختلف چیز ہے۔

مغربی جمہوریت کی رو سے ، عوام کے بااعتماد نمائندوں کی اکثریت کو پارلیمنٹ یا اسمبلی میں خدائی قانون اور تشریعی قوانین میں تغیر وتبدل کے اختیارات حاصل ہوجاتے ہیں۔

یہ ''شرک في التشریع'' ہے۔

اسلام پارلیمنٹ کی ایسی بالادستی کو تسلیم نہیں کرتا۔البتہ اگر پارلیمنٹ ، خدائی قانون اور تشریعی قوانین کے ماتحت رہ کر ، فروعی معاملات میں مندرجہ بالا تین شرائط کے مطابق قانون سازی کرے تو اس پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

خلاصۃ تُوحیدِ تَشریع

1- اللہ تعالیٰ خالق بھی ہے ، ربّ بھی ہے اور شارع (Law-Giver) بھی ہے۔یعنی دنیا کے لیے بھی قانون سازی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ قانون سازی (Legislation) کا اختیار رکھتا ہے۔اس عقیدے کو تسلیم کرنا توحید تشریع کہلاتا ہے۔

2- اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا بادشاہ ہے ، انسانوں کا بادشاہ ہے۔اُس کے ہاتھ میں ہر شئے کی بادشاہت ہے۔اُس کی بادشاہت میں اُس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔اِس عقیدے کا نام توحید ملوکیت یا توحیدِ حاکمیت ہے۔اس زمین پر بھی ، حکومت اور فرماں روائی کا حق اُسی کو حاصل ہے۔
(الزمر:6)

3- تکوینی حاکمیت بھی اللہ تعالیٰ کی ہے اور تشریعی حاکمیت بھی اُسی کی ہے۔ (الرحمٰن:7تا9)
یعنی کون و مکاں کے جبری دائرے میں بھی اُس کی فرماں روائی ہے ، لہٰذا اختیاری دائرے میں بھی اُسی کی فرماں روائی ہونی چاہیے۔

4- خالق ہی کو آمر اور حاکم ہونے کا حق ہے۔اللہ تعالیٰ نہ صرف حاکم ہے ، بلکہ خَیرُ الحَاکمین اور اَحکَمُ الحاکمین ہے۔وہ آخری اتھارٹی ہے۔وہ ایسا حاکم ہے ، جس کے فیصلے پر کوئی نظر ثانی نہیں کرسکتا۔اُس کی عدالت ایسی عدالت ہے ، جس کے اوپر کوئی عدالت نہیں۔اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ اعلیٰ اور حاکمِ مطلق (Sovereign) ہے۔
اُس کے تمام فیصلے برحق ہوتے ہیں ، وہ خیر الفاصلین ہے۔ (الانعام:57)

5- اللہ تعالیٰ ایسا حاکم ہے ، جو کسی سے مشورے نہیں لیتا۔وہ ایسا (Chief Justice) چیف جسٹس ہے ، جو کوئی جیوری یا بنچ نہیں بناتا۔ (الکھف:26)

6- اللہ تعالیٰ ایسا حاکم ہے ، جس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ، جس پر کوئی دباؤ نہیں۔وہ اپنے فیصلوں میں خودمختار ہے۔فیصلوں کو نافذ کرکے رہتا ہے۔ (الرعد:41)

7- قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ عائلی ، دیوانی ، فوجداری ، معاشی اور اقتصادی قوانین پائے جاتے ہیں۔

8- چور کا ہاتھ کاٹنا ، شادی شدہ زانی کو رجم کرنا ، غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنا ، شراب نوشی پر کوڑے لگانا وغیرہ تمام شرعی سزائیں اور حدود بھی مِن جانب اللہ ہیں۔
اِن حُدُود اللہ کا انکار بھی کفر ہے اور توحیدِ تشریع کے خلاف ہے۔

9- اسلامی ریاست کی شہریت کے قوانین بھی توحیدِ تشریع میں شامل ہیں۔ (الممتحنہ:10)

10- اللہ کے قوانین سے متصادم ہر قانون ، (حُکْمُ الجَاهِلِيَّه) یعنی جاہلیت کا قانون ہے۔
(المائدہ:50)

11- اللہ کے علاوہ ، غیرُ اللہ کو حَاکِم اور حَکَم (Judge) بنانا حرام ہے ، ایسے لوگ فاسق ، ظالم اور کافر ہوتے ہیں۔ (المائدہ:44،45،47)

12- قرآن کے علاوہ ، سنّت پر مبنی وحی کے نزول کا مقصد بھی ، عدل وانصاف کے ساتھ نفاذِ شریعت ہے۔ (النساء:105)۔ قرآن وسنت کی موجودگی میں غیر اللہ کی تحکیم حرام ہے۔

13- مسلمانوں کے علاوہ ، رسول اللہ ﷺ کو بھی ، اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت (Divine Law) کے مطابق عادلانہ فیصلے کرنے کا حکم دیا۔ (النساء:58) ، (المائدہ:42)

14- منافقین توحیدِ تشریع کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ قانونِ الٰہی سے پہلو تہی کرتے ہیں۔ اُن کی راہ میں رکاوٹ اُن کی نفسانی خواہشات ہوتی ہیں۔ اختلافی معاملات میں منافقین ، طاغوت کے پاس جا کر طاغوتی عدالتوں سے اپنے فیصلے کراتے ہیں۔ (النساء:60)

15- سچے مسلمان سَمِعْنا و اَطَعْنَا کہہ کر شریعت کے قوانین کو دل وجان سے قبول کر لیتے ہیں۔
(النور:51)

16- حلال وحرام کے معاملات میں قانون سازی کرنا بھی ، اللہ کا حق ہے۔ (النحل:116)

17- علماء ، اَحبار ، رُھبان ، تارک الدنیا فقراء اور راہب صوفیا اور درویشوں کی اُن باتوں کو تسلیم کرنا ، جو قرآن وسنت سے متصادم ہیں اور قرآن وسنت کے حرام وحلال کے خلاف ،

اِن لوگوں کے حلال وحرام کو تسلیم کرنا بھی ، شرک فی التشریع ہے۔ (التوبہ:31)

18- جہاں قرآن وسنت خاموش ہوں ، ذیلی اور فروعی امور میں ، قرآن وسنت کے عمومی قاعدوں کی روشنی میں ، امّت کے علماء ، مجتہدین اور ماہرینِ قانونِ شریعت ، اجتہاد کے ذریعے 'مُقیّد قانون سازی' کر سکتے ہیں۔مغربی جمہوریت میں ، اللہ کے بجائے ، مُطلقاً عوام یا عوام کے نمائندوں کو تشریع کا حق (Legislative Power) عطا کیا جاتا ہے ، اسلام کے نزدیک یہ حرام ہے۔

19- سیکولرازم (Secularism) کا مطلب لادینیت نہیں ہے ، بلکہ دین کو محض گھر اور مسجد کی عبادت تک محدود کر دینا ہے۔

20- سیکولرازم اور توحیدِ تشریع ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ایک سیکولر ریاست (State) اللہ کی تشریعی حاکمیت کو تسلیم نہیں کرتی۔

21- سیکولرازم کا توحیدِ خالقیت ، توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ اُلوہیت سے کوئی جھگڑا نہیں ہے ، بلکہ اُس کی اصل لڑائی توحیدِ تشریع سے ہے۔

سوالات

1- توحیدِ حاکمیت اور توحیدِ اُلوہیت کی تعریف بیان کیجیے۔

2- سیکولر جمہوریت اور اسلامی شریعت میں کیا فرق ہے؟

3- توحیدِ حاکمیت کے 22 نکات پر مشتمل خلاصہ بیان کیجیے۔

4- تکوینی حاکمیت اور تشریعی حاکمیت کے فرق کو مثالوں سے واضح کیجیے۔

5- ﴿ مَا اَنْزَلَ اللّٰه ﴾ کے مطابق فیصلے نہ کرنے والوں کو قرآن کیا کہتا ہے؟

****
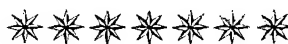
• سولہواں باب

خلاصہ
توحید کی قسمیں

خلاصہ توحید کی قسمیں

● **توحیدِ ذات:**

اللہ کی ذات ، واحد ہے ، اَحد ہے ، یکتا ، تنہا اور منفرد ہے۔سب سے جدا ، سب سے نرالی۔وہ صمد ہے۔وہ مخلوقات جیسا نہیں ، وہ اوّل ہے ، آخِر ہے ، ہمیشہ سے ہے ، ہمیشہ رہے گی۔ ظاہر ہے ، باطن ہے ، اللہ فنا اور ہلاک نہیں ہوتا۔اللہ کا کوئی حسب نسب نہیں۔اس عقیدے کو توحید ذات کہتے ہیں۔

● **توحید خالقیت:**

صرف اور صرف تنہا اللہ تعالیٰ کو خالق (Creator) تسلیم کرنے کا نام توحیدِ خالقیت ہے۔ دنیا میں اس بارے میں زیادہ تر اتفاق پایا جاتا ہے۔

توحیدِ ربوبیت

ربّ کے پانچ (5) لغوی مفہوم ہیں۔

1- پرورش کرنے والا ، نشوونما دینے والا ، بڑھانے والا۔

2- دیکھ بھال اور خبر گیری کرنے والا۔

3- مرکزی حیثیت رکھنے والا ، جمع کرنے والا ، سمیٹنے والا۔

4- سردار (Master) ، صاحبِ اقتدار ، غلبہ رکھنے والا ، اختیارات رکھنے والا۔

5- مالک اور آقا۔ (Owner , Holder, Proprietor)

توحیدِ ربوبیت سے مراد ، اللہ کا ، تنہا بغیر کسی مدد کے ، پوری کائنات کا خالق ہونا ، مالک

ہونا ، صاحبِ اِقتدار بادشاہ ہونا اور مخلوقات کی دیکھ بھال ، خبر گیری ، پرورش اور خبر گیری کا ذمہ دار ہونا ہے۔ مشرکینِ مکہ ، توحید ربوبیت کے قائل تھے ، لیکن توحید اُلوہیت (توحید عبادت) کے قائل نہ تھے۔

توحیدِ اُلوہیت یا توحیدِ عبادت

اِلٰـہ کے آٹھ (8) مفہوم ہیں۔ان تمام جامع مفاہیم کے ساتھ ، اللہ کو معبود تسلیم کرنے کا نام توحید اُلوہیت ہے۔اِسے توحید عبادت بھی کہتے ہیں۔

توحیدِ اسماء وصفات

اللہ تعالیٰ کی صفات ، مخلوقات جیسی نہیں۔مخلوق کی صفتیں ناقص اور محدود ہوتی ہیں۔

اللہ کی صفات کامل واکمل اور لامحدود ہوتی ہیں۔اس عقیدے کو توحید صفات کہتے ہیں۔

توحیدِ اسماء وصفات سے مراد ، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر اس طرح ایمان لانا ہے کہ اس سے نہ تو بندوں کی صفات سے مشابہت پیدا ہو ، اور نہ اللہ کی صفات کا کسی طرح انکار ہو۔دوسرے لفظوں میں اللہ کے اسماء وصفات کو ، اصل قرآنی الفاظ اور اصل الفاظِ احادیث کے مطابق ماننے کا نام توحید اسماء وصفات ہے۔اللہ کو صفات کو اُسی طرح ماننا چاہیے ، جو اُس کے شایانِ شان ہوں۔

كَمَا يَلِيقُ بِشَانِهِ ''جیسا کہ اللہ کی شان کے لائق ہے''۔

- توحید تنزیہ:

اللہ کی ذات سے ، غلط طور پر منسوب کردہ منفی صفات کو خارج کرنے اور منفی صفات سے برأت کا نام توحید تنزیہ ہے ، اللہ کے اندر کوئی عیب ، نقص یا خامی نہیں پائی جاتی۔اللہ تعالیٰ

کی تنزیہی صفات ، حروفِ نفی کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔ جیسے: ﴿لـم يـلـد﴾ ، ﴿ولا يؤده﴾ اور ﴿لا تأخذه سنة﴾ ۔

- **توحیدِ علم:**

اللہ تعالیٰ کا علم ، کامل اور اکمل ہے۔اس کے پاس تمام چھپی ہوئی اور غیبی چیزوں کا بھی علم ہے ۔اللہ کے پاس ایسا مکمل علم ہے ، جو کسی مقرب بندے ، فرشتے اور نبی یا رسول کے پاس بھی نہیں پایا جاتا۔وہ مستقبل کا بھی علم رکھتا ہے اور دِل کے رازوں اور نیتوں کو بھی جان لیتا ہے۔

اسی عقیدے کو تسلیم کرنے کا نام توحیدِ علم ہے۔

- **توحیدِ اختیار:**

اللہ تعالیٰ ہی کامل اختیارات رکھتا ہے۔اسی کے ہاں کوئی مجبوری نہیں ہے ، وہ اپنی مرضی اِرادے اور منشا کو نافذ کر کے رہتا ہے ، اُس کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔اس کے پاس ایسے کامل اور اکمل اختیارات ہیں ، جو کسی مقرب مخلوق کے پاس بھی نہیں پائے جاتے۔

اس عقیدے کو توحیدِ اختیار کہتے ہیں۔

- **توحیدِ نفع وضرر:**

توحیدِ نفع وضرر دراصل ، توحیدِ اختیار ہی کی ایک قسم ہے۔اس سے مُراد مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔

غیرُ اللّٰه اور مِن دُونِ اللّٰه نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔

اللہ کے رسول ، نبی ، اولیاءاللہ ، صالحین اور دیگر مخلوقات جیسے ستارے وغیرہ بھی ، نفع ونقصان کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

توحیدِ عبادت

عبادت کے مفہوم میں تین چیزیں شامل ہیں۔ (1) غلامی۔ (2) اِطاعت۔ (3) پوجا و پرستش۔ تیسرے مفہوم پوجا اور پرستش میں ، ظاہری اعمال عبادت اور باطنی کیفیات دونوں شامل ہیں۔ توحیدِ عبادت کی کئی ذیلی قسمیں ہیں۔ ان میں توحیدِ دُعاء ، توحیدِ استغفار اور توحیدِ استعاذہ شامل ہیں۔

- **توحید فی الدعاء :**

توحیدِ عبادت ہی کی ایک قسم توحید دعا ہے۔ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کی جاسکتی ہے۔ غیر اللّٰہ اور مِن دون اللّٰہ سے دُعا کرنا ، اُنہیں آواز دینا اور پکارنا حرام ہے۔ اللہ کے بجائے ، کسی اور سے دُعا کرنا بھی حرام ہے اور اللہ کے ساتھ ساتھ کسی اور سے دُعا کرنا بھی حرام ہے۔

- **توحیدِ اِستغفار:**

مغفرت صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے۔ روزِ قیامت اللہ کے علاوہ کوئی اور ہستی گناہوں کی مغفرت کا اختیار نہیں رکھتی۔ ﴿ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؟ ﴾ اُس دن وہی صاحب اختیار ہوگا۔ ﴿ والْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ ﴾۔ اس عقیدے کو تسلیم کرنے کا نام توحیدِ استغفار ہے۔

- **توحید استعاذہ:**

اللہ تعالیٰ کو مختارِ کامل مان کر ، اسی سے پناہ طلب کرنے کا نام ، توحید استعاذہ ہے۔

توحیدِ استعاذہ ، دراصل توحید دعا اور توحید عبادت ہی کی ایک قسم ہے۔

مخلوقات کے شر سے بچنے کے لیے ، اللہ تعالیٰ ہی کے دامن میں پناہ لینا چاہیے ، کیونکہ وہ خالق ہے۔

توحیدِ تشریع

اللہ تعالیٰ کی تکوینی حاکمیت کے علاوہ ، اسی کی تشریعی حاکمیت یعنی توحیدِ تشریع (Legislative Monotheism) کو تسلیم کرنے کا نام ، توحیدِ تشریع یا توحید حاکمیت ہے۔

بعض علماء نے توحیدِ تشریع کو توحید اُلوہیت کا حصہ قرار دیا ہے (کیونکہ اُلوہیت کے مفہوم میں عبادت کے علاوہ بلندی ، بالا دستی اور قوتِ اختیار بھی شامل ہے) اور بعض نے اسے توحید رُبوبیت کا حصہ قرار دیا ہے (کیونکہ ربوبیت کے مفہوم میں سرداری ، تصرّف اور اختیار بھی شامل ہے)۔ مُختارِ کُلّ (Sovereign) ہونے کا مفہوم دونوں میں شامل ہے۔

توحیدِ تشریع کے تحت ، اللہ تعالیٰ کے تمام اَحکام پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اِن احکام میں قوانین وصیت و وراثت ، قوانین نکاح وطلاق ، قوانین حدود وتعزیر اور قوانینِ حلال وحرام وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ مشرکینِ مکہ نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر ، خود اپنے قوانینِ حلال وحرام بنا لیے تھے ، جس کا ابطال سورۃ الانعام میں کیا گیا ہے۔

- **سیکولرازم اور توحیدِ تشریع:**

سیکولرازم کی اصل لڑائی توحیدِ تشریع سے ہے ، توحیدِ عبادت اور توحید ربوبیت سے نہیں۔

- **جمہوریت اور توحید تشریع:**

عوام یا عوام کے نمائندوں کو ، اللہ کے قانون کے خلاف ، اپنی خواہشاتِ نفس کے مطابق قانون سازی کا حق حاصل نہیں ہے۔

- **اجتہاد اور توحیدِ تشریع:**

اللہ کے قانون کی چھتری کے نیچے رہ کر ، ذیلی اور فروعی اُمور میں ، علماء ، مجتہدین اور ماہرینِ قانونِ اِسلامی ، اجتہاد کے ذریعے قانون سازی کر سکتے ہیں ، ایسا اجتہاد جو قرآن و سنت اور اِجماعِ اُمّت کے خلاف نہ ہو۔

- **اسماء وصفات کے حوالے سے دو گمراہ فرقے:**

صفاتِ خداوندی کے سلسلے میں ، دو فرقوں نے اِفراط وتفریط سے کام لیا ، یہ مُشَبِّه اور مُعَطِّلَة کہلاتے ہیں۔

ایک گمراہ گروہ نے (جو مُشَبِّه کہلاتا ہے) اللہ کی صفات کو ، مخلوق کی صفات سے مشابہ قرار دیا، جبکہ ایک اور گمراہ گروہ نے (جو مُعَطِّلَه کہلاتا ہے) اللہ کی صفات کی ایسی تاویل کی کہ جس سے اسماء وصفات کا انکار ہوتا ہے۔ بہت سے معتزلی اسی دوسرے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

- **اسماء وصفات کے بارے میں اہلِ سنت کا صحیح عقیدہ:**

ان دو انتہا پسند عقائد کے مقابلے میں ، اہلِ سنت کا صحیح عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات پر ، اجمالی ایمان رکھا جائے اور تَمثِیل ، تَشبِیه ، تَأوِیل اور تَکیِیف

(کیفیت) سے بچتے ہوئے، تفصیلات کے صحیح علم کو، اللہ سے منسوب کر دیا جائے۔

● مندرجہ ذیل آیات پر غور کیجئے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" (الشوریٰ : 11)

"کائنات کی کوئی چیز، اُس کے مشابہ نہیں"۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ . (النحل : 74)

"لہٰذا اللہ کے لیے، مثالیں نہ گھڑو!"

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى . (النحل : 60)

"اور اللہ ہی کے لیے تمام برتر صفات ہیں"۔

****

اَحادیثِ توحید

توحیداورشرک کے موضوع پر ، آخر میں کچھ احادیث دی جارہی ہیں ، جس سے اس موضوع کے بعض پہلوؤں کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

شرک کرنے والے سے اللہ بے تعلق ہوجاتا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ . (مسلم ، عن ابی ھریرۃؓ)

''میں تمام شرکاء میں ، سب سے زیادہ شرکت سے بے نیاز ہوں۔جو شخص کسی عمل میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کر لیتا ہے تو میں اُسے شریک کے پاس چھوڑ جاتا ہوں''

توحید پر موت ہو تو جنت ملتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَّاتَ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (مسلم – عن عثمان بن عفان)

''جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ (یقین کے ساتھ) جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے ، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

شرک ناشکری کی دلیل ہے

حدیثِ قدسی ہے۔رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ : اِنِّیْ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ فِیْ نَبأٍ عَظِیْمٍ اَخْلُقُ وَ یَعْبُدُ غَیْرِیْ وَاَرْزُقُ وَ یَشْکُرُ غَیْرِیْ .

(بیهقی ، فی شعب الایمان)

"میرا اور گروہِ جن وانس کا معاملہ ایک بھاری بات بن چکا ہے۔ پیدا میں کرتا ہوں اور وہ عبادت میرے سوا دوسروں کی کرتا ہے۔رزق میں دیتا ہوں اور شکر میرے سوا دوسروں کا ادا کرتا ہے"۔

شرک سے نفرت ہو تو ایمان کی حلاوت نصیب ہوتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثَلٰثٌ" مَنْ کُنَّ فِیْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ ، (1) اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، (2) وَ اَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّه اِلَّا لِلّٰهِ ، (3) وَاَنْ یَّکْرَهَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ کَمَا یَکْرَهُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ.

(بخاری و مسلم عن انس)

"تین چیزیں ایسی ہیں ، جس شخص میں وہ ہوں اسے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔

1- یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ اسے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔

2- اسے جس شخص سے محبت ہو، اللہ ہی کے لیے محبت ہو۔

3- اور کفر کی طرف پلٹنا اسے اتنا ہی ناگوار ہو، جتنا ناگوار اسے یہ بات کہ اس کو آگ میں ڈال دیا جائے''۔

شرک سے بچنے کا اَجر مغفرت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ ﴿هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : قَالَ رَبُّكُمْ : اَنَا اَهْلُ اَنِ اتَّقٰى فَلَا يُشْرَكُ بِيْ غَيْرِيْ ، وَاَنَا اَهْلٌ لِمَنِ اتَّقٰى اَنْ يُّشْرَكَ بِيْ اَنْ اَغْفِرَ لَهٗ .

(ابن ماجه —عن انس)

سورۃ المدثر کی آیت نمبر 56 ﴿وہ اس لائق ہے کہ اس کا ڈر رکھا جائے اور اس لائق ہے کہ مغفرت فرمائے﴾ کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا:

تمہارے رب کا ارشاد ہے:

''میں اس لائق ہوں کہ میرا ڈر رکھا جائے اور میرے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ کیا جائے اور میں اس لائق ہوں کہ جو شخص اس بات سے بچا کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، میں اسی کی مغفرت کردوں''۔

فرض نمازوں کے بعد اقرارِ توحید سنت ہے

كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كَلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ :

نبی ﷺ فرض نمازوں کے بعد ، یہ (کلمات) پڑھا کرتے تھے۔

﴿ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ ، لَـهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ " ، اَللّٰهُـمَّ لَا مَـانِعَ لِـمَـا اَعْـطَـيْـتَ ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ﴾ . (بخاری ومسلم)

"کوئی اِلٰہ نہیں سوائے ایک اللہ کے ، اس کا کوئی شریک نہیں ، بادشاہی اسی کی ہے ، حمد وستائش اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اے اللہ! تو جو دیدے اس سے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو نہ دے اس کا دینے والا کوئی نہیں۔ اور تیرے بغیر کسی کو کوئی چیز فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"

توحیدِ ملوکیت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا:

يَـقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِى السَّمَآءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ : اَنَا الْمَلِكُ ! اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ ؟ .

(بخاری ، مسلم ، — عن ابی ھریرہ)

" قیامت کے روز ، اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائے گا ، میں ہی بادشاہ ہوں ، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ "

کلاس ورک / ہوم ورک

ذیل میں مختلف عنوانات کے تحت' آیات کا ابتدائی اور آخری حصہ دیا جا رہا ہے اور سورت نمبر اور آیت نمبر لکھی جا رہی ہے۔ اپنی کاپی پر' قرآنِ مجید سے ان آیات کا ترجمہ لکھیے۔

پوری آیت کا ترجمہ لکھنے کی ضرورت نہیں صرف متعلقہ ٹکڑے کا ترجمہ لکھئے؟

1- انبیاء کی دعوتِ توحید

حضرت نوحؑ	یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰهَ مَا لَكُم مِن اِلٰـهٍ غَيْرُهُ	(الاعراف : 59)
حضرت ہودؑ	یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰهَ مَا لَكُم مِن اِلٰـهٍ غَيْرُهُ	(الاعراف : 65)
حضرت صالحؑ	یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰهَ مَا لَكُم مِن اِلٰـهٍ غَيْرُهُ	(الاعراف : 73)
حضرت شعیبؑ	یٰقَوْمِ اعْبُدُوااللّٰهَ مَا لَكُم مِن اِلٰـهٍ غَيْرُهُ	(الاعراف : 85)
حضرت محمدؐ	قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَاللّٰهَ وَلَا اُشْرِكَ بِهٖ	(الرعد : 36)
آیت الکرسی	اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ ..... وَهُوَ الْعَلِىُّ العظيم	(البقرة : 255)
سورة الحشر	هُوَ اللّٰهُ .... وَهُوَ العزيز الحكيم	(الحشر : 22-24)
سورة الحدید	سَبَّحَ لِلّٰهِ .... بِذَاتِ الصُّدُورِ	(الحديد : 1-6)

2- توحید کی عقلی دلیلیں

لَو كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ .... عَمَّا يَصِفُوْنَ	(الانبياء 22)
لَذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ	(المؤمنون 91)
قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهٗ اٰلِهَةٌ .... ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا	(بنی اسرائیل 42)

3- شرک کی برائی اور ہولناکی

قُلْ تَعَالَوْا .... بِهٖ شَيْئًا	(6/151 الانعام)

لَا تَجْعَلْ .... مَخْذُوْلًا	(17/22 بنی اسرائیل)
وَلَا تَجْعَلْ .... مَدْحُوْرًا	(17/39 بنی اسرائیل)
وَمَنْ يُّشْرِكْ .... مَكَانٍ سَحِيْقٍ	(22/31 الحج)
اَلَّذِیْ جَعَلَ .... فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ	(50/26 ق)
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ	(31/13 لقمٰن)
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ .... اِثْمًا عَظِيْمًا	(4/48 النساء)
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ .... وَمَاْوٰهُ النَّارُ	(5/72 المائدہ)
وَلَوْا اَشْرَكُوْا .... كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	(6/88 الانعام)
لَئِنْ اَشْرَكْتَ .... مِنَ الْخٰسِرِيْنَ	(39/65 الزمر)

4- توحید فی الذات

مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ ، حوالے کا ساتھ اپنی کاپی پر تحریر کیجیے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ............ كُفُوًا اَحَد	(112/1-4 الاخلاص)
وَقَالُوا اتَّخَذَاللّٰهُ .... كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْن	(2-116 البقرہ)
وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ .... اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ	(9/30 التوبہ)
اَنّٰى يَكُوْن .... كُلَّ شَیْءٍ	(6/101 الانعام)
ءَ اَنْتَ .... سُبْحٰنَكَ	(5/116المائدہ)
لَقَدْ كَفَرَ .... المسيح ابن مريم	(5/72المائدہ)
لَقَدْ كَفَرَ .... ثالث ثلٰثة	(5/73 المائدہ)
وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	(24 النمل)
وَجَعَلُوْا .... يَصِفُوْنَ	(100 الانعام)

5- توحیدِ اسماء وصفات

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ	(الشوریٰ 11)
فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ	(النحل 74)
وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى	(النحل 60)

6- تنزیھی صفات

مندرجہ ذیل آیات کا ترجمہ حوالوں کے ساتھ اپنی کاپی پر لکھیے۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ .	(القصص : 88)
كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ.......................وَالْإِكْرَامِ .	(الرحمن : 26,27)
لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ	(البقرہ 255)
وَلَا يَؤُدُهُ حِفْظُهُمَا	(البقرہ 255)
وَلَقَدْ خَلَقْنَا ....وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ	(ق 38)
وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا........................	(مریم 64)

7- توحیدِ صفتِ علم

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ ....كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ	(الانعام 59)
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ .... وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ	(التغابن 4)
وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ	(الانعام 59)
قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي .... وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ	(الاعراف 188)
قُلْ لَّا يَعْلَمُ .... وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ	(النمل 65)
عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	(الحشر 22)
سَوَآءٌ مِّنْكُمْ .... وَ سَارِبٌ بِالنَّهَارِ	(الرعد 10)
إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا	(النساء 1)
هُوَ مَعَكُمْ .... وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ	(الحدید 4)
إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا	(النساء 33)
وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ	(المائدہ 76)
لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ	(الشوریٰ 11)

8- توحیدِ صفتِ اختیار

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا	(الرعد 31)
لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْئَلُوْنَ	(الانبیاء 23)
مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ .... وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ	(الفاطر 2)
قُلْ فَمَنْ یَّمْلِکُ لَکُمْ .... اَوْ اَرَادَبِکُمْ نَفْعًا	(الفتح 11)
فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ	(البروج 16)
وَاللّٰهُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِهٖ................	(الرعد 41)
وَ مَا لَکُمْ مِنْ .... وَلَا نَصِیرٍ	(42/31 الشوریٰ)
وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیلاً	(33/3 الاحزاب)
قُلْ اَغَیْرَ اللّٰهِ .... وَالْاَرْضِ	(6/14 الانعام)
قُل لَّا اَمْلِکُ .... مَا شَاءَ اللّٰهُ	(7/188 الاعراف)
وَلَا تَدْعُ .... وَلَا یَضُرُّکَ	(10/106 یونس)
قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوْا .... وَّرَشَدًا	(72/20-21 الجن)
قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّهٗ لِلّٰهِ	(3/154 آل عمران)
یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ	(32/5 السجده)
وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ	(3/26 آل عمران)
وَمَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّکْرِمٍ	(22/18 الحج)
اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا	(139 النساء)

9- توحیدِ ملوکیت

لَهُ الْمُلْکُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ	(الزمر 6)
لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	(الزمر 44)
وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ..............	(الفرقان 2)
بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ	(یٰسین 83)
مَلِکِ النَّاسِ	(الناس 114/2)
لِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	(الشوریٰ 49)
لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِینَ کَفَرُوا فِی الْبِلَادِ......	(آل عمران 196)

فہرستِ مضامین

فرمانِ اِلٰھی

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا . (النساء : 36)

”اور اللہ کی عبادت کرو! اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ!“

10- توحیدِ استعاذہ

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ	(سبا 41)
كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ ...	(الجن 6)
وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ	(المومنون 88)

11- توحیدِ حاکمیت۔توحیدِ تشریع

وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ	(الزخرف 84)
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ..	(المائدہ5/44)
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ	(الانعام 57)
اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ	(الانعام 62)
بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا	(الرعد 31)
اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ..	(الاعراف 54)
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ	(یوسف40)
وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ	(الرعد 41)
وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .... وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ	(القصص 70)
اَللّٰهِ اَبْتَغِىْ .... مُفَصَّلًا	(الانعام 114)
وَلَا يُشْرِكُ فِىْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا	(الکهف 26)
اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ .... عَمَّا يُشْرِكُوْنَ	(9/31 التوبه)
لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ	(66/1 التحریم)

12- تحلیل وتحریم۔توحیدِ تشریع

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ .... لَا يُفْلِحُوْنَ	(النحل 116)
قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ..........تَفْتَرُوْنَ	(یونس 59)
يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ	(التحریم 1)

13- توحید ربوبیت

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ .... لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	(29/61العنکبوت)
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ .... لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	(29/63العنکبوت)
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ .... لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	(31/25لقمان)
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ .... لَيَقُوْلُنَّ	(43/9 الزخرف)
وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ .... لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ	(43/87 الزخرف)

14- توحیدِ اُلوہیت یا توحیدِ عبادت

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا .... رَبَّكُمْ	(22/77 الحج)
دُعا عبادت ہے- وَقَالَ رَبُّكُمْ .... دَاخِرِيْنَ	(40/60غافر)
وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ	(40/60 المومن)
وَاِذَا سَاَلَكَ .... اِذَا دَعَانِ	(2/186 البقرہ)
وَالَّذِيْنَ .... يَنْصُرُوْنَ	(7/197 الاعراف)
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ .... مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ	(35/13-14 فاطر)
خوف عبادت ہے- فَلَا تَخَافُوْهُمْ .... مُؤْمِنِيْنَ	(3/175آل عمران)
اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ .... كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ	(9/13 التوبہ)
اِنَّمَا ذٰلِكُمْ .... مُؤْمِنِيْنَ	(3/175 آل عمران)
خشیت عبادت ہے۔ فَلَا تَخْشَوْهُمْ .... واخشون	(5/3المائدہ)
امید عبادت ہے۔ فمن كان يرجوا .... احدًا	(18/110الکہف)
توکل عبادت ہے۔ وعلى اللّٰهِ .... مؤمنين	(5/23المائدہ)
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ	(3/160 آل عمران)
وَعَلَى اللّٰهِ .... مُؤْمِنِيْنَ	(6/23 الانعام)
استعانت عبادت ہے۔ اياك .... نستعين	(1/4الفاتحہ)
قربانی اور ذبح عبادت ہے۔ قل .... المسلمين	(6/162,163الانعام)
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ .... بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ	(2/173 البقرہ)
وَسَيُجَنَّبُهَا .... وَلَسَوْفَ يَرْضٰى	(92/17-21الليل)

قسم عبادت ہے: مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ ۔ (البخاری)

الفوز اکیڈمی کی دیگر مطبوعات

1- قواعدِ زبانِ قرآن (اوّل)
2- قواعدِ زبانِ قرآن (حصہ دوم)
3- حدیث کی اہمیت اور ضرورت
4- معارفِ نبوی ﷺ
5- قیادت اور ہلاکتِ اقوام
6- تزکیۂ نفس
7- سورۃ یٰس
8- نجات کا تصور اور عقیدۂ شفاعت
9- نصاب برائے حفظ
10- رسالت
11- اسلام میں آخرت کا تصور
12- نماز
13- انفاق فی سبیل اللہ
14- درسِ قرآن کی تیاری کیسے کی جائے؟
15- ذوقِ ابلاغ
16- اصلاحی تربیت گاہیں
17- خلاصۃ القرآن (زیرِ طبع)

طلبہ ، مکتبہ جات ، اور ڈسٹری بیوٹرز کے لیے خصوصی رعایت

19678

TAWHEED & SHIRK

M. Khan Minhas
Khaleel-ur-Rahman Chishti

Quran & Ahadith Education Series, Volume: 1, Version:5

- CLASSIFICATION OF TAWHEED
- ATTRIBUTES OF ALLAH